

نوادرامدادیہ

یعنی

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی چشتی
کے غیر مطبوعہ خطوط کا نادر مجموعہ

ترتیب و تحقیق

پروفیسر نثار احمد فاروقی

مضامین سید محمد کیسور از تحقیقاتی اکیڈمی
روضہ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف
(کرناتلک)

نوادرا امدادیہ

یعنی سید الطائفہ شیخ الشیخ

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی چشتی صابری ہمدانی
مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز کے غیر مطبوعہ خطوط کا نادر مجموعہ



ترتیب و تحقیق

پروفیسر نثار احمد فاروقی

دہلی یونیورسٹی، دہلی



حسنت سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی

روضہ منورہ بزرگ - گلبرگ شریف - کرناٹک

۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶ء

محمد رفیع افندی رطانی
بہ کمال

©

جملہ حقوق طبع و نشر محفوظ

نشر احمد فاروقی : (۱۹۹۶ء)

بار اول :	رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء
کتابت :	نسیم عظمیٰ
مطبع :	روبی پرنٹنگ پریس، دہلی
تعداد :	ایک ہزار
قیمت :	
ناشر :	

حضرت سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی

روضہ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف

نذر عقیدت

به حضور

تقدس مآب محمد دوم مالیاں

حضرت خواجہ سید محمد محمد الحسینی مدظلہ العالی

(سجادہ نشین حضرت خواجہ سید محمد الحسینی بندہ نوازیگاہ و دراز قدس برتر)

بندہ آصف عہدیم کہ در سلطنتش
مؤثرتِ نوازیگی و سیرت درویشان است

فہرست مکتوبات

نمبر شمار	نام مکتوب الیہ	تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	صفحوں
۱	بنام مولوی محمد عبد السمیع	۸ - محرم ۱۲۹۹ھ	یکم جنوری ۱۸۸۴ء	۷۰
۲	بنام مولوی محمد عبد السمیع	۲۲ - ثوال ۱۳۰۲ھ	۱۳ جولائی ۱۸۸۶ء	۷۲
۳	بنام مولوی محمد عبد السمیع	قوی قلعہ نازی باکچہ ۱۳۰۳ھ	۱۸۸۶ء	۷۳
۴	بنام مولوی عبد السمیع بیدل	۱۴ - محرم ۱۳۰۷ھ	یکشنبہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۹ء	۷۶
۵	بنام مولوی عبد السمیع بیدل (از طرف مولوی منظور علی)	۱۰ - محرم ۱۳۰۷ھ	یکشنبہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۹ء	۸۰
۶	بنام مولوی محمد عبد السمیع	۱۲ - صفر ۱۳۰۷ھ	یکشنبہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۹ء	۸۳
۷	بنام مولوی محمد عبد السمیع	۱۵ - ربیع الاول ۱۳۰۷ھ	چار شنبہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۹ء	۸۶
۸	بنام مولوی محمد عبد السمیع	۲۲ - جماد الثانی ۱۳۰۷ھ	چار شنبہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۹ء	۹۱
۹	بنام مولوی قدیر احمد خان	شعبان ۱۳۰۷ھ	اربع ۱۸۹۰ء	۹۵
۱۰	بنام مولوی غلیل احمد بیٹھوی و مولوی محمود حسن دیوبندی	۱۳ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ	یکشنبہ ۲۰ جون ۱۸۹۰ء	۱۰۰
۱۱	بنام مولوی عبد السمیع بیدل	۱۳۰۷ھ	۱۸۹۰ء	۱۱۰
۱۲	بنام مولوی عبد السمیع بیدل	۲۰ - ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ	چار شنبہ ۲۰ اگست ۱۸۹۰ء	۱۲۲
۱۳	(از طرف مولوی منظور علی)			۱۲۳
۱۴	بنام مولوی عبد السمیع بیدل	۱۳۰۷ھ	۱۸۹۰ء	۱۳۰
۱۵	بنام مولوی عبد السمیع بیدل (از طرف مولوی منظور علی)	۱۳۰۸ھ	۱۸۹۰ء	۱۳۲
۱۶	بنام مولوی عبد السمیع	۲۲ - صفر ۱۳۰۸ھ	دو شنبہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۰ء	۱۳۳
۱۷	بنام مولوی عبد السمیع	۱۲ - ربیع ۱۳۰۸ھ	جمعہ ۲۰ فروری ۱۸۹۱ء	۱۳۸

نمبر شمار	نام مکتوب الیه	تاریخ هجری	تاریخ شمسی	صفحه
۱۸	بنام مولوی محمد عبدالصمد بیدل رمضان	۱۳۰۸ هـ	۱۸۹۱ اپریل	۱۳۲
۱۹	ایضاً	۱۳۰۸ ذی الحجہ	۱۸۹۱ جولائی	۱۳۹
۲۰	ایضاً	۱۳۰۹ صفر	۱۸۹۱ ستمبر	۱۵۳
۲۱	ایضاً	۱۳۰۹ صفر	۱۸۹۱ دسمبر	۱۵۶
۲۲	ایضاً	۱۳۰۹ ربیع الثانی	۱۸۹۱ جنوری	۱۶۰
۲۳	ایضاً	۱۳۱۰ صفر	۱۸۹۲ مارچ	۱۶۳
۲۴	یکے سہ جانب مولوی	۱۳۱۰ رجب	۱۸۹۳ دسمبر	۱۶۷
۲۵	بنام مولوی محمد عبدالصمد بیدل	۱۳۱۰ رجب	ایضاً	۱۶۴
۲۶	ایضاً	۱۳۱۱ صفر	۱۸۹۳ دسمبر	۱۶۴
۲۷	ایضاً	۱۳۱۲ جماد الاخریٰ	۱۸۹۳ جنوری	۱۷۸
		۱۳۱۲ رجب	یکشنبہ ۳۰ دسمبر	
۲۸	ایضاً	۱۳۱۳	۱۸۹۵	۱۸۳
۲۹	ایضاً	یکم ذی الحجہ	یکشنبہ ۱۳ مئی	۱۸۶
۳۰	ایضاً	۱۳۱۴	۱۸۹۷	۱۹۰
۳۱	ایضاً	۲۹ جماد الاولیٰ	۱۸۹۸ اکتوبر	۱۹۲
۳۲	یکے سہ جانب مولوی محمد شفیع الدین	۱۳۱۶	۱۸۹۸	۱۹۳
۳۳	بنام مولوی محمد عبدالصمد بیدل	انفتم جماد الاولیٰ		۱۹۸

مکتوبات بلا تاریخ :

۲۰۲	ہمراہی شمش بہرمان علی ...
۲۹۴	مانظ محمد امیریت روا شری ...
۲۰۶	بنام مولوی محمد عبدالصمد بیدل ہمراہی شمش وزیر مکتوبات

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
رَحِمَهُمُ اللَّهُمَّ وَعَلَى آلِهِمْ وَأَصْحَابِهِمُ أَجْمَعِينَ - آمین

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ طریقتی صابری ہادی سلسلے کے نہایت ممتاز بزرگ ہیں۔ اُن کے سلسلہ طریقت سے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش ہی کے نہیں حجاز، شام، عراق، ترکی، مصر اور مرقاش کے علماء اور درویش بھی وابستہ رہے ہیں۔ حیدرآباد کی سربراہ اور وہ علمی شخصیت حضرت الحاج کھافظ مولانا محمد انوار اللہ حنان فضیلت جنگ طیر الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے بھی حضرت مہاجر کی سے فیض پایا تھا۔ حاجی صاحب کے مشرب میں اتنی وسعت تھی کہ طالب خواہ کسی مدرسہ فقہ کا مقلد ہو، یا غیر مقلد ہو، اُن کے فیضان سے محروم نہ رہتا تھا۔ حاجی صاحب کے مریدین و تلامذہ میں مدرسہ دیوبند کے بعض علماء بھی شامل ہیں، مگر انہوں نے بعض فروعی مسائل کو اتنی اہمیت دی کہ انہیں اصل ایمان بنانے لگے، اور اُن کے بارے میں اتنا شدید اور بے لچک رویہ اختیار کیا کہ اپنے پیروم رشد کی ہدایت کی پروا بھی نہ کی، اس سے جو افتراق و انتشار امت مسلمہ میں پیدا ہوا وہ بڑھتا ہی گیا، اور اس گردہ کی تیروی کرنے والے آج بھی شرک، بدعت، فتنہ وغیرہ کے نام پر عام دیندار مسلمانوں کے دل و دماغ میں شک و ریب کے کانٹے بونے رہتے ہیں اور اسے دین اسلام کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔

”التصوف کلمۃ ادب“ تصوف تمام تر ادب ہے اور اس کا خلاصہ ضرور و فراد کے بارے کا اٹھاد ہے یہی مافظ شیراز نے کہا ہے :

ہے سجاد و زکیں کن کثرت پر مخاں گوید / کہ سالک بہ خبر بود نہ راہ و رسم منزل

اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ مرشد احکام شریعت سے بے خبر ہے، اور جو کچھ اشغال و اعمال اُس
 کے ہیں، اُن کی پیروی کے ہم مُکلف نہیں، تو اُس کی بیعت بھی سوائے نشان بن جاتی ہے۔
 حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی ہوں یا محبت الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی، یا شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، نقد، نیاز، عرس، و مر اسیم
 عرس، فاتحہ، مجلس میلاد وغیرہ مسائل میں ان بزرگوں کا ہرگز وہ عقیدہ نہیں تھا جو آج ان
 سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب کے ایک ممتاز مرید و خلیفہ مولانا عبد السمیع
 بیدل راجپوری نے اپنی کتاب "انوارِ ساطعہ" میں ان حضرات کو مُدلل جواب دیا تھا،
 جس کی تائید خود حاجی صاحب نے بھی فرمائی تھی۔ ان مسائل کے بارے میں اور کتاب
 "انوارِ ساطعہ" کے موضوع پر جو خطوط مولانا عبد السمیع بیدل کو لکھے گئے، وہ نہایت اہم اور
 قابلِ قدر ہیں۔ اُن سے اس پوری بحث کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے، اور حضرت کے
 عقیدت مندوں کی نظر میں یہ ایک بیش بہا تحفہ ہیں۔ ان خطوط کو عزیز گرامی محترم پر و فیض
 نثار احمد فاروقی (صدر شعبہ عربی و ہندی یونیورسٹی دہلی) نے مولانا بیدل کے صاحبزادے
 حکیم محمد میاں مرحوم کے نواسے جناب رؤف الحسن (ایڈووکیٹ میرٹھ) کی عنایت سے
 حاصل کر کے بہت محنت اور دیدہ ریزی سے مرتب کیا، اُن پر جا بجا مفید حواشی لکھنے
 کے علاوہ ایک مفصل، مُدلل اور عالمانہ مقدمہ بھی تحریر کیا، جس سے نہ صرف ان خطوط کے
 لکھنے والے اور مکتوب الیہ کے حالات کا علم ہوتا ہے، بلکہ جن مباحث سے متعلق یہ مکتوبات
 ہیں اُن کی علمی اور مذہبی نوعیت بھی سامنے آتی ہے۔ فاروقی صاحب کے لب و لہجہ میں
 ان بزرگوں کے لیے عقیدت و محبت کے ساتھ ہی مخالفانہ عقیدہ رکھنے والوں کے لیے
 بھی اعتدال، توازن اور رواداری کا رویہ ہے، جس میں ذرہ بھر تک نفی یا تشریح نہیں
 ہے۔ ایک علمی بحث اسی شان سے ہونی چاہیے جس میں نفسانیت اور اَدما کا دخل نہ ہو،
 اور اپنی بات پوری حجت کے ساتھ کہ دی جائے۔ فاروقی صاحب نے یہ خطوط مجھے دکھائے
 تو میری خواہش ہوئی کہ انہیں "سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی، بارگاہِ بندہ نوازہ، گجرات شریعت" کی
 جانب سے شائع کیا جائے اسے انھوں نے اذرا و کرم منظور کیا، اگرچہ ان کی طباعت میں

غیر معمولی تاخیر ہو گئی، جس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ خطوط کی زیادہ صاف تصویریں دوبارہ حاصل نہیں ہو سکیں۔ جو تصویریں ایسی حالت میں تھیں کہ ان کی طباعت ہو سکے وہ مجموعے میں شامل کر لی گئی ہیں۔

”نوادرا امدادیہ“ کے اس بیش قیمت علمی تحفہ کی اشاعت کے لیے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر منٹار احمد صاحب فاروقی کو صحت و عافیت، صلاح و فلاح دلائن، علم نافع اور عمل مقبول سے بہرہ ور رکھے، اور اس طرح کی خدمتوں کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
جناب رؤف الحسن انصاری ایڈووکیٹ میرٹھ بھی ہمارے شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے طویل عرصہ تک ان خطوط کی حفاظت کی، اور انہیں اشاعت کے لیے بہ طینب خاطر عنایت فرمایا۔ جزاءہ اللہ خیر الجزاء۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

گلبرگر :

یکم ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

سید شاہ محمد محمد حسین
ستادہ نشین حضرت خواجہ گیسو دراز
گلبرگر شریف

مقدمہ

زیر نظر کتاب شیخ العرب والعم حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض نادر خطوط کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے بیشتر خطوط مولانا عبدالمسیح سیدل انصاریؒ (ساکن راجپور منشیاران و وزیر لال کرتی میرٹھ) کے نام ہیں چند خطوط کے مکتوب الیہم دوسرے حضرات بھی ہیں۔

انہیں "نوادرا امدادیہ" نام اس لیے دیا گیا کہ یہ خطوط غیر مطبوعہ ہیں اور پہلی بار شائع ہو رہے ہیں دوسرے یہ ایک اہم بحث سے متعلق ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۰۲ھ/۸۴ - ۱۸۸۵ء میں مطبع ہاشمی میرٹھ سے ایک چار ورق کا فتویٰ شائع ہوا، جس پر تین غیر مقلد علماء کے دستخط تھے، اس کے علاوہ دیوبند، گسنگوہ وغیرہ کے علماء نے بھی اس کی تائید کی تھی۔ اس کا عنوان تھا "فتوایے مولود و عرس وغیرہ"۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ انوات کی فاتحہ اور ایصالِ ثواب کی رسمیں جیسے سوم چہلم وغیرہ یا عرس کرنا، ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ دینا، میلاد شریف پڑھنا، اس کی مجلس میں قیام کرنا وغیرہ سب بدعت اور گمراہی ہے، شرعاً ناجائز ہے۔

اس کے چند ماہ کے بعد ایک اور ۲۴ ورقی رسالہ شائع کیا گیا جس کا عنوان تھا "فتوایے میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ"۔ یہ بھی مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا۔ اس میں بھی فاتحہ، عرس، میلاد شریف وغیرہ کی مذمت اور ان کے جواز سے انکار کیا گیا تھا۔

ان فتاویٰ کی اشاعت سے مام مسلمانوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں تہائید و تردید میں طرح طرح کی باتیں سامنے آنے لگیں، تو کچھ حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے مرید و خلیفہ مولانا عبدالمسیح سیدل سے اس کا تہل جواب لکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں ہی اس فتوے کی تردید میں کتاب "انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" لکھی اور اسے چار ابواب میں تقسیم کیا۔

پہلے چار ور قی فتوے میں کہا گیا تھا: "مہفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدا لیں ان حضرات
 علیہ السلام۔ بدعت ہے۔ ایسا ہی حال سوم، وہم، چہلم وغیرہ اور بیچ آیت اور چوں اور
 شہرینی وغیرہ کا۔۔۔ کہ بدعات فحشہ و ناپسنہ شریعہ میں۔"
 اس پر دستخط کرنے والوں میں مولوی حفیظ اللہ، مولوی شریف حسین، مولوی ابلی بخش،
 مولوی محمد یعقوب، مولوی (مدرس اول مدرسہ دیوبند) اور مولوی محمد محمود (مدرس مدرسہ دیوبند)
 شامل تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اس پر یہ فتویٰ لکھا تھا:
 "اسی مجلس نامائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فیضیہ
 علیہ السلام کو کرنا، اگر حاکم ناظر جان کر کرے کفر ہے، ایسی مہفل میں جانا اور شریک
 ہونا نامائز ہے اور فاتحہ بھی غلاب سنت ہے اور سوم بھی کہ یہ سنت ہندو کہ رسوم
 ہے۔" رشید احمد معنی غرگنگوہیؒ

مولانا بیڈلؒ نے سب امور زیر بحث پر کتاب و سنت اور علمائے سلف کے اقوال و آثار
 کی روشنی میں ایک مفصل جواب "انوار ماطہ" کی شکل میں لکھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء
 میں شائع ہوا۔ چونکہ دونوں فتاویٰ میں بھی بعض الفاظ سخت اور درشت استعمال ہوئے تھے
 ان کا رد کرتے ہوئے مولانا بیڈلؒ نے بھی کہیں کہیں تلخ الفاظ میں تردید کی۔

یہ سارا حجتی صاحب کی خدمت میں ملاحظہ فرمایا تو انہوں نے اس کو فقط الفاظ پر موقوف
 رہا اور متعدد خطوط میں اس کا اظہار کیا کہ جوابات میں انوار ماطہ میں لکھی ہیں وہ غیر کے مذہب و مشرب کے
 موافق ہیں۔

مگر حاجی صاحبؒ نے مولانا بیڈلؒ کو لکھا کہ جن الفاظ میں تشریح اور تفسیر ہے وہ خارج کر دیں،
 اس کا لب و لہجہ نرم اور شیریں رکھیں۔ اپنے پیروں و مرشد کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے کتاب پر نظر ثانی
 کی اور ایسے سب الفاظ اور فقرے نکال دیئے جن میں کوئی ادعا یا تعریف تھی یا تمجید اور تندی
 پیدا ہو سکتی تھی۔ دوسرا ایڈیشن حذف و ترمیم کے ساتھ ۱۳۰۴ھ/۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔ اس کے
 بارے میں حاجی صاحبؒ نے جن غیالات کا اور اپنی خوش کا اظہار فرمایا وہ ان خطوط میں دیکھا

جاسکتا ہے جو زیر نظر کتاب "قواعد اداویہ" میں مشامل ہیں۔

حاجی صاحب نے مولانا رشتید احمد گنگوہی کو بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ ان اختلافی مسائل کو مشترک کریں اور ان کے خالصین کو "ضامی و مصلیٰ و کافر و مشرک" بنانا کچھ نیکو صواب و مصلحت ہے۔
 (مکتوبات ہدایت ص ۱۱) اور یہ بھی لکھا کہ اگر دنیا میں کوئی رنج و الم ہے تو یہی ہے کہ چند مسائل میں آپ کی رائے ملائے ہر دو مشائخ زمان کے تفاوت ہے۔ (مکتوبات ہدایت ص ۱۸)
 مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا گنگوہی اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ انہوں نے حاجی صاحب کو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ چاہیں تو مجھے حلقہ ارادت سے خارج کر دیں۔ اس پر حاجی صاحب نے لکھا ہے :

"خارج کرنا چہ معنی فقیر تو رقم غلام و صلیا کی جماعت میں اپنا داخل ہو جانا موجب فخر

دارین و ذریعہ نجات و وسیلہ خلاص کو نہیں یقین کرتا ہے" (مکتوبات ہدایت ص ۱۸)
 میلاد شریف پٹنہ، اُس میں قیام کرنا، ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنا یا بزرگوں کا عرس کرنا قطعی طور پر اگر قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب بھی یہ امور فرموداتِ دین میں آتے ہیں اُصولِ دین میں نہیں۔ ان پر طویل زمانے تک اُمت کے علماء و مشائخ کا معمول رہا ہے اب اس کو ضلالت اور کفر و شرک کہنے سے اُن اسلاف کو گمراہ اور جاہل سمجھنا لازم آتا ہے۔ مستردانِ کافران تو یہ ہے کہ وجہ انہیہ یا انہیہ یعنی انہی (الخ ص ۵۰)

فرد علی مسائل میں تشدد کا تقبیہ ہو اگر ہندوستان کے حنفی مسلک والے بھی دیگر ہوں ہیں بٹ گئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کا بیان ہے کہ "حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک واعظ و بلوی کی نسبت فرماتے تھے کہ تشدد بہت تھے اُس مسترد تشدد سے اصطلاح نہیں ہوتی" (اشرف التبیان مطبع لاہور پریس دہلی ۱۳۳۸ء) کیا مولانا گنگوہی کا اس حد تک اصرار کہ چاہیں تو بیعت سے خارج کر دیں "تشدد نہیں ہے؟

اوام شریعت کی بجا آوری سرائیکھوں پر مگر بیعت بھی ایک جہد ہے جو اللہ سے کیا جاتا ہے۔ مولانا تھانوی ہی نے فرمایا: بیعت کی حقیقت یہ ہے کہ طالب کی طرف سے التزام بتوابع کا اور شیخ کی طرف سے التزام بتوابع کا۔ (خیر الافادات ص ۸۸)

اگر یہ کہا جائے کہ غیرت دین کا تقاضا ہی تھا کہ پیر و مرشد کے حکم سے بھی مسائل شریعت کے بارے میں روگردانی کوئی جائز نہ تو یہ دیکھا جائے گا کہ بزرگانِ ملت میں، اور گزرے ہوئے لاکھوں مسلمانوں میں، جو ان عقائد و اعمال پر رہ کر چلے گئے ان کا انجام کیا ہوا ہو گا؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علم و فضل، فطرتِ مبارک، اتباعِ سنت اور غیرتِ دینی کے بارے میں بظاہر ان حضراتِ علماء کو بھی انکار نہیں ہے۔ ان کے عقائد و اقوال اعلیٰ سے بالکل واضح اور جلی ہو گئے ہیں برسوں پر دو گنتی میں رہنے کے بعد یہ کتاب ابھی تین سال قبل چھپی ہے اور حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی طبر الرحمۃ و ستادہ فیضین درگاہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ نے اس کا متن شائع کر دیا ہے۔ اُسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ عرس، فاتحہ اندر نیاز و سب کے قائل بھی تھے، عاقل بھی۔ ان کی تصانیف میں "انفاس العارفين" مشہور و مستند کتاب ہے اُس سے ان کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کے عقائد اور اعمال کا علم ہوتا ہے اسی کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے ہاشمیین و خاندان حضرت خواجہ خرد طبر الرحمۃ کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں :

"خواجہ خرد کبھی کبھار خواجہ محمد باقی باللہ کا عرس کر سکتے تھے۔ حضرت والدہ صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ کوئی شخص ان کے پاس آکر کہتا ہے کہ چاہی میرے ذمہ، دوسرا آکر کہتا ہے، گوشت میرے ذمہ، تیسرا آکر کہتا ہے کہ فلاں تو مال کو میں لادوں گا۔ اسی طرح دوسرے انتظامات بھی ہو جاتے۔ خواجہ خرد اس میں کوئی تکلف نہیں کر سکتے تھے۔"

(انفاس العارفين اردو ترجمہ ص ۲۷ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ایک اور اقتباس انفاس العارفين جی سے ملاحظہ فرمائیے :

"حضرت والدہ ماجدہ امراء عبد الرحیم پھلت میں تھے۔ عرس کا دن تھا، ایک بزرگ شریعت دان نے تو انھوں نے نفوس شرع کو دیا کچھ دیر کے بعد سب بیاہ کر شیخ ابوالرحم کی روح ظاہر ہو کر رقص کر رہی ہے۔ اہل مجلس پر بھی اس کا کچھ اثر

غالب ہوں وہ انھوں نے کوئی کوئی نام نہ لیا، ابو الحسن زید رحمہ اللہ کا
مقدور ملاحظہ فرمائیں، مسعود احمد رگاتی صاحب کی کتاب "شاہ ولی اللہ دہلوی اور اُن کا متبادل" کا
مطلبہ کریں۔ انھیں انصارین کو نظر ناسر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب کی کتابوں
میں تحریف بھی کی گئی ہے، بعض جملہ کتابیں دوسروں نے لکھ کر اُن سے منسوب کر دی ہیں اور
اپنے حقائد کو شاہ صاحب کے فرمودات بنا کر پیش کیا ہے۔ ورنہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے
حقائد وہی تھے جو تمام ممتاز مشائخ و صوفیہ کے اعمال و معتقدات سے ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ کو عظیم مصلح، متبع سنت اور
مخالف بدعات کہا جاتا ہے، اور اُن کی خدمات جلیلہ اس پر گواہ ہیں، مگر اُن کے عقائد و اعمال
کا بھی صرف وہی حصہ نظر عام پر لایا جاتا ہے جو ان حضرات کے مفید مطلب ہو۔ دیکھیے حضرت
سرہندیؒ کے ایک مقبول و ممتاز مرید و خلیفہ شیخ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ جو آخر وقت تک
اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے، لکھتے ہیں :

<p>چون حضرت ایشان بر تفریب عرس حضرت خواجہ (باقی بالشرع) قدس سرہ بر دہلی تشریف بردند شیخ ساج کو از کمل اصحاب و از اجلہ خلفائے حضرت خواجہ قدس سرہ و از مشایخ مشائخ ہند بود، تیز بر دہلی آمدہ بودند۔</p>	<p>جب آپ حضرت مجددؒ حضرت خواجہ رابعیؒ قدس سرہ کے عرس کی تقریب میں دہلی تشریف لے گئے تو شیخ ساج (الدین سنہلی) بھی جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے کامل اور ممتاز خلفا میں اور ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے دہلی آئے ہوئے تھے۔</p>
---	---

حضرات القدس ص ۵۴ طبع لاہور ۱۹۵۱ء
اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ رابعیؒ کا عرس ہوتا تھا، اس میں حضرت
مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شیخ ساج (الدین سنہلی) (ف ۱۱۵۵ھ / ۱۶۴۱ء) بھی شرکت کے لیے آتے
تھے یہی نہیں، حضرت بدر الدین سرہندی کا بیان ہے :

<p>آن حضرت ہر سال در ایام عرس حضرت خواجہ قدس سرہ بر دہلی تشریف می بردند (حضرات القدس ص ۵۶)</p>	<p>اُن حضرت (مجددؒ) ہر سال حضرت خواجہ (باقی بالشرع) کے عرس کے دنوں میں دہلی تشریف لے جاتے تھے۔</p>
--	--

اور حضرات القدس کا بیان ہے کہ مجددی صحت زیارت قبور کو جانتے تھے، قبر کو جوڑ دینا
 اچھا نہ سمجھتے تھے مگر بھی اپنے والد ماجد اور پیروم شد کے مزارات کو باقی رکھ کر چوتھے تھے (ص ۱۰۰)
 قبر پر ممبر توجہ کرتے تھے (ص ۹۳) فردہ عزیزوں کو ایصال ثواب اور فاتحہ کے لیے
 کہنا پکواتے تھے۔

میں گھنٹہ دو روزے پر روح کیے از فرزندانی	فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے اپنے ہم حرم بیٹوں
نوشہ فاسے خود طعنا سے برائے فرماؤ و رویشان	میں سے ایک کی۔ روح کو ایصال ثواب کے
تیار کردہ بودم (حضرات القدس ۱۰۱)	لیے فقرا اور درویشوں کے واسطے کھا، تیار
مکاشفہ ۱۸ ص ۸۵	کرایا تھا۔

مجدد الف ثانی میرا رحمہ نے حضرت خواجہ خواجگان حسین الدین حسن بھڑی جیری طرہ
 کی درگاہ میں حاضری دینے کے لیے اجیر کا سفر کیا، مزار خواجہ کے محاذ میں بہت دیر تک حاضری
 میں بیٹھے رہے، پھر اس مراقبہ کی کیفیات بیان فرمائیں اور کہا:

حضرت خواجہ اخطاف و الطاف بسیار نمودند	حضرت خواجہ (اجیر) سے بہت نوازشیں فرمائیں
و از برکات خاصہ خود ضیافت بہ طور آوردند	اور اپنی خاص برکتوں سے ضیافت کا اہتمام
و کھانہ اسرار در میان کردند (حضرات القدس ۱۰۵)	کیا اور راز کی باتیں کیں۔ مکاشفہ ۸۸

اسی زمانے میں حضرت خواجہ خواجگان کے مزار کا شپوش بدلا گیا تھا جو سال میں ایک بار
 تبدیل ہوتا ہے، پڑانا شپوش مزار متنازع نہیں ہے کسی کو یا بادشاہ وقت کو پیش کر دیتا تھا
 خدام درگاہ وہ شپوش لے کر حضرت مجددی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس کا حقد لراپ سے
 زیادہ کوئی نہیں۔ حضرت نے وہ چادر نہایت ادب سے وصول کی اور فرمایا کہ اس بزرگ پیر نے
 کو ہمارے گفن کے لیے محفوظ رکھو۔ (حضرات القدس ۱۰۵)

حضرت مجددی خود فاتحہ دلاتے تھے، فاتحہ کا کھانا تقسیم کراتے تھے، محفل فاتحہ کہیں
 ہو تو اس میں شرکت کے لیے جاتے تھے۔

سماج و رقص کے بارے میں مجددی صاحب نے فرمایا کہ کبھی بار وجود سے آمارش کی
 ضرورت نہ ہوتی ہے تو ایک گروہ سماج و رقص میں خود کو مشغول رکھتا ہے، دوسرا تہذیب و

تالیف میں معروف ہو جاتا ہے (ص ۴۴) یعنی سماع و رقص کرنے والوں کو بھی "ضال و ضلیل" و "کافر و مشرک" جیسے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔

حضرت مجددؑ کے فرزند خواجہ محمد صادقؑ کا انتقال اپنے والد کی حیات ہی میں ہو گیا تھا۔ مجدد صاحبؑ نے اُن کی قبر پختہ بنوائی اور اُس پر قبۃ بھی تعمیر کرایا۔ یہی نہیں اپنا مقبرہ بھی خواجہ محمد صادقؑ کے سر ہانے کی طرف اپنی زندگی ہی میں بنوایا تھا۔

<p>ایٹان را در قبۃ نمونہ کو اُن حضرت قدس سرہ بالا سے مراد فرزند بزرگوار خود اعلیٰ خواجہ محمد صادقؑ تعمیر فرمودہ بودند (نگاہ داشتند)۔</p>	<p>آپ کو اُس نورانی قبۃ میں جو آپ نے اپنے بڑے فرزند خواجہ محمد صادقؑ کے سر ہانے بنوایا تھا، رکھا گیا۔</p>
--	---

(حضرات القدس ۳۰۹) ص ۱۶۲

جمو کے دن درویشوں کے ساتھ خواجہ محمد صادقؑ کے مزار پر جلسہ بھی کرتے تھے (ص ۲۲۲)۔
اس سے زیادہ وضاحت سے کچھ لکھنے کی جہاں موقع نہیں۔ ان شواہد کی روشنی میں تو منطقی
نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ (نحوذ بالشہ) حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی
"ضال و ضلیل" (یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والے) کافر و مشرک "ہوئے۔

غیرت دین بہت اچھی صفت ہے مگر اُس میں بھی شدت اور افراط ہو تو وہ آخر حق و انصاف
کا سبب بن جاتی ہے اور یہی اُس ہنگامے کا نتیجہ ہوا جو سب لاد شریف، عرس، افاکار، نذر نیاز
وغیرہ کو خلاف شرع جگہ شرک بنانے کے نام پر کیا گیا۔

<p>قبر پر نذرانے یا اُس کی برکت سے حاجات طلب کرنے کا عمل حد در اسلام میں بھی ہو رہا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا انتقال ۳۵ھ میں ہوا تھا، قسطنطنیہ میں مدفون ہیں، ابن سعد نے لکھا ہے : لقد بلغنی ان الترمذی و شعاہد و ن قسطن و غیر متوسد و یستسئون بہ اذا حجوا (الطبقات ۳/ ۴۰۵)</p>	<p>مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل روم اُن کی قبر پر منّت لے لیتے ہیں اُس کی حرمت کرتے ہیں اور حبیب سوکھا بڑے تو اُس کے واسطے سے پانی برسنے کی دعا کرتے ہیں</p>
---	--

لے لیتے تھے (مؤرخین حضرت یحییٰ بن کثیرؒ کا اشارہ) کا انتقال ۳۵ھ میں ہوا تھا اور وہ اپنے قبۃ میں مدفون ہوئی تھیں
ذات فیروزہ حضرت الشیخ (۳۰۹/۱۶۲)

حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ نے کوئی مذہبی تعلق جسے پورا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت سعدؓ کے سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَنْتُمْ حَتَّاهَا** (۶۵/۲) یعنی تم ان کی طرف سے ادا کرو۔

جب والدہ کا انتقال ہوا تو حضرت سعدؓ موجود نہیں تھے، وہ آئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں اپنی ماں کے نام پر کچھ صدقہ و خیرات کروں تو انھیں اس کا نفع پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ”ہاں“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انھوں نے اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کے لیے سبیل لگائی تھی۔ یہ کسی مسجد میں تھی اور اس سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی پانی پیتے تھے (۶۵/۲)۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے ایک سنگفرار بھی فقرا و مساکین کے لیے قائم کیا تھا (۶۵/۵) خالق ہوں میں لنگر خانے کا بھی یہی مقصود ہے۔ انھوں نے موت کے وقت یہ بھی وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات (موسے، ہمارا گ اور ناخن) ان کے گھن میں رکھے جائیں (۶۵/۵)۔

الواقعی ہمارے محدثین کے نزدیک معتبر راوی نہیں ہے مگر اس کے شاگرد ابن سعد کو محدثین نے بھی مسموث مانا ہے اُسے کسی نے کذب سے متہمم بھی نہیں کیا ہے، اس کی تصنیف الطبقات البکری سیرۃ، تراجم صحابہ و تابعین اور حدیث اسلام کی تاریخ کے موضوع پر پیش کیا معلومات کا خزانہ ہے۔ مناسب ہوگا کہ صرف اسی ایک کتاب سے کچھ جھلکیاں حدیث کا حقیقہ کی دکھا دی جائیں۔

نجدی علماء نے کوثر اور دینار سے تاریخ اسلام کے سارے آثار و شواہد لیے ہیں۔ ابن سعد کہتا ہے کہ عبد جباریت میں قصی بن کلابؓ مزی و لغز میں آگ روشن کیا کرتے تھے۔ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ: **كَانَتْ تَلْفُظُ الدَّيْنَارَ ثُمَّ دَعَى عَلَيْهِ رِيحٌ فَهَلَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى سِوَهُ** و عمر و عثمانؓ (وہ آگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے تک جلائی جاتی تھی۔ (طبقات ۲/۱، طبع بیروت ۱۹۹۰ء)

اسلام شائے کے جواز میں وہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے وہ

درخت کو ادا تھا جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی۔ لیکن اس کا سبب یہ تھا کہ حج کے لیے آنے والوں نے اُس درخت کے نیچے نفل پڑھنا معمول بنایا تھا حضرت عمرؓ کو یہ خبر ہو کر اسے کہیں ارکان حج میں شامل نہ کر لیا جائے، اور یہ بدعت ہی ہوتی۔ اس ایک مثال کے سوا جو بہت سے آثار محفوظ رکھے گئے اُن کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے :

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالْحِلَاقُ يَطْلِقُهُ وَأَطْفَالُ بَدَا أَصْحَابِهِ
مَأْيُودُونَ أَيْ مَقْنَعُونَ شَعْرَهُمْ بِالْأَفْئِدِ
رُجُلِي - (الطبقات ۱/۲۸۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
نائی اُن کے سر کے بال مونڈ رہا تھا اور اصحاب
آپ کے چاروں طرف تھے کہ کوشش کر رہے تھے
کہ ہر مومے مبارک کسی شخص کے ہاتھ میں گرے۔

مومے مبارک کو ہر طور پر ترک محفوظ کر لینے کا اور بھی روایات ملتی ہیں (مشکوٰۃ ۵۹/۲ - ۵۱۳/۲)
حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر کی مٹی لوگ ہر طور پر ترک لے جاتے تھے (۴۲۱/۲)
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات محفوظ رکھے تھے اور
مغربی بھی وہ اُن کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

حضرت عسید اللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے :

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَاصِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيُحْبِبُهُ وَيُحِبُّهُ وَيُحِبُّ يَحْيَى مَقْنَعُهُ
وَالْمَسَاوِدَ يَحْيَى فَرَسَهُ وَحَوَاطِدَ وَيُحْبِبُهُ
وَيُطَهِّرُهُ وَهَذَا يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ -
(الطبقات ۱/۱۵۲ - نیز بخاری و مسند)

عسید اللہ بن مسعودؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کے تبرکات تھے یعنی آپ کا بچہ
اور بچھونا، مسواک، انھیں مبارک، اطرب، منو
اور یہ چمیسہ زین سفر میں بھی اُن کے ساتھ
ہوتی تھیں۔

محمد بن سیرینؒ نے بیان کیا :

فَأَخْبَنِي أَبُو يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَامَ أَخَذَ شَعْرَ أَبِي طَلْحَةَ
ثُمَّ قَامَ الْمَاسِي فَاتَّخَذَهُ (۵۰۶/۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حج (حجۃ الوداع) کیا تو علیؓ کو پایا، اور سب سے پہلے آپ کے مومے
مبارک ابو طلحہؓ نے لیے پھر دوسرے لوگوں نے لیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے مومنین مبارک اور تراشے ہوئے غنیمت بطور
جبرک اصحاب کو عطا فرمائے جو بعد کے زمانے تک محفوظ رہے (۵۳۴/۲)

زیارت و اصلاح قبور | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی
سے کہ واپس آتے ہوئے انبؤار کے محنت پر رطبت
فرما گئی تھیں وہیں مدفون ہوئیں۔

فَلَا تَزِرُ رُسُوفُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّوَّةِ
الْمَحْدِيَّةِ بِالْمَقْبُورَاتِ، يَا أَيُّهَا اللَّهُ قَدْ
أَذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَأَمَّا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْلَحْ
وَبِكَلِّ عَسَدَهُ وَبِكَلِّ الْمَسْكُونَةَ لِنِكَاهِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَدَفْعَتَانِ،
أَهْ رَكْعَتَيْنِ رَحِمَهُمَا فَكَيْفَ؟

(طبقات ۱۱۹/۱)

جب عمرہ حدیث کو جانتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (الابواء سے گزرے تو فرمایا اللہ نے
محمدؐ کو اجازت دی ہے کہ اپنی والدہ کی قبر کی
زیارت کریں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والدہ ماجدہ کے مزار کے پاس آئے، انیس کی
حرمت کرائی، اس کے پاس بیٹھ کر روئے اور
آپ کو روکا دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی روئے گئے
جب حضورؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: مجھے
اس کی شہادت مخصوص ہوئی اس لیے میں رویا۔

حضرت حمزہؓ کے مزار پر حضرت فاطمہؓ جاتی تھیں اور اس کی حرمت کرائی تھیں لے کات
فاطمہ ثانیہؓ و شہداء و تَصْلَحُهُ (طبقات ۱۱۹/۲)

حضرت عثمان بن مظعونؓ مدینہ میں وفات پانے والے پہلے صحابی تھے ان کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پتھر رکھا تھا اور علامات کے لیے، و عندہ شیئ من رُفَعِ كَاهِنُهُ عَلِمَ، اور اس کے پاس
کوئی اونچی سی چیز تھی جیسے جھنڈا ہو۔ (۳۱۴/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لائے سے قبل ہی البراء بن مضر و انصاریؓ کی

لے اور آج مدینہ اُرد میں چکر دیکھے تو قول تیرا ذب سے شہر دل کا دریاں جو رہا ہے + جانے لکھ جیسا کہ مسلمان جو رہا ہے
کبھی کبھی پتھر کے ڈھیلے رکے ہوئے ہیں، و انتہا کار لوگ فن کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس جگہ مدفون
ہیں، محمد و سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ ہزارہ کا مزار ایک مشرقی خاک سے لیا وہ ہمیں بتے کہ کبھی تو حیدر ہے کہ اپنے گمراہی
آگاہ تھا مگر دیتے جا رہے ہیں! سے تو کچھ اوسام دینا چاہیے۔

وخت ہوئی تھی۔ جب آپ دینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اصحاب کو ساتھ لے کر ان کی قبر پر گئے، صف بنا کر بیٹھے اور فرمایا: *عَنْهُمَا اَنْفُسُهُمَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَوَدْعُهُمَا*۔
 مسلمان اموات کو ایصالِ ثواب کے لیے جمع ہونا بھی ایسا ذیل میں آتا ہے۔

یہ مثالیں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کے عہد کی ہیں جسے غیر از وہ کہہ جاتا ہے مگر یہ سخت گرفتار سے ہی اصل شریعت میں تو سابقین کا ایمان اور اعمال سب مشکوک ہو جاتے ہیں۔

قریر چادر چڑھانے کو بھی حرام اور ناجائز بتایا جاتا ہے۔ ابراہیم الخنقی کی روایت ہے کہ:
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کی قبر پر کپڑا پھیلا یا ایکسی اور نے پھیلا یا آپ نے دیکھتے رہے۔
 (طبقات ۲/۴۴۱)

یہ صحیح ہے کہ چادر چڑھانا ضروریات دین میں سے نہیں ہے، مگر اسے حرام کہنا بھی ضرورت سے زیادہ سختی ہے۔

حضرت قتادہ بن عبد اللہ الزہری کی روایت ہے :

مصدقاً علی قبر عائشہ ثوبا وحننا جس بد آئینہ خرق و دفناھا آئینہ بعد الموت فی شہین وخصان (طبقات ۲/۴۴۱)
 ہم نے حضرت عائشہ کی قبر پر کپڑا پھیلا یا اور (گھونگر) شاخیں اٹھائیں جن میں سوراخ تھے ایسے درخت کو دتر کے بعد ماہ رمضان میں دفن کیا

حضرت محمد بن المنکدر کی روایت ہے کہ حضرت زینب بنت جحش عیہا السلام انتقال ہوا تو گرمی کا موسم تھا، ان کی قبر تیار کی جا رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے وہاں شامیاد لگوادیا (۱۱۲/۲)۔ پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں، حکم بن ابی العاص کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ نے بھی شامیاد لگوایا، اس پر لوگوں نے چرمی گویاں شروع کر دیں حضرت عثمانؓ نے کہا: لوگ شر کی طرف کسنی جلدی لپکتے ہیں اور ایک، دوسرے کی نقل کر لے گئے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے عمر بن الخطابؓ سے زینب بنت جحش کی قبر پر شامیاد لگوایا تھا، لوگوں نے کہا: جی ہاں حضرت عثمانؓ نے کہا: کیا اس وقت کسی نے اعتراض کیا تھا، لوگوں نے کہا: نہیں۔

یہ دونوں شامیا نے اس غرض سے لگائے گئے تھے کہ قبر تیار کرنے والوں کو موسم کی شدت اور دھوپ سے بچائیں۔ اگر اسی غرض سے مزار پر فاقہ پڑے تھے والوں کے لیے کوئی سایہ کر دیا جائے تو اُس میں کیا قیامت ہے ؟

حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر چاروں کھجڑا جانی گئی اُس وقت حضرت عمر اور دوسرے صحابہ صحابہ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے تھے (الطبقات ۱۱۴/۱)

بعض بزرگوں کے مزار کو کبھی غسل دیا جاتا ہے اس کی تردید اولیٰ میں بھی متعدد مثالیں ملتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو :

أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ بِحَجَرٍ فَوَضَعَ عِنْدَ قَبْرِهِ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی
وَرَضِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (طبقات ۱۳۲/۱) | قبر پر حجر رکھا جائے اور اُس پر پانی کھیا جائے گا۔

کئے اور مدینے کی رسم تدفین میں فرق تھا۔ اَمْرٌ مَكَّةَ يَشْفُونَ وَانْهَى عَنْ دَفْنِهِ بِمَدِينَةِ
(۱۱۵/۲) ابو ظہر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی اور دفن کے بعد قبر پر انیشیں
رکھی گئیں۔ حضرت علی بن حسین سے روایت ہے : فَوَضَعَ عَلَى تَحْتِهِ الْمَدِينِ خَضْبًا (۱۱۵/۲) ان
عباس کا قول ہے کہ قبر کے اندر ایک سرخ چادر قطعتاً حسنہ اور ۱۱۵/۲ پھیلائی گئی جو آپ پہنا
کرتے تھے۔ حضرت حسن کی روایت یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

أَفْرِشُوا لِي فُطَيْفِي فِي تَحْتِي ذَاكَ الْوَضْعَ لَمْ تَسْلُطْ عَلَيْهِ أَسْوَاطُ الْأَنْبِيَاءِ (۱۱۵/۲) میری
لحد میں پیادہ رکھا دینا، زمین انبیاء کے جموں کے اوپر غالب نہیں آتی ہے۔ دھن کے بعد قبر
مبارک پر پانی چھڑا گیا (۱۱۵/۲) دفن مبارک اور حضرت ابو بکر و عمر کی قبریں زمین سے
قد سے اونچی بنائی گئیں "جُعِلَ عَلَى قَبْرِهِ شَيْءٌ مُرْتَضٍ مِنَ الْأَوْجَانِ حَتَّى يُعْرَفَ خُفَّتْ قَبْرُهُ"
(۱۱۵/۲) آج جنت البقی (مکہ) اور جنت البقیع (مدینہ) میں بیشتر قبریں زمین کے برابر ہی گئی ہیں۔

۱۱۵/۲ پر سرخ کسکریاں ڈالی گئیں اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں مرمت بھی کی گئی۔
حضرت اسماء بنت ابی بکر نے ایک جُزہ لگا لا اور کہا : یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
جُزہ ہے جسے آپ پہنا کرتے تھے، آپ کے انتقال کے بعد یہ حضرت عائشہ کے پاس رہا۔
حضرت عائشہ کی وفات ہوئی تو میں نے اُسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ جب کوئی مریض ہوتا تھا

تو ہم اس کا دھوون اُسے پلاتے تھے (طبقات ۱/۲۵۴) آپ کا لباس اور حضرت پیادہ بھی دست بیک محفوظ رہی جسے خلفاء عیدین کے دن پہنا کرتے تھے (۱/۲۵۸) حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک محفوظ رکھے تھے (۱/۲۵۸) یہ سب یعنی تقریباً ستر برس بعد بھی خاطر بہت حمید اللہ بن عباسؓ کے پاس محفوظ تھے (۱/۲۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس تھا جسے اپنے ہاتھ میں لے کر وہ جمہور عیدین کے خطبے پڑھتے تھے (۲/۱۵۱) یہ اعراس بہت عام اور فرمودہ ہے کہ صدر اسلام میں تصوف تھا مصوفی تھے۔ اس کے جواب میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں صرف ایک حوالہ ہی کافی ہو گا۔ حضرت مالک بن انسؒ کی روایت ہے :

مکان زیاد (من ابی زیاد) مولیٰ (بن عتاش
رجلاً شامیاً معتزلاً لا یزال میکون
وحده فی کمر مہذہ و کانت فیہ ککفۃ
و کان ینبہن الصوف و لا ینام، لہم

زیاد بن ابی زیاد مولیٰ ابن عباس عبادت
گزار خلوت نشین اور تنہائی میں اللہ کا ذکر
کرنے والے شخص تھے ان کی زبان میں مکنت
تھی۔ صوف کا لباس پہنتے تھے اور گوشت
نہیں کھاتے تھے۔

بعد کو حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (اٹ ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۳ء) نے تبدیل کر کے امداد الشریعہ کر دیا۔ نظراً احمد آپ کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۱۲۳ھ برآمد ہو سکتے ہیں۔ حاجی صاحب کے دو بڑے بھائی ذوالفقار علی اور خدا حسین تھے، ایک بھائی بہادر علی اور ایک ہمیشہ وزیر النصاراؤں سے چھوٹی تھیں۔

تعلیم | ابھی آپ سات سال کے تھے کہ والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا (۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۳ء) انھوں نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اس تیسرے بچے پر سختی اور ڈانٹ نہ ہوگی نہ کی جائے نہ پڑھنے کے لیے بھی مارا جائے۔ اُن کی وصیت کا پاس کرتے ہوئے کسی نے حضرت کی تعلیم کے لیے زیادہ سختی نہیں کی۔ آپ نے عربی فارسی کی ابتدائی درسی کتابیں اپنے وطن میں ہی پڑھیں، پھر قرآن شریف حفظ کیا، اور کچھ درسی کتابیں پڑھیں، مگر تعلیم ادھوری رہی اس لیے کہ کچھ اُن کی ذات میں علم لدنی کا جہاں دکھانا تھا آپ نے ثنوی مولانا دوم کا درس حضرت مفتی الہی بخش کاندھلوی کے نواسے اور شاگرد شاہ عبدالرزاق جھنجھانی (متوفی ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۵ء) سے لیا، پھر خود حاجی صاحب نے مدت العمر طلبہ کو ثنوی مولانا دوم کا درس دیا اور اُس کی شرح میں ایسے ایسے نکتے بیان فرماتے تھے جو ایک صاحبِ حال کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔ اُن کی لکھی ہوئی شرح ثنوی مطبعِ نامی کا پورے چھپی بھی تھی۔ مولانا اشرف علی ثنوی نے اپنی شرح "تکدیر ثنوی" میں بابِ حاجی صاحب کے بیان کردہ نکات درج کر دیے ہیں۔ اپنی تعلیم کے بارے میں خود فرماتے تھے: "بھائی ہم نے ایک باب اور دیباچہ گفتا کا اور ایک باب بوستاں کا اور کچھ مفید اسرار اور کچھ دستور المبتدی اور چند ورق زبانی کے پڑھے تھے اور حصہ حصہ مولوی قلندر سے پڑھی بعد میں شوق ورود وظائف کا ہوا۔"

قرآن شریف کا حفظ ختم کرنے میں ابھی کچھ رکاوٹ آتی رہی اور اس کی تکمیل ۱۱۲۵ھ / ۱۸۴۲ء میں ہوئی۔ ۱۱۲۳ھ / ۱۸۳۲ء کے لگ بھگ کسی زمانے میں آپ مولوی ملک علی (دکنی) سے ملے۔

امداد الشریعہ میں لکھا ہے: "کچھ ایسے مواقع پیش آئے کہ ان کو بہت تکمیلِ فطری دیکھ کر وہاں تک کہ وہ توفیقِ الہی (۱۱۵۵ھ / ۱۷۴۲ء) بارہ سو اسی دن بھری میں چند دن تک وہاں آسمان کی تکمیل ہو گئی۔" (صفحہ ۱۶)

اور لکھا: "بہت سے پرورشید کا ہے، لیکن کوئی نظر میں۔"

مگر اس کتاب میں لکھا ہے کہ کوئی بڑا کمال ہے کہ وہ خود بخود ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

کے مراد والی آئے اور یہاں بعض اساتذہ سے چند اضافی کتابیں پڑھیں۔ کتب التحفیل الہا میں
اصول شیخ عبدالحق محدث دہلوی (کا درس مولوی رحمت علی خانوی سے لیا، کچھ دنوں تک مشہور
نظام میر محمد بیگ کش دہلوی (شہادت ۱۸۵۷ء) سے خوشنویس بھی سیکھی تھی۔

اٹھارہ انیس سال کی عمر میں حدیث شریف کے مطالعے کا دعویٰ پیدا ہوا تو حلقہ کا ایک
پروفانی حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی سے پڑھا جس سے ہی کا فیر کا درس بھی لیا فتویٰ
جنس خضیں اور فقہ اکبر مولانا عبدالرحیم خانو توئی سے پڑھیں۔

کتابی علم تو حضرت کا پس آتا ہی تھا مگر قرآنی آیات، احادیث، فتویٰ مولانا روم کے
اشعار اور وحدت الوجود کے مسائل کی تشریح نیز سلوک کی اصطلاحوں کی تشریح میں ایسے
پیشکے اور لطیف گفتے بیان فرماتے تھے کہ ٹہسے بڑسے عالموں کو حیرت ہوتی تھی۔ ایک بار
مولانا محمد قاسم خانو توئی کے سامنے کسی نے کہا کہ "حاجی صاحب عالم تو نہیں تھے۔" مولانا خانو توئی
کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا: "عالم کیا ہوتا ہے؟ وہ عالم گرسکتے۔"

حاجی صاحب کے کا نام بھی سن کر مولانا اشرف علی خانوئی وجد میں آجاتے تھے۔ ایک بار
کسی نے پوچھا: آخر حاجی صاحب کے پاس کیا ہے جو لوگ علماء کو جھوڑ کر فن کی خدمت میں جاتے
ہیں؟ مولانا خانوئی نے کہا: "جہاں سے پاس الفاظ ہیں اور وہاں معانی ہیں۔"

ابھی آپ کی تعلیم پوری نہ ہوئی تھی کہ طبیعت کا میٹون سلوک و تقویٰ کی طرف ہوا اور آپ
نے شاہ نصیر الدین نقشبندی کے ہاتھ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر لی۔ انھیں حضرت شاہ
محمد آفاق مجددی سے خلافت و اہانت حاصل تھی۔ وہ حضرت شاہ محمد اسماعیل محدث
دہلوی کے شاگرد اور داد ہیں، شاہ محمد اسماعیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔

حاجی صاحب نے شاہ نصیر الدین کی خدمت میں رہ کر کچھ دنوں تک
سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک سیکھا۔ مگر ابھی روحانی تشنگی باقی تھی اور تکمیل

راہ سلوک میں

سلوک کا تعلق صفا طبیعت میں موجود تھا۔ ایک رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت

میں فصل بندہ کے جے ہماز سے اترے۔ اور جہاں پہنچا جہاں سے اترے (۱) اس سے قیام رہا کہ سلام نماز ۵۱۶
میں ہوا تھا۔ اگر تکمیل مقلد نماز میں ہوئی تو اس کا سنہ ۵۱۶ ہوتا ہے۔ حیات اور اور (۵) میں تکمیل مقلد کا سنہ
۵۱۶ کی جے ہو درست نہیں۔

تک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں پہنچ گئے ہیں، مگر عرب ایسا غالب ہے کہ قدم نہیں اٹھ رہے ہیں۔ اُس وقت آپ کے جدِ امجد حافظِ بلاقی صاحبِ تشریف لائے ہیں اور انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کر دیا ہے۔ اُن حضرت کے پاس میاں جی نور محمد جھنجھانوی حاضر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی صاحب کو اُن کے حوالے کر دیا ہے۔

اُس وقت تک آپ نے میاں جی نور محمد کو دیکھا بھی نہ تھا، نہ اُن کی شخصیت سے کوئی تعارف تھا۔ کئی سال تک ایسی کھمش میں رہے کہ وہ شخصیت کون تھی جس سے بیعت کرنے کا خواب میں اشارہ ملتا تھا۔

میاں جی نور محمد کی خدمت میں | جس زمانے میں آپ مولانا محمد قلندر جلال آبادی کی خدمت میں پایا کرتے تھے، انہوں نے ایک دن فرمایا تھا کہ قریب ہی موضع لوہاری میں میاں جی نور محمد ہیں، اُن سے ملو تو شاید تمہارا مقصود حاصل ہو جائے۔ آپ بیدل ہی لوہاری کی طرف روانہ ہو گئے اور اُس مسجد میں پہنچے جہاں میاں جی نور محمد بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ جیسے ہی اُن کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی آپ کو اپنے خواب کی تعبیر سمجھ میں آگئی، فوراً اُن کے قدموں میں گہر بڑے۔ میاں جی نے دونوں ہاتھوں سے آپ کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور بس اتنا کہا: تمہیں اپنے خواب پر پورا یقین ہے؟

میاں جی نور محمد جھنجھانوی ضلع مظفرنگر میں ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۹ء - ۱۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ حضرت شاہ عبدالرزاق علوی جھنجھانوی شاہِ عالمین (متوفی ۲۳ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) کی نوں پشت میں ہیں۔ میاں جی کے والد جمال محمد میاں علوی ایک متوسط درجے کے زمیندار تھے۔ میاں جی نے بچپن ہی میں قرآن شریف حفظ کیا۔ آغا زشت باب میں تحصیل علم کے لیے دہلی کا سفر کیا۔ مگر اس کا علم نہیں کرواں کون سی کتابیں پڑھیں اور کن علماء سے استفادہ کیا۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ اُس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (وف ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۲ء) کی سند درس آراستی اور اُن کے افادہ علمی کا ہر طرف غلغلہ تھا، آپ بھی اُن کے مقررہ درس سے وابستہ رہے ہوں گے۔

برائے تفصیل: سید احمد علوی، نور محمدی دستاویز کوہ دروہ نور محمد جھنجھانوی

دہلی میں میاں جی سیپلی والی مسجد میں رہتے تھے جس کا محل وقوع زینت المساجد
 دریا گنج دہلی کے قریب بتایا گیا ہے۔ دہلی سے واپس آئے کے بعد آپ نے قصبہ لوہاری کی
 ایک مسجد میں بیٹھ کر بچوں کو قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم دینا شروع کیا اس کے لیے آپ کو دو روپے
 ماہانہ معاوضہ ملتا تھا اور دونوں وقت کا کھانا ایک متول فاقون اقبال بیگم کے گھر سے آتا تھا
 بعد کا دن آپ جھنجھاڑ جا کر اپنے گھر میں گزارتے تھے جو محلہ پسپہ زادگان تحصیل نیلا روہتہ
 میں چشتی مسجد کے قریب واقع تھا۔

میاں جی نور محمد کو حضرت شاہ عبدالرحیم خاکی ولایتیؒ شہادت ۱۲۴۱ ذی قعدہ ۱۲۴۶
 (مئی ۱۸۳۱ء) سے بیعت تھی اسے انھیں قیوم زمانی حضرت خواجہ شاہ عبدالنسب باری چشتی امرہ ہوئی
 ۱۱ شعبان ۱۲۴۶ھ / ۲۰ اگست ۱۸۳۱ء میں امرہ سے اجازت تھی اور حضرت شاہ عبدالہادیؒ
 اپنے دادا حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتی امرہ ہوئی ۲۰ مہرمضان ۱۲۵۰ھ / ۱۸ اکتوبر
 ۱۸۳۶ء میں جموں کے خلیفہ اور پہلے سجادہ نشین تھے۔

میاں جی نور محمد پستہ قد و بلے پتلے تھے، رنگ گدھی تھا، آنکھیں اوسط درجے کی تھیں،
 نیلا جھنڈ باندھتے تھے، گبرہ وا کرتا پہنتے تھے، دہلی ٹوپی تھی۔ لوہاری سے جھنجھاڑ کا سفر عموماً
 گھوڑی پر بیٹھ کر ہوتا تھا۔

حاجی صاحب نے میاں جی کی خدمت میں رہ کر خاص طور پر سلسلہ چشتیہ صابریہ ہندوستان کے
 سلوک کی تکمیل کی دوسرے سلاسل کی بھی عمومی اجازت ملی مگر سلسلہ چشتیہ صابریہ کا خلافت و

نے حضرت حاجی عبدالرحیم خاکیؒ کو آقا ہادیہ امرہ سے تادم کہ سید احمد شہید رائے بریلوی کی ترکیب جہاد
 میں شرکت کے لیے بھیجا تھا۔ وہ بریلو، علاقہ دلاکوٹ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے اور رائے بریلوی اور صوفی عمر احمد علیؒ
 کے مانعہ پر شہید ہوئے قیام پابستہ کہ حضرت شاہ عبدالرحیم سے سادہائی کی بات دہلی میں ہوئی ہوگی حضرت
 حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے فرمایا

دوسرے دن صاحب کو میں دہلی جی سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات حضرت شاہ عبدالوہابؒ سے حدیث پڑھ
 رہے تھے نہ کہ وہ اکابرین کا آگیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اب کوئی ایسا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہر سوں ہمارے
 پاس تھاں پیلے کا ایک ٹھکس مسئلہ دریافت کرنے آئے گا، دوسروں کا ہے، اور سمت اور وقت بھی متعین کر دیا۔ ہم
 لوگ دو روز بعد میں زینت المساجد میں گئے جہاں کے واقعہ ہے ان کے دستخطات میاں بیٹھے تھے۔ وقت تقریباً
 چار بجے کہ ان سے آس پیلے کے ایک بزرگ نور احمدؒ ہوئے اور سب ان کی زیارت سے شرف ہوئے۔ وہ بزرگ
 سلسلہ عبدالرحیم ولایتی تھے۔

اجازت فاقہ مرحمت فرمائی۔

خلافت دیتے ہوئے میاں جی نے (بطور امتحان) پوچھا کیا جانتے ہو؟ تیزیا کیسی، جو شخص مطلوب ہو وہ دونوں حاجی صاحب پر من کر روئے گئے اور عرض کیا: حضرت میں نے آپ کا دامن دنیا کی طلب میں نہیں، خدا کی گلاش کے لیے تھا ہے، وہی میرے لیے ہے۔ میں جی بہت خوش ہوئے، بلند ہمتی کی داد دی اور آپ کے لیے بہت سی دعائیں دیں۔

میاں جی نور محمد کا انتقال چہار شنبہ ۴۔ رمضان ۱۲۵۹ھ / ۲۷ ستمبر ۱۸۴۳ء کو ہوا۔ ان کے دوسرے متاثر طبقہ حضرت حافظ محمد صاحب ہیں جو ۲۲ محرم ۱۳۷۲ھ / ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ حکیم ضیاء الدین انصاری ساکن راجپور، شہسوارانِ افغان ۲۸ رمضان ۱۳۱۳ھ / ۱۲ اپریل ۱۸۹۶ء مصنف رسالہ "مونہں بھجور اس" کو حافظ صاحب سے جیامیت و اجازت تھی۔

مرشد کے بعد | میاں جی نور محمد کے انتقال کے بعد آپ پر وحشت کا غلبہ ہوا اور آبادی سے دور ویرانوں میں رہنے لگے پھر زماں پنجاب کے جنگلوں میں گزارا، جہاں کئی کئی دن کا مسلسل فاقہ بھی ہو جاتا تھا۔ اسی زمانے میں بہت سے اُسرار بھی آپ پر کشوف ہوئے اور بزرگانِ سلسلہ سے بشارتیں بھی ملیں۔ ایک دن آپ نے مراجعہ کی حالت میں خواجہ خواجگان حضرت حسین الدین حسن بھڑی (جمیرئی) آف ۱۲۳۴ھ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: ہم نے تمہارے ہاتھوں سے ذریعہ خیر کا خرچ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر صاحبِ صاحب روئے گئے اور عرض کیا کہ "میں نے آپ کے مبارک قدم اس لیے نہیں پکڑے ہیں اور میں اس ذمہ داری کے تحمل کی طاقت بھی نہیں رکھتا، مجھے تو آپ کے معارف کا ایک ذرہ بھی عطا ہو جائے تو وہی کافی ہے"۔ حضرت خواجہ نے تسلی دی اور فرمایا کہ "تمہاری کوئی دنیوی حاجت بند نہ رہے گی"۔

اُس دن حاجی صاحب مولانا قطب علی جلال آبادی کی والدہ ماجدہ کی فاتحہ میں تشریف لے گئے تو وہ بہت اخلاق سے پیش آئے اور اپنا خواب بیان کر کے مبارک باد دی جس میں خواجگانِ چشت نے حاجی صاحب کے حق میں ایسی ہی بشارت دی تھی۔

پہلا سفر حج

صحرانوردی اور جذبہ کی یہ کیفیت تقریباً چھ ماہ تک جاری رہی (۱۲۵۹ ہجری) ۱۸۴۲ء اس زمانے میں آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اُن حضرتؐ نے فرمایا: تم ہمارے پاس آؤ آنکھ کھلی تو مدینہ طیبہ دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ زلزلہ راہ کی گھر کے بغیر آپ سفر حجاز پر روانہ ہو گئے۔ ۵ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۵ء کو جمرات کے دن بندر لیں پر حجاز سے اترے جو بندر جدہ کے پاس واقع ہے یہاں سے سید سے میدان عرفات کی طرف گئے اور سب ارکان حج ادا کیے۔

ان دنوں مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی تھاجریؒ اور مولانا ستید قدرت اللہ سناریؒ بھی مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ ان حضرات سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ مولانا محمد اسحاقؒ نے سناریؒ کی الحال مصلحت یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی زیارت کر کے ہندوستان واپس چلے جاؤ پھر ان شاء اللہ تمام تعلقات قطع کر کے یہاں آؤ گے۔ آپ کو مولانا قدرت اللہ سناریؒ نے اپنے بدوی مریدوں کی نگرانی میں مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے روانہ کیا۔

مدینہ منورہ میں آپ کی ملاقات شاہ غلام تھانیؒ، جھنجھانویؒ اور شاہ گل محمد خان رامپوریؒ سے بھی ہوئی۔ اسی سفر میں آپ نے زید زین الدینؒ سے حزب البحر کی اجازت حاصل کی۔ آپ کے نقل کردہ نسخہ حزب البحر پر یہ عبارت درج تھی :

اجازت این حزب البحر از زید زین الدین بن محمد	اس حزب البحر کی اجازت زید زین الدین بن
از اولاد حضرت خواجہ ابو الحسن شاذلیؒ یہ تاریخ	محمد سے جو خواجہ ابو الحسن شاذلیؒ کی اولاد میں
ہفتدہم ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ روز یکشنبہ بچتم	ہیں مدار ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ روز یکشنبہ کو تھا کہ
مخار سیدہ گرفتہ شدہ است۔	مقام پر جا کر حاصل کی گئی ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے پہلے حج کی تاریخ کے تعین میں خلاصہ التباس ہوا ہے۔ اجازت حزب البحر کی یہ تحریر خود حاجی صاحبؒ کے قلم سے ہے اور تقویم سے بھی ثابت ہے کہ

۱۔ جذبہ اور صحرانوردی کی یہ روایت اسد اشتاقؒ میں درج ہوئی ہے۔ اگر کیفیت میں ہی خود کلمہ کے حوالے کے بعد پایا ہوا تو سلطان ۵۱۵۹ھ سے ربیع الاول ۱۲۶۰ھ تک چھ ماہ کی مدت چھری ہوتی ہے اور ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ میں آپ حجاز مقدس میں موجود ہیں جبکہ حزب البحر کی اجازت سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے یہ خیال ہے کہ سفر حجاز ۱۲۶۱ھ میں نہیں بلکہ تقریباً ربیع الاول ۱۲۶۰ھ میں ہوا ہوگا۔

دارالافتاء الہی ۱۲۶۰ھ کو اتوار کا دن تھا (مطابق ۵ مئی ۱۹۴۷ء) مگر امداد الشافعی میں لکھا ہے کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کو بندر لیس برائے اور سیدھے میدانِ عرفات کی جانب گئے۔

(۱) اگر ذی الحجہ ۱۲۶۰ھ میں حجاز مقدس پہنچے تو ۱۲۶۰ھ میں اجازت حزب البحر کیسے لی گئی؟

(۲) اگر ۱۲۶۰ھ کو صحیح مانا جائے تو آپ ربیع الثانی میں حجاز پہنچ چکے تھے۔ حج اس کے آٹھ ماہ کے بعد ہوا ہوگا۔ یہ آٹھ ماہ آپ نے کہ معطر میں گزارے۔ اندر میں صورت پر صحیح نہیں کہ بندر لیس برائے اور سیدھے میدانِ عرفات کی جانب چلے گئے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۵۹ھ/۲۹ دسمبر ۱۹۴۲ء کو آپ بندر لیس پر اترے ہوں اور اس سال کے حج میں شرکت کی ہو۔ پھر واپسی کے وقت حزب البحر کی اجازت حاصل کی

(۱۲۶۰ھ) اسی سال ہندوستان کو واپسی ہوئی اندر میں صورت یہ بیان غلط ہو جاتا ہے کہ آپ کی واپسی ۱۲۶۰ھ میں ہوئی۔

بہر حال یہ ثابت ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے سفر حج سے واپسی کے

چند ممتاز خلفاء

بعد بیعت لین شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا رشید احمد گنگوہی

(ف ۱۳۲۲ھ) مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ ان کے بعد مولانا محمد تاسم انواری (ف ۱۲۹۶ھ) نے بیعت کی۔

دوسرے ممتاز علماء اور صوفیہ اور مشائخ سلسلہ جن کو حاجی صاحب سے بیعت و اجازت

کی سعادت نصیب ہوئی ان کی ایک نہایت سرسری فہرست یہ ہے:

- (۱) الحاج مولانا انوار اللہ خان فضیلت جنگ
- (۲) مولانا عبد المسیح بدیل رامپوری
- (۳) مولانا صوفی محمد حسین چشتی (آبادی)
- (۴) حضرت صوفی بہری شاہ چشتی نظامی
- (۵) حضرت شاہ محمد شیلان پھلپوری
- (۱) بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد و استاد والی حیدر آباد
- (۲) دت محرم ۱۳۱۸ھ/یکم مئی ۱۹۰۰ء دفن میرٹھ
- (۳) دت رجب ۱۳۲۲ھ/۱۵ ستمبر ۱۹۰۴ء دفن دھیر
- (۴) دت ۱۹ صفر ۱۳۵۵ھ/۱۳ مئی ۱۹۳۵ء
- (۵) پھلپوری، بہار، دت ۲ صفر ۱۳۵۵ھ/۲۱ مئی ۱۹۳۵ء

امداد الشافعی (برقہ شفاء دارالافتاء) کے متوفی ہیں حاجی صاحب کے ممتاز خلفاء و تجاریر کی فہرست دی گئی ہے۔ مکمل تو وہ بھی نہیں ہے مگر قدرے مختصر ہے۔ اس سے رجوع کیا جائے۔

(۲۵) مولانا امیر حمزہ دہلوی
(۲۶) مولانا ذوالفقار علی بریلوی
(۲۷) حاجی غلام حسین دیوبندی

(ف ۱۳۲۵/۵/۱۹۰۴ء)
۱۳۲۷ھ/۱۹۰۴ء مدفن دیوبند
۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء قبرستان دیوبند

جہاد شامی میں شرکت

حضرت حاجی صاحب کو ابتدا سے ہی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی آرزو تھی۔ یہ اُس زمانے کے حالات اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے غلبہ کا اثر تھا کہ دینی غیرت و حمیت رکھنے والے جہاد فی سبیل اللہ کی تمنا کرتے تھے۔ عام مسلمانوں کے دل میں سنگینے والی اس چنگاری کو ایک معمول سے واقعہ نے شعلہ بنادیا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی سے برطانوی سامراج کے خلاف اہل ہند کی پہلی جنگ آزادی کا آغاز ہوا۔ یہ تحریک اتنی منظم تھی جتنی ہونی چاہیے تھی مالی و وسائل اور جدید آلاتِ حرب کا فقدان بھی تھا، مگر انگریزوں کے خلاف نفرت کی یہ آگ اچانک اور دور دور دور تک پھیل گئی۔ میرٹھ سے لاپتہ اخلع منظر نگر ہے، وہاں بھی علم بغاوت بلند ہوا۔ تھانہ بھون، انگلوہ، شامی وغیرہ قصابات میں مجاہدوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

حضرت حاجی صاحب نے شامی (اخلع منظر نگر) کے معرکے میں عملی حصہ لیا۔ آپ کو اس وقت تک بندوق چلانے کی مشق بھی نہیں تھی، اُس زمانے کی بندوق بھی خاص وضع کی تھی جسے ٹھونک کر بھرا جاتا تھا حاجی صاحب نے پہلی بار بندوق چلائی تو اُس کی آواز سے بیہوشی طاری ہو گئی تھی مگر جہاد کا جذبہ ایسا قوی تھا کہ آخر تک میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔

شامی کے اس معرکے میں حافظ محمد ضامن تھانوی ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ/۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو شہید ہوئے۔ یہ تحریک آزادی ناکام ہو گئی اور راجدھانی دہلی پر انگریزوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تو داروگیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت حاجی صاحب نے اس

شامی کے جہاد کی کچھ تفصیلات مذکورہ اور شہید کی جملہ اول میں ملے گی۔

حافظ محمد ضامن شہید کے حالات میں منظم رسالہ "نوس مجھوں میں" اُن کے مرید حکیم ضیاء الدین انصاری نے لکھا تھا۔ اس کا قلمی نسخہ میرٹھ کے محفل کے کتب خانے میں محفوظ تھا جسے ہم محرم مولانا شمس احمد فریدی نے دریافت کیا تھا۔ اس کا تذکرہ دیوبند (نومبر ۱۹۶۱ء) میں اس پر تقاریر میں حضور لکھا تھا۔ پھر رسالہ اپنے مقدمے کے ساتھ مولانا ضامن انصاری پر ہم نے "مردان شہیدوں کے نام سے چھاپا۔" راجست ۱۹۸۲ء

زمانے میں روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنا نام نور شہید حسین رکھ لیا تھا۔ یہاں
 کا تاریخی نام بھی ہے، وہ اعلیٰ، گھٹلا، لاڈلہ، بیٹھلا اور دیگر مقامات پر پچھے رہے۔ حاجی صاحب
 انہا انگری وغیرہ ہوتے ہوئے بیٹھلا سر میں اپنے پیر بھائی راؤ عبداللہ خاں کے ڈیرے میں
 جا کر مقیم ہو گئے۔ حاجی صاحب کے وارنٹ جاری ہو چکے تھے، انھیں گرفتار کرانے والے
 کے لیے انعام کا اعلان بھی ہو چکا تھا۔ کسی خبر نے ضلع کلکٹر کو پر حپ دیا کہ حاجی صاحب
 راؤ عبداللہ خاں کے اصطبل میں چھپے ہوئے ہیں۔ کلکٹر چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر خود
 راؤ صاحب کے ڈیرے پر پہنچا۔ راؤ صاحب سمجھ گئے کہ معاملہ نازک ہے، خون خشک ہو گیا
 اور اس حد سے دل بیٹھ گیا کہ اب حاجی صاحب میرے گھر سے ہٹ کر لڑیاں پہن کر نہمت
 ہوں گے۔ مگر انھوں نے خود کو سنبھالا، چونکہ اُس علاقے کے بڑے رئیس اور زمیندار تھے
 حکام سے بھی واقفیت رکھتے تھے، انھوں نے کلکٹر کو بڑے تپاک سے بٹھایا اور پوچھا:
 کیسے تکلیف کی؟ کلکٹر نے بیان بنایا کہ ہم نے سنا تھا آپ کے اصطبل میں ایک بہت اعلیٰ نسل
 کا گھوڑا آیا ہے، ہم نے سوچا کہ آپ کو تکلیف دینے کی بجائے ہم خود ہی جا کر دیکھ لیں۔
 یہ کہہ کر انگریز کلکٹر نے اصطبل کا رخ کیا۔ حاجی صاحب ایک حجرے میں، جس میں بٹھیں بولا
 ہوا تھا، ایک طرف دھنوکہ کے چوکی پر بیٹھے چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کلکٹر نے اُس حجرے
 کے پاس جا کر یہ کہتے ہوئے کواڑوں پر رات ماری کہ راؤ صاحب اس میں کیا ہے؟ راؤ صاحب
 نے کہا: اس میں مویشیوں کا چارہ رہتا ہے۔

اُس نے دیکھا تو چوکی خالی پڑی تھی۔ پوچھا: یہاں یہ چوکی کیسی ہے؟ کہنے لگے: نماز
 پڑھنے کے لیے ہے اُس نے پھر کہا: نماز تو مسجد میں یا گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہاں بٹھیں کی
 کوٹھری میں نماز کیسی؟

راؤ صاحب نے جب دیکھا کہ حاجی صاحب وہاں موجود نہیں ہیں تو ذرا جان میں جان آچکی
 تھی، پہلے میں بھی زور پیدا ہو گیا تھا، کہنے لگے: مسجد میں فرض نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اقل نمازیں
 غلط نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ کلکٹر نے اصرار دھر نظر دوڑائی، پھر واپس جاتے ہوئے کہنے لگا: ہم
 اتنی دور سے گھوڑوں کی شہرت سن کر آئے تھے مگر کوئی گھوڑا پسند نہ آیا۔ خیر، آپ کا شکریہ۔

اس واقعہ کے بعد حاجی صاحب نے سوچا ایسا نہ ہو ان کی وجہ سے کسی حجاز کو ہجرت | مخلص کی عزت پر آنچ آئے اب وہ پنجاب سے نکلے دیہ بناب کی درگاہوں میں مامری دیتے ہوئے پاک پٹن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ (ف حرم ۱۰۰۰) کے دربار میں آئے یہاں سے سندھ کی درگاہوں کا رخ کیا اور کراچی بندہ تک پہنچ گئے، حجاز تیار تھا، اس میں بیٹھے کہ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ (۱۵۹۶/۱۵۹۷ء)

مکہ معظمہ میں قیام | مکہ معظمہ میں شروع میں چند سال تک جیل صفا پر اسما علی بیٹہ کے رباط میں ایک خلوت میں مشغول رہے پھر محلہ حارۃ الباب کے ایک مکان میں منتقل ہو گئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کبھی شیخ ابکر حضرت محی الدین ابن عربی (ف حرم ۱۰۰۰) بھی رہ چکے تھے۔

یہ زمانہ سخت عزت اور غرالت میں گزارا۔ کبھی کبھی صحن حرم میں علماء و شیوخ کے ساتھ صحبت رہتی تھی جن میں شیخ یحییٰ پاشا و اخستانی مجددی، شیخ فانی شاذلی، شیخ ابراہیم رشیدی، شیخ احمد زحاکئی وغیرہ ممتاز حضرات شامل ہیں۔

عبادات، مراقبہ و مجاہدات کے علاوہ حضرت حاجی صاحب کتب تصوف کا بھی برابر مطالعہ کرتے تھے ثنوی مولانا رومؒ سے خصوصی مشفق تھا اور اس کا درس بھی دیتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے درس ثنوی شریف میں جو نکات زبان شیخ سے سنے تھے انھیں اپنی کتاب "کلید ثنوی" عبارت ہے۔

انتقال کے بعد آپ کے کچھ تخریقات اور ذخیرہ کتب کا ایک حصہ درر صولت کے کتب خانے میں محفوظ رہا۔

حضرت کے بعض خطام سے ۱۳۹۰ء میں حرم شریف کے قریب محلہ حارۃ الباب میں ایک مکان خریدیا، کچھ غیر درجہ کے بعد حاکم کی تقریر اور اس کی قیام خواہش کی درخواست کی۔ آپ ان مخلصوں کی دلکاری کے صلے میں ان کے ہاتھوں سے اس کو تعمیر کیا۔ یہ مکان درر صولت کے قریب ایک سید حاجی صاحب کے کمرے کے ساتھ تھا۔ ان کے دوستوں کے سامنے جو مسجد موجود ہے کبھی اس میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کی تشریف آوری کے بعد حرم شریف میں جو کتب خانہ تھا وہ بھی اس مکان میں تھا۔ حضرت کے انتقال کے بعد کبھی یہ مکان بھی تعمیر کیا گیا۔ حضرت کے انتقال کے بعد کبھی یہ مکان بھی تعمیر کیا گیا۔ حضرت کے انتقال کے بعد کبھی یہ مکان بھی تعمیر کیا گیا۔

ازدواج

حضرت حاجی صاحب پچاس برس کی عمر تک مجبور رہے، مشغول برحق اور مہارہت نے اس طرف التفات کرنے کی ہمت ہی زدنی، آخر ایک دن فیاض اشارہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت میں خاص نور اور فیض ہوتا ہے، عادت کے لیے کسی سنت کا ترک کرنا مناسب نہیں، نکاح تو سنت ہوگئے وہ اسے ضرور چورا کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت نے نکاح کے لیے رضامندی ظاہر فرمائی اور کلکڑ کی ایک پارسا خانوون بی بی نوران (زوجہ سید حیدر علی مہاجر سارکی) نے جو حضرت سے بیعت بھی تھیں اپنی نواسی بی بی ندریکہ صاحبہ (بنت حاجی شفاعت خاں راجپوری) سے، جن کے ماں باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور انی نے پرورش کیا تھا، ۱۲ رمضان ۱۲۰۲ھ / ۹ فروری ۱۸۹۶ء، شہزاد کو ساتھ فرامیسی ریال انقریباً ۱۲۵ روپے سکھ ہند) مہر کے عوض نکاح کر لیا۔ ان کے صلب سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

بی بی صاحبہ کا کم عمر بھی میں، انتقال ہو گیا تو دوسرا نکاح تھانہ بھون کی بی بی خیر النساء صاحبہ سے ہوا ان کی بیٹائی جاتی رہی اور ضعیف ہو گئیں حضرت حاجی صاحب کو بڑھاپے میں بہارا نہیں دے سکتی تھیں اس لیے ضرورتاً تیسرا نکاح بی بی امۃ الشہداء صاحبہ سے کیا۔ یہ دونوں ازدواج حاجی صاحب کے انتقال کے وقت صدر حیات میں تھیں کوئی اولاد ان سے بھی نہیں تھی۔

آخری زمانہ اور وفات

حضرت حاجی صاحب کے خدام میاں حاجی عبد الرحیم صاحب نے اپنی تحریر مورخہ ۲۰ شوال ۱۳۱۸ھ / ۹ فروری ۱۹۰۱ء میں آخری وقت کی کیفیت لکھی تھی:

۶ بار حویں تہ منج ماہ جمادی الثانی، ۱۳۱۸ھ میں بعد ظہر حضرت ہادیہ رحمۃ اللہ علیہ تلاوت کلام مجید میں مشغول ہوئے۔ نہایت فصاحت سے اول

فَإِذَا جَاءَ نُفْلِهِمْ لَا يَقْتُلُوهُمْ وَلَا يَنْتَظِرُونَ

بعد لڑاں آخر آیت سورہ بقرہ اور آیتیں رازہ نیاز کی چھانٹ چھانٹ کر دیر تک پڑھیں، اس طرح یہ یادداشت میاں حاجی عبد الرحیم صاحب نے بھیا حاجی شیخ بشیر الدین مرحوم ارمس دان کرۃ مسیحی متوفی ۱۳۰۱ھ / ۱۹ جولائی ۱۸۸۵ء کی فرمائش پر کہ کو بھیجی تھی۔ راقم الحوادث کو تقریباً اسی کے نزدیک سمجھ لیا شہادین مرحوم (۱۸ مارچ ۱۹۰۸ء) نے حیات فرمائی تھی۔ اس سے قبل اپنے متعدد امداد و ملتقاتی رفیق تھے (۱۹۰۸ء) یہاں سے دور کر چکا ہوں۔

۱۲-۱۳ القرآن الاحزاب ۳۳ القرآن سورۃ البقرہ ۲۲-۲۳

پہ دن گزرا، رات آئی۔ بعد عشر سب انخوان اپنے اپنے معمولی اوقات پر حاضر ہوئے۔
 تھوڑی دیر کے بعد قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نہایت فصیح زبان سے وصیت کو اعادہ فرما کر
 مستغرق و مشغول بہ حق ہو گئے بہت دیر کے بعد فرمانے لگے: "اللہ و احد مب کو معلوم ہے۔"
 پھر پڑھا: وَخَذَ مَعَهُ رَحْمَتَهُ الْوَالِدِ الْكَافِرِ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ ھمبہ
 مشغول الی اللہ ہو گئے۔

جب وقت وصال قریب پہنچا، ارشاد ہوا: "حسن خاتمہ کے واسطے دعا کرو مولوی
 محبوب الدین صاحب دعا میں مشغول ہوئے اور سب انخوان نہایت تضرع سے آمین کہتے
 رہے۔ قریب دو بجے رات کے کروٹ بدلی اور پھر جیت پٹ کمر جاں بہ حق تسلیم ہوئے۔
 قیرھویں ۱۱۱۱ء مذکور روز چہار شنبہ ۹ بجے دن کو جنت البقیع میں زینت افزا ہوئے۔
 عمر شریف بہ حساب قمری ۸۴ سال تین ۱۱۱۱ء ۲۳ یوم ہوئی۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے
 خلیفۃ المسیحؒ سے تاریخ وفات برآمد کی۔ حاجی صاحب نے ترکے میں ایک غصہ،
 تین ٹیکے، دو جوڑے مردی کے اور دو گرمی کے سب ملا کر ستر ریال کا سامان چھوڑا تھا
 جو اُس وقت تقریباً ستر روپوں کے برابر ہی تھا۔

مسک کی وسعت

حاجی صاحب کے مسک میں بڑی وسعت تھی۔ شبِ نبوی کے اشباح کا تمام عمارت نامہ، منگو نظامہ میں کسی پر سخت گیری یا زبرد تو بیخ یا مناظرہ نہ کرتے تھے، اُس کی اصلاح کے لیے باطن سے توجہ فرماتے تھے۔ ایک شخص آپ سے مرید ہونے کو آیا اور یہ شرط کی کہ ناچ دیکھنے کا مجھے شوق ہے وہ نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: "اچھا، مگر ایک وظیفہ ہے اسے تھوڑا سا روز پڑھ لیا کریں جب نماز کا وقت آیا تو اُس کے بدن میں غارش شروع ہوئی، وضو کر کے نماز پڑھ لی تو غارش بھی باقی رہی آخر اُس نے دونوں جہد توڑ دیے یعنی ناچ دیکھنے سے توبہ کر لی اور نماز کا بھی پابند ہو گیا۔"

بھوپال کے ایک غیر متقدم (اہل حدیث) حج کو گئے تھے۔ انہوں نے حاجی صاحب سے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں غیر متقدمی نہ چھوڑوں گا۔ حضرت نے فرمایا: کیا مسئلہ ہے۔ مگر ایک شرط بھاری ہے کہ کسی غیر متقدم سے مسئلہ نہ پوچھنا بلکہ مولوی ایوب سے پوچھنا (جو حنفی تھے)۔ اس کے بعد حضرت نے بیعت فرمایا۔ ایک دو رات کے بعد یہ اثر ہوا کہ ایک لخت آئین بائیں بالچر اور رُفیع بدین چھوڑ دیا۔ حضرت کو اطلاع دی گئی تو انہیں بلا کر منہ بلایا: "اگر تمھاری رائے بدل گئی ہے تو خیر، یہ بھی سنت ہے وہ بھی سنت ہے، اور اگر پیر کی وجہ سے چھوڑا ہے تو میں ترک سنت کا وبال اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا۔"

ایک بزرگ کے بارے میں عام شہرت تھی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو فرمایا: "جی ہاں وہ یہاں (مکہ منظر میں) آئے تھے، میں نے بھی دیکھا تھا کہ نماز نہیں پڑھتے تھے کھنکھالیانہ ہوئے نماز کعبہ کو دیکھتے رہتے تھے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ کس مقام پر فائز تھے۔"

یہ جواب حاجی صاحب کے مسک کی بہترین مثال ہے کہ اُن کے بارے میں دہلوی کے قول کی تصدیق بھی کر دی، اور خود کو اُن کا مقام "بگھنے سے قاصر بنا دیا، اُس مقام کا کوئی

تقین نہیں کیا، نہ ان کے عمل کے بارے میں فقہی مسئلہ بیان کیا۔

حضرت حاجی صاحب نے بارہا فرمایا کہ "فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرع ہو۔ جو کوئی میرے باروں میں سے اس سے تجاوز کرے گا، میرے رابطے واسطے سے اُس کو کچھ حقد نہ ملے گا اور جو کوئی کہ فقیر سے اخلاص رکھتا ہو اُس پر لازم ہے کہ صوفی المشرع و حنفی المذہب ہو۔"

مولانا تھانویؒ نے حاجی صاحب کا ایک ملاحظہ نقل کیا کہ "جس قدر نظر وسیع ہوتی جاتی ہے اعتراض کم ہوتا جاتا ہے۔" (کلمات اشرفیہ)

"حاجی صاحب کے نزدیک اس قدر حسن ظن تھا کہ اُن کی کسی کے اندر نہیں دیکھا جن لوگوں کو ہم کافر سمجھتے ہیں حضرت اُن کو "صاحبِ باطن" فرماتے تھے۔"

حاجی صاحب کے پاس ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ حضرت نے بے ساختہ فرمایا کہ "اُس پر اُس وقت تجلیِ جلالی غالب تھی۔"

مولانا خضر احمد تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں جو صرف تجلیِ جلالی کا ذکر ہے اور زنا کار کو فعل و ارادہ پر طاعت نہیں تو اس کی دہریہ تھی کہ وہ شخص خود حضرتؒ کے سامنے حاضر نہ تھا بلکہ دوسروں نے بیٹھ پیچھے اُس کی فیبت کی تھی۔ حضرت نے تجلیِ جلالی کا ذکر کر کے اپنے کو فیبت سننے سے بچالیا۔ اور اگر وہ شخص سامنے ہوتا تو حضرت اُس کو طاعت ضرور فرماتے۔

حاجی صاحب فرماتے تھے کہ جب کوئی مذہبی تم سے جھگڑا کرے تو سب رطب و یابس اُس کے سامنے کر کے یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ تم حق و باطل کا خود انصاف کر لو۔

اس پر مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں: "واقف اس قیل و قال و رد و کہ میں نفسانیت ضرور آجاتی ہے۔ اور ایک باطل کا رد ہوتا ہے نیک نیتی سے اور حدود کے اندر۔ تو یہ مامور ہے اور ایک ہوتا ہے بعض بدال اور بد نیتی سے یہ مامور نہیں، بلکہ اندیشہ ہے کہ اس پر مواخذہ ہو۔"

ملک اور اراج غوث ص ۲۰۰
دیکھو یہ مولانا خضر احمد تھانویؒ کے بیان میں ہے
۱۳۵۰ء
۱۳۵۱ء
۱۳۵۲ء
۱۳۵۳ء
۱۳۵۴ء
۱۳۵۵ء
۱۳۵۶ء
۱۳۵۷ء
۱۳۵۸ء
۱۳۵۹ء
۱۳۶۰ء
۱۳۶۱ء
۱۳۶۲ء
۱۳۶۳ء
۱۳۶۴ء
۱۳۶۵ء
۱۳۶۶ء
۱۳۶۷ء
۱۳۶۸ء
۱۳۶۹ء
۱۳۷۰ء
۱۳۷۱ء
۱۳۷۲ء
۱۳۷۳ء
۱۳۷۴ء
۱۳۷۵ء
۱۳۷۶ء
۱۳۷۷ء
۱۳۷۸ء
۱۳۷۹ء
۱۳۸۰ء
۱۳۸۱ء
۱۳۸۲ء
۱۳۸۳ء
۱۳۸۴ء
۱۳۸۵ء
۱۳۸۶ء
۱۳۸۷ء
۱۳۸۸ء
۱۳۸۹ء
۱۳۹۰ء
۱۳۹۱ء
۱۳۹۲ء
۱۳۹۳ء
۱۳۹۴ء
۱۳۹۵ء
۱۳۹۶ء
۱۳۹۷ء
۱۳۹۸ء
۱۳۹۹ء
۱۴۰۰ء
۱۴۰۱ء
۱۴۰۲ء
۱۴۰۳ء
۱۴۰۴ء
۱۴۰۵ء
۱۴۰۶ء
۱۴۰۷ء
۱۴۰۸ء
۱۴۰۹ء
۱۴۱۰ء
۱۴۱۱ء
۱۴۱۲ء
۱۴۱۳ء
۱۴۱۴ء
۱۴۱۵ء
۱۴۱۶ء
۱۴۱۷ء
۱۴۱۸ء
۱۴۱۹ء
۱۴۲۰ء
۱۴۲۱ء
۱۴۲۲ء
۱۴۲۳ء
۱۴۲۴ء
۱۴۲۵ء
۱۴۲۶ء
۱۴۲۷ء
۱۴۲۸ء
۱۴۲۹ء
۱۴۳۰ء
۱۴۳۱ء
۱۴۳۲ء
۱۴۳۳ء
۱۴۳۴ء
۱۴۳۵ء
۱۴۳۶ء
۱۴۳۷ء
۱۴۳۸ء
۱۴۳۹ء
۱۴۴۰ء
۱۴۴۱ء
۱۴۴۲ء
۱۴۴۳ء
۱۴۴۴ء
۱۴۴۵ء
۱۴۴۶ء
۱۴۴۷ء
۱۴۴۸ء
۱۴۴۹ء
۱۴۵۰ء
۱۴۵۱ء
۱۴۵۲ء
۱۴۵۳ء
۱۴۵۴ء
۱۴۵۵ء
۱۴۵۶ء
۱۴۵۷ء
۱۴۵۸ء
۱۴۵۹ء
۱۴۶۰ء
۱۴۶۱ء
۱۴۶۲ء
۱۴۶۳ء
۱۴۶۴ء
۱۴۶۵ء
۱۴۶۶ء
۱۴۶۷ء
۱۴۶۸ء
۱۴۶۹ء
۱۴۷۰ء
۱۴۷۱ء
۱۴۷۲ء
۱۴۷۳ء
۱۴۷۴ء
۱۴۷۵ء
۱۴۷۶ء
۱۴۷۷ء
۱۴۷۸ء
۱۴۷۹ء
۱۴۸۰ء
۱۴۸۱ء
۱۴۸۲ء
۱۴۸۳ء
۱۴۸۴ء
۱۴۸۵ء
۱۴۸۶ء
۱۴۸۷ء
۱۴۸۸ء
۱۴۸۹ء
۱۴۹۰ء
۱۴۹۱ء
۱۴۹۲ء
۱۴۹۳ء
۱۴۹۴ء
۱۴۹۵ء
۱۴۹۶ء
۱۴۹۷ء
۱۴۹۸ء
۱۴۹۹ء
۱۵۰۰ء
۱۵۰۱ء
۱۵۰۲ء
۱۵۰۳ء
۱۵۰۴ء
۱۵۰۵ء
۱۵۰۶ء
۱۵۰۷ء
۱۵۰۸ء
۱۵۰۹ء
۱۵۱۰ء
۱۵۱۱ء
۱۵۱۲ء
۱۵۱۳ء
۱۵۱۴ء
۱۵۱۵ء
۱۵۱۶ء
۱۵۱۷ء
۱۵۱۸ء
۱۵۱۹ء
۱۵۲۰ء
۱۵۲۱ء
۱۵۲۲ء
۱۵۲۳ء
۱۵۲۴ء
۱۵۲۵ء
۱۵۲۶ء
۱۵۲۷ء
۱۵۲۸ء
۱۵۲۹ء
۱۵۳۰ء
۱۵۳۱ء
۱۵۳۲ء
۱۵۳۳ء
۱۵۳۴ء
۱۵۳۵ء
۱۵۳۶ء
۱۵۳۷ء
۱۵۳۸ء
۱۵۳۹ء
۱۵۴۰ء
۱۵۴۱ء
۱۵۴۲ء
۱۵۴۳ء
۱۵۴۴ء
۱۵۴۵ء
۱۵۴۶ء
۱۵۴۷ء
۱۵۴۸ء
۱۵۴۹ء
۱۵۵۰ء
۱۵۵۱ء
۱۵۵۲ء
۱۵۵۳ء
۱۵۵۴ء
۱۵۵۵ء
۱۵۵۶ء
۱۵۵۷ء
۱۵۵۸ء
۱۵۵۹ء
۱۵۶۰ء
۱۵۶۱ء
۱۵۶۲ء
۱۵۶۳ء
۱۵۶۴ء
۱۵۶۵ء
۱۵۶۶ء
۱۵۶۷ء
۱۵۶۸ء
۱۵۶۹ء
۱۵۷۰ء
۱۵۷۱ء
۱۵۷۲ء
۱۵۷۳ء
۱۵۷۴ء
۱۵۷۵ء
۱۵۷۶ء
۱۵۷۷ء
۱۵۷۸ء
۱۵۷۹ء
۱۵۸۰ء
۱۵۸۱ء
۱۵۸۲ء
۱۵۸۳ء
۱۵۸۴ء
۱۵۸۵ء
۱۵۸۶ء
۱۵۸۷ء
۱۵۸۸ء
۱۵۸۹ء
۱۵۹۰ء
۱۵۹۱ء
۱۵۹۲ء
۱۵۹۳ء
۱۵۹۴ء
۱۵۹۵ء
۱۵۹۶ء
۱۵۹۷ء
۱۵۹۸ء
۱۵۹۹ء
۱۶۰۰ء
۱۶۰۱ء
۱۶۰۲ء
۱۶۰۳ء
۱۶۰۴ء
۱۶۰۵ء
۱۶۰۶ء
۱۶۰۷ء
۱۶۰۸ء
۱۶۰۹ء
۱۶۱۰ء
۱۶۱۱ء
۱۶۱۲ء
۱۶۱۳ء
۱۶۱۴ء
۱۶۱۵ء
۱۶۱۶ء
۱۶۱۷ء
۱۶۱۸ء
۱۶۱۹ء
۱۶۲۰ء
۱۶۲۱ء
۱۶۲۲ء
۱۶۲۳ء
۱۶۲۴ء
۱۶۲۵ء
۱۶۲۶ء
۱۶۲۷ء
۱۶۲۸ء
۱۶۲۹ء
۱۶۳۰ء
۱۶۳۱ء
۱۶۳۲ء
۱۶۳۳ء
۱۶۳۴ء
۱۶۳۵ء
۱۶۳۶ء
۱۶۳۷ء
۱۶۳۸ء
۱۶۳۹ء
۱۶۴۰ء
۱۶۴۱ء
۱۶۴۲ء
۱۶۴۳ء
۱۶۴۴ء
۱۶۴۵ء
۱۶۴۶ء
۱۶۴۷ء
۱۶۴۸ء
۱۶۴۹ء
۱۶۵۰ء
۱۶۵۱ء
۱۶۵۲ء
۱۶۵۳ء
۱۶۵۴ء
۱۶۵۵ء
۱۶۵۶ء
۱۶۵۷ء
۱۶۵۸ء
۱۶۵۹ء
۱۶۶۰ء
۱۶۶۱ء
۱۶۶۲ء
۱۶۶۳ء
۱۶۶۴ء
۱۶۶۵ء
۱۶۶۶ء
۱۶۶۷ء
۱۶۶۸ء
۱۶۶۹ء
۱۶۷۰ء
۱۶۷۱ء
۱۶۷۲ء
۱۶۷۳ء
۱۶۷۴ء
۱۶۷۵ء
۱۶۷۶ء
۱۶۷۷ء
۱۶۷۸ء
۱۶۷۹ء
۱۶۸۰ء
۱۶۸۱ء
۱۶۸۲ء
۱۶۸۳ء
۱۶۸۴ء
۱۶۸۵ء
۱۶۸۶ء
۱۶۸۷ء
۱۶۸۸ء
۱۶۸۹ء
۱۶۹۰ء
۱۶۹۱ء
۱۶۹۲ء
۱۶۹۳ء
۱۶۹۴ء
۱۶۹۵ء
۱۶۹۶ء
۱۶۹۷ء
۱۶۹۸ء
۱۶۹۹ء
۱۷۰۰ء
۱۷۰۱ء
۱۷۰۲ء
۱۷۰۳ء
۱۷۰۴ء
۱۷۰۵ء
۱۷۰۶ء
۱۷۰۷ء
۱۷۰۸ء
۱۷۰۹ء
۱۷۱۰ء
۱۷۱۱ء
۱۷۱۲ء
۱۷۱۳ء
۱۷۱۴ء
۱۷۱۵ء
۱۷۱۶ء
۱۷۱۷ء
۱۷۱۸ء
۱۷۱۹ء
۱۷۲۰ء
۱۷۲۱ء
۱۷۲۲ء
۱۷۲۳ء
۱۷۲۴ء
۱۷۲۵ء
۱۷۲۶ء
۱۷۲۷ء
۱۷۲۸ء
۱۷۲۹ء
۱۷۳۰ء
۱۷۳۱ء
۱۷۳۲ء
۱۷۳۳ء
۱۷۳۴ء
۱۷۳۵ء
۱۷۳۶ء
۱۷۳۷ء
۱۷۳۸ء
۱۷۳۹ء
۱۷۴۰ء
۱۷۴۱ء
۱۷۴۲ء
۱۷۴۳ء
۱۷۴۴ء
۱۷۴۵ء
۱۷۴۶ء
۱۷۴۷ء
۱۷۴۸ء
۱۷۴۹ء
۱۷۵۰ء
۱۷۵۱ء
۱۷۵۲ء
۱۷۵۳ء
۱۷۵۴ء
۱۷۵۵ء
۱۷۵۶ء
۱۷۵۷ء
۱۷۵۸ء
۱۷۵۹ء
۱۷۶۰ء
۱۷۶۱ء
۱۷۶۲ء
۱۷۶۳ء
۱۷۶۴ء
۱۷۶۵ء
۱۷۶۶ء
۱۷۶۷ء
۱۷۶۸ء
۱۷۶۹ء
۱۷۷۰ء
۱۷۷۱ء
۱۷۷۲ء
۱۷۷۳ء
۱۷۷۴ء
۱۷۷۵ء
۱۷۷۶ء
۱۷۷۷ء
۱۷۷۸ء
۱۷۷۹ء
۱۷۸۰ء
۱۷۸۱ء
۱۷۸۲ء
۱۷۸۳ء
۱۷۸۴ء
۱۷۸۵ء
۱۷۸۶ء
۱۷۸۷ء
۱۷۸۸ء
۱۷۸۹ء
۱۷۹۰ء
۱۷۹۱ء
۱۷۹۲ء
۱۷۹۳ء
۱۷۹۴ء
۱۷۹۵ء
۱۷۹۶ء
۱۷۹۷ء
۱۷۹۸ء
۱۷۹۹ء
۱۸۰۰ء
۱۸۰۱ء
۱۸۰۲ء
۱۸۰۳ء
۱۸۰۴ء
۱۸۰۵ء
۱۸۰۶ء
۱۸۰۷ء
۱۸۰۸ء
۱۸۰۹ء
۱۸۱۰ء
۱۸۱۱ء
۱۸۱۲ء
۱۸۱۳ء
۱۸۱۴ء
۱۸۱۵ء
۱۸۱۶ء
۱۸۱۷ء
۱۸۱۸ء
۱۸۱۹ء
۱۸۲۰ء
۱۸۲۱ء
۱۸۲۲ء
۱۸۲۳ء
۱۸۲۴ء
۱۸۲۵ء
۱۸۲۶ء
۱۸۲۷ء
۱۸۲۸ء
۱۸۲۹ء
۱۸۳۰ء
۱۸۳۱ء
۱۸۳۲ء
۱۸۳۳ء
۱۸۳۴ء
۱۸۳۵ء
۱۸۳۶ء
۱۸۳۷ء
۱۸۳۸ء
۱۸۳۹ء
۱۸۴۰ء
۱۸۴۱ء
۱۸۴۲ء
۱۸۴۳ء
۱۸۴۴ء
۱۸۴۵ء
۱۸۴۶ء
۱۸۴۷ء
۱۸۴۸ء
۱۸۴۹ء
۱۸۵۰ء
۱۸۵۱ء
۱۸۵۲ء
۱۸۵۳ء
۱۸۵۴ء
۱۸۵۵ء
۱۸۵۶ء
۱۸۵۷ء
۱۸۵۸ء
۱۸۵۹ء
۱۸۶۰ء
۱۸۶۱ء
۱۸۶۲ء
۱۸۶۳ء
۱۸۶۴ء
۱۸۶۵ء
۱۸۶۶ء
۱۸۶۷ء
۱۸۶۸ء
۱۸۶۹ء
۱۸۷۰ء
۱۸۷۱ء
۱۸۷۲ء
۱۸۷۳ء
۱۸۷۴ء
۱۸۷۵ء
۱۸۷۶ء
۱۸۷۷ء
۱۸۷۸ء
۱۸۷۹ء
۱۸۸۰ء
۱۸۸۱ء
۱۸۸۲ء
۱۸۸۳ء
۱۸۸۴ء
۱۸۸۵ء
۱۸۸۶ء
۱۸۸۷ء
۱۸۸۸ء
۱۸۸۹ء
۱۸۹۰ء
۱۸۹۱ء
۱۸۹۲ء
۱۸۹۳ء
۱۸۹۴ء
۱۸۹۵ء
۱۸۹۶ء
۱۸۹۷ء
۱۸۹۸ء
۱۸۹۹ء
۱۹۰۰ء
۱۹۰۱ء
۱۹۰۲ء
۱۹۰۳ء
۱۹۰۴ء
۱۹۰۵ء
۱۹۰۶ء
۱۹۰۷ء
۱۹۰۸ء
۱۹۰۹ء
۱۹۱۰ء
۱۹۱۱ء
۱۹۱۲ء
۱۹۱۳ء
۱۹۱۴ء
۱۹۱۵ء
۱۹۱۶ء
۱۹۱۷ء
۱۹۱۸ء
۱۹۱۹ء
۱۹۲۰ء
۱۹۲۱ء
۱۹۲۲ء
۱۹۲۳ء
۱۹۲۴ء
۱۹۲۵ء
۱۹۲۶ء
۱۹۲۷ء
۱۹۲۸ء
۱۹۲۹ء
۱۹۳۰ء
۱۹۳۱ء
۱۹۳۲ء
۱۹۳۳ء
۱۹۳۴ء
۱۹۳۵ء
۱۹۳۶ء
۱۹۳۷ء
۱۹۳۸ء
۱۹۳۹ء
۱۹۴۰ء
۱۹۴۱ء
۱۹۴۲ء
۱۹۴۳ء
۱۹۴۴ء
۱۹۴۵ء
۱۹۴۶ء
۱۹۴۷ء
۱۹۴۸ء
۱۹۴۹ء
۱۹۵۰ء
۱۹۵۱ء
۱۹۵۲ء
۱۹۵۳ء
۱۹۵۴ء
۱۹۵۵ء
۱۹۵۶ء
۱۹۵۷ء
۱۹۵۸ء
۱۹۵۹ء
۱۹۶۰ء
۱۹۶۱ء
۱۹۶۲ء
۱۹۶۳ء
۱۹۶۴ء
۱۹۶۵ء
۱۹۶۶ء
۱۹۶۷ء
۱۹۶۸ء
۱۹۶۹ء
۱۹۷۰ء
۱۹۷۱ء
۱۹۷۲ء
۱۹۷۳ء
۱۹۷۴ء
۱۹۷۵ء
۱۹۷۶ء
۱۹۷۷ء
۱۹۷۸ء
۱۹۷۹ء
۱۹۸۰ء
۱۹۸۱ء
۱۹۸۲ء
۱۹۸۳ء
۱۹۸۴ء
۱۹۸۵ء
۱۹۸۶ء
۱۹۸۷ء
۱۹۸۸ء
۱۹۸۹ء
۱۹۹۰ء
۱۹۹۱ء
۱۹۹۲ء
۱۹۹۳ء
۱۹۹۴ء
۱۹۹۵ء
۱۹۹۶ء
۱۹۹۷ء
۱۹۹۸ء
۱۹۹۹ء
۲۰۰۰ء
۲۰۰۱ء
۲۰۰۲ء
۲۰۰۳ء
۲۰۰۴ء
۲۰۰۵ء
۲۰۰۶ء
۲۰۰۷ء
۲۰۰۸ء
۲۰۰۹ء
۲۰۱۰ء
۲۰۱۱ء
۲۰۱۲ء
۲۰۱۳ء
۲۰۱۴ء
۲۰۱۵ء
۲۰۱۶ء
۲۰۱۷ء
۲۰۱۸ء
۲۰۱۹ء
۲۰۲۰ء
۲۰۲۱ء
۲۰۲۲ء
۲۰۲۳ء
۲۰۲۴ء
۲۰۲۵ء
۲۰۲۶ء
۲۰۲۷ء
۲۰۲۸ء
۲۰۲۹ء
۲۰۳۰ء
۲۰۳۱ء
۲۰۳۲ء
۲۰۳۳ء
۲۰۳۴ء
۲۰۳۵ء
۲۰۳۶ء
۲۰۳۷ء
۲۰۳۸ء
۲۰۳۹ء
۲۰۴۰ء
۲۰۴۱ء
۲۰۴۲ء
۲۰۴۳ء
۲۰۴۴ء
۲۰۴۵ء
۲۰۴۶ء
۲۰۴۷ء
۲۰۴۸ء
۲۰۴۹ء
۲۰۵۰ء
۲۰۵۱ء
۲۰۵۲ء
۲۰۵۳ء
۲۰۵۴ء
۲۰۵۵ء
۲۰۵۶ء
۲۰۵۷ء
۲۰۵۸ء
۲۰۵۹ء
۲۰۶۰ء
۲۰۶۱ء
۲۰۶۲ء
۲۰۶۳ء
۲۰۶۴ء
۲۰۶۵ء
۲۰۶۶ء
۲۰۶۷ء
۲۰۶۸ء
۲۰۶۹ء
۲۰۷۰ء
۲۰۷۱ء
۲۰۷۲ء
۲۰۷۳ء
۲۰۷۴ء
۲۰۷۵ء
۲۰۷۶ء
۲۰۷۷ء
۲۰۷۸ء
۲۰۷۹ء
۲۰۸۰ء
۲۰۸۱ء
۲۰۸۲ء
۲۰۸۳ء
۲۰۸۴ء
۲۰۸۵ء
۲۰۸۶ء
۲۰۸۷ء
۲۰۸۸ء
۲۰۸۹ء
۲۰۹۰ء
۲۰۹۱ء
۲۰۹۲ء
۲۰۹۳ء
۲۰۹۴ء
۲۰۹۵ء
۲۰۹۶ء
۲۰۹۷ء
۲۰۹۸ء
۲۰۹۹ء
۲۱۰۰ء
۲۱۰۱ء
۲۱۰۲ء
۲۱۰۳ء
۲۱۰۴ء
۲۱۰۵ء
۲۱۰۶ء
۲۱۰۷ء
۲۱۰۸ء
۲۱۰۹ء
۲۱۱۰ء
۲۱۱۱ء
۲۱۱۲ء
۲۱۱۳ء
۲۱۱۴ء
۲۱۱۵ء
۲۱۱۶ء
۲۱۱۷ء
۲۱۱۸ء
۲۱۱۹ء
۲۱۲۰ء
۲۱۲۱ء
۲۱۲۲ء
۲۱۲۳ء
۲۱۲۴ء
۲۱۲۵ء
۲۱۲۶ء
۲۱۲۷ء
۲۱۲۸ء
۲۱۲۹ء
۲۱۳۰ء
۲۱۳۱ء
۲۱۳۲ء
۲۱۳۳ء
۲۱۳۴ء
۲۱۳۵ء
۲۱۳۶ء
۲۱۳۷ء
۲۱۳۸ء
۲۱۳۹ء
۲۱۴۰ء
۲۱۴۱ء
۲۱۴۲ء
۲۱۴۳ء
۲۱۴۴ء
۲۱۴۵ء
۲۱۴۶ء
۲۱۴۷ء
۲۱۴۸ء
۲۱۴۹ء
۲۱۵۰ء
۲۱۵۱ء
۲۱۵۲ء
۲۱۵۳ء
۲۱۵۴ء
۲۱۵۵ء
۲۱۵۶ء
۲۱۵۷ء
۲۱۵۸ء
۲۱۵۹ء
۲۱۶۰ء
۲۱۶۱ء
۲۱۶۲ء
۲۱۶۳ء
۲۱۶۴ء
۲۱۶۵ء
۲۱۶۶ء
۲۱۶۷ء
۲۱۶۸ء
۲۱۶۹ء
۲۱۷۰ء
۲۱۷۱ء
۲۱۷۲ء
۲۱۷۳ء
۲۱۷۴ء
۲۱۷۵ء
۲۱۷۶ء
۲۱۷۷ء
۲۱۷۸ء
۲۱۷۹ء
۲۱۸۰ء
۲۱۸۱ء
۲۱۸۲ء
۲۱۸۳ء
۲۱۸۴ء
۲۱۸۵ء
۲۱۸۶ء
۲۱۸۷ء
۲۱۸۸ء
۲۱۸۹ء
۲۱۹۰ء
۲۱۹۱ء
۲۱۹۲ء
۲۱۹۳ء
۲۱۹۴ء
۲۱۹۵ء
۲۱۹۶ء
۲۱۹۷ء
۲۱۹۸ء
۲۱۹۹ء
۲۲۰۰ء
۲۲۰۱ء
۲۲۰۲ء
۲۲۰۳ء
۲۲۰۴ء
۲۲۰۵ء
۲۲۰۶ء
۲۲۰۷ء
۲۲۰۸ء
۲۲۰۹ء
۲۲۱۰ء
۲۲۱۱ء
۲۲۱۲ء
۲۲۱۳ء
۲۲۱۴ء
۲۲۱۵ء
۲۲۱۶ء
۲۲۱۷ء
۲۲۱۸ء
۲۲۱۹ء
۲۲۲۰ء
۲۲۲۱ء
۲۲۲۲ء
۲۲۲۳ء
۲۲۲۴ء
۲۲۲۵ء
۲۲۲۶ء
۲۲۲۷ء
۲۲۲۸ء
۲۲۲۹ء
۲۲۳۰ء
۲۲۳۱ء
۲۲۳۲ء
۲۲۳۳ء
۲۲۳۴ء
۲۲۳۵ء
۲۲۳۶ء
۲۲۳۷ء
۲۲۳۸ء
۲۲۳۹ء
۲۲۴۰ء
۲۲۴۱ء
۲۲۴۲ء
۲۲۴۳ء
۲۲۴۴ء
۲۲۴۵ء
۲۲۴۶ء
۲۲۴۷ء
۲۲۴۸ء
۲۲۴۹ء
۲۲۵۰ء
۲۲۵۱ء
۲۲۵۲ء
۲۲۵۳ء
۲۲۵۴ء
۲۲۵۵ء
۲۲۵۶ء
۲۲۵۷ء
۲۲۵۸ء
۲۲۵۹ء
۲۲۶۰ء
۲۲۶۱ء
۲۲۶۲ء
۲۲۶۳ء
۲۲۶۴ء
۲۲۶۵ء
۲۲۶۶ء
۲۲۶۷ء
۲۲۶۸ء
۲۲۶۹ء
۲۲۷۰ء
۲۲۷۱ء
۲۲۷۲ء
۲۲۷۳ء
۲۲۷۴ء
۲۲۷۵ء
۲۲۷۶ء
۲۲۷۷ء
۲۲۷۸ء
۲۲۷۹ء
۲۲۸۰ء
۲۲۸۱ء
۲۲۸۲ء
۲۲۸۳ء
۲۲۸۴ء
۲۲۸۵ء
۲۲۸۶ء
۲۲۸۷ء
۲۲۸۸ء
۲۲۸۹ء
۲۲۹۰ء
۲۲۹۱ء
۲۲۹۲ء
۲۲۹۳ء
۲۲۹۴ء
۲۲۹۵ء
۲۲۹۶ء
۲۲۹۷ء
۲۲۹۸ء
۲۲۹۹ء
۲۳۰۰ء
۲۳۰۱ء
۲۳۰۲ء
۲۳۰۳ء
۲۳۰۴ء
۲۳۰۵ء
۲۳۰۶ء
۲۳۰۷ء
۲۳۰۸ء
۲۳۰۹ء
۲۳۱۰ء
۲۳۱۱ء
۲۳۱۲ء
۲۳۱۳ء
۲۳۱۴ء
۲۳۱۵ء
۲۳۱۶ء
۲۳۱۷ء
۲۳۱۸ء
۲۳۱۹ء
۲۳۲۰ء
۲۳۲۱ء
۲۳۲۲ء
۲۳۲۳ء
۲۳۲۴ء
۲۳۲۵ء
۲۳۲۶ء
۲۳۲۷ء
۲۳۲۸ء
۲۳۲۹ء
۲۳۳۰ء
۲۳۳۱ء
۲۳۳۲ء
۲۳۳۳ء
۲۳۳۴ء
۲۳۳۵ء
۲۳۳۶ء
۲۳۳۷ء
۲۳۳۸ء
۲۳۳۹ء
۲۳۴۰ء
۲۳۴۱ء
۲۳۴۲ء
۲۳۴۳ء
۲۳۴۴ء
۲۳۴۵ء
۲۳۴۶ء
۲۳۴۷ء
۲۳۴۸ء
۲۳۴۹ء
۲۳۵۰ء
۲۳۵۱ء
۲۳۵۲ء
۲۳۵۳ء
۲۳۵۴ء
۲۳۵۵ء
۲۳۵۶ء
۲۳۵۷ء
۲۳۵۸ء
۲۳۵۹ء
۲۳۶۰ء
۲۳۶۱ء
۲۳۶۲ء
۲۳۶۳ء
۲۳۶۴ء
۲۳۶۵ء
۲۳۶۶ء
۲۳۶۷ء
۲۳۶۸ء
۲۳۶۹ء
۲۳۷۰ء
۲۳۷۱ء
۲۳۷۲ء
۲۳۷۳ء
۲۳۷۴ء
۲۳۷۵ء
۲۳۷۶ء
۲۳۷۷ء
۲۳۷۸ء
۲۳۷۹ء
۲۳۸۰ء
۲۳۸۱ء
۲۳۸۲ء
۲۳۸۳ء
۲۳۸۴ء
۲۳۸۵ء
۲۳۸۶ء
۲۳۸۷ء
۲۳۸۸ء
۲۳۸۹ء

حاجی صاحب کے عقائد

مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور

مولانا اشرف علی تھانوی سب نے اجازت کیا ہے کہ

”کثرتِ معلومات کا نام علم نہیں ہے۔“ مولانا نانوتوی کہتے تھے کہ لوگ دوسرے کمالات کی وجہ سے حاجی صاحب سے اعتقاد رکھتے ہیں، میں علم کی وجہ سے اُن کا معتقد ہوا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ ہماری معلومات تو زیادہ ہیں مگر بصیرتِ قلب زیادہ نہیں اور حاجی صاحب کی معلومات گو قلیل ہیں مگر بصیرتِ قلب بہت زیادہ ہے، اس لیے ان کے جتنے علوم ہیں سب صحیح ہیں، وہ ہر معلوم کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں اور محسوس حقیقت تک نہیں پہنچتے۔“

اسی فرق کو ایک باریوں بیان فرمایا کہ ”ہمارے ذہن میں تو اولیٰ مقدمات ہیں پھر اُن سے نتیجہ خود نکالتے ہیں جو کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط۔ اور حاجی صاحب کے قلب میں اولیٰ نتائج صحیح وارد ہوتے ہیں اور مقدمات اُن کے تابع ہوتے ہیں۔“

مگر ان سب اعتراضات کے باوجود یہ حضرات بعض فروعی مسائل میں بھی حاجی صاحب کے مسلک سے اتفاق نہ کر سکے یہ عجب طرح کا تضاد ہے۔ چند باتیں بطور مثال یہاں لکھا ہوں۔
(۱) بعض علما، جو حضرت کے فدام و مریدین میں شامل ہیں، ابتداً بغیر اللہ (خدا کے سوا کسی کو پکارنا) کو ناجائز کہتے ہیں جیسے یہاں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، یا غریب نواز، یا بندہ نواز، یا محبوب الہی وغیرہ کہا ناجائز ہے۔ حد ہے کہ انہیں ”یار سونہ“ کہنے پر بھی اعتراض ہے، مگر میں شیخ سے وہ اپنی باطنی نسبت کا رشتہ جوڑتے ہیں اُس کی کھٹی ہوئی ایک منقبت کے اشعار یہ ہیں :

آسرا دنیا میں ہے از میں تمھاری ذات کا تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے اتنا
بلکہ دی عمر کے بھی جس وقت کا خلی ہو خدا آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برہما
اسے خیرِ نورِ محمدِ وقت ہے امداد کا

یہ منقبت کسی نے حاجی صاحب سے میاں بی نور محمد کو سنوائی تو میاں بی نے فرمایا : ”خدا اور

اُس کے رسول کی صفت و شان بیان کرنی چاہئے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا : میں نے غیر خدا و رسول کی مدح نہیں کی ہے۔ اے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ایک عربی قصیدے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی طرح پکارا گیا ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے فتویٰ طلب کیا : یا رسول اللہؐ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ مولانا نے جواب دیا : جب انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نہیں تو یا رسول اللہؐ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بربہم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہہ کفر ہے۔

دفتاویٰ رشیدیہ طبع دیوبند ۱۹۸۷ء ص ۶۲

مگر مانع کوئی عمر کی روایت ہے :

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ
بِاسْتِغْفَارٍ مَبْدَأُ بِمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهِ يَكْرَهُ عَمْرُ فَيَتَوَلَّى
السَّلَامَ عِلِيًّا يَا رَسُولَ اللَّهِ
السَّلَامَ عِلِيًّا يَا أَمِيرَ الْكَوْكَبِ
السَّلَامَ عِلِيًّا يَا أَهْلَ الْبَيْتِ

(المطالع ۱۵۰/۴)

مولانا گنگوہیؒ سے ہی یہ سوال کیا گیا کہ جو شخص کہ رسوم طریقی وغیرہ کو اچھا جانے اُس کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟ یا مولانا ضروری ہے کہ یا یہ کہ ان رسموں کو بڑا جانتا ہے مگر کہتا ہے اُس کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟

مولانا نے جواب میں فرمایا : ان دونوں کے پیچھے نماز کروہ ہے مگر اسادہ واجب نہیں۔ (دفتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲)

۱۵۰ سالہ عمر کی صحت

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا: بدعتی کے پیچھے نماز کرو تو تحریر ہے (فتاویٰ ۲۵۱/۱)
 مگر قاتل نے اگر اپنے فعل سے توبہ کر لی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے (فتاویٰ ۲۵۱/۲)
 حضرت نافع مولیٰ عمر کی روایت یہ ہے:

قِيلَ لِحَبِيبِ عُمَرَ وَمَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ خَوَارِجٌ وَافْجَاءٌ
 وَفُجَّارٌ وَافْجَاءٌ وَافْجَاءٌ : اَنْصَلُ مَعَ
 عَوْلَاةٍ وَبَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا
 مَا تَقِي لِقَاءَهُ : مَنِ فَنِيَ عَلَى الْقَتْلَةِ
 اُجْبِيَتْ
 (الطبقات ۲/۱۶۶)
 حضرت ابن عمرؓ سے ابن الزبیرؓ، خوارج اور
 خبیثہ کے زمانے میں پوچھا گیا: کیا آپ ان
 لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جب کہ ان
 میں سے بعض بعض کو قتل کرتے ہیں یا انھوں
 نے کیا جو بھی حق علی القتلہ کہتا ہے میں اس
 کو قبول کرتا ہوں۔

مولانا حیدر علی ٹونگی نے لکھا ہے کہ ضیافت و مہمانی خوشی کے موقع پر درست ہے،
 غمی کے موقع پر اور دفن و میت کے بعد حاضرین کو کھانا کھانا، رسوم و عادات جاہلیت میں
 سے ہے، اس تقریر کی تائید مولانا گنگوہی نے بھی کی ہے (فتاویٰ ۱۵۸/۱)
 ابن سعد کہتا ہے کہ ممتاز صحابی عمران بن حصینؓ نے مرتے وقت وصیت فرمائی:
 اِذَا اَمْتَمْتُ فُتْنَةً وَاَوْعَى تَرْسِيًى
 بَعْدَ مَقْتِ فَاَذَا رَجَعْتُمْ فَانْصَرُوا وَاَطِيعُوا
 (الطبقات ۳/۲۵۱)
 جب میں مر جاؤں اور جب مجھے دفن
 کر کے لوٹو تو قربانی کرنا اور لوگوں کو کھانا
 کھلانا۔

(۲) بعض علماء نے اپنے مسلک میں اتنی شدت اختیار کی ہے کہ اپنے حلقہ اثر کے لوگوں
 کو درگاہوں میں فاتحہ خوانی کے لیے جانے سے بھی روکتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب
 جب تک ہندوستان میں رہے اکثر سفر بھی فرماتے تھے اور اس کا مقصد ادب و نشر
 کے مزارات پر حاضری دینا ہوتا تھا۔ اکثر کلیر شریفین میں حضرت مخدوم علی احمد صاحب گمبزی شریف
 کے آستانے پر تشریف لے جاتے تھے یا دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
 (مت ۳ ربیع الاول ۷۴۳ھ) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (مت ۱۸ ربیع الثانی ۷۵۵ھ)
 خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی (مت ۱۲ رمضان ۷۵۸ھ) اور دوسرے اکابر اولیاء کے

مزارات پر جا کر رومان برکت میں حاصل کرتے تھے۔ پانی پت میں حضرت شیخ جلال الدین
بیکر اولیاء اور اُن کے مرشد حضرت شمس الدین ٹرک کی درگاہوں میں اکثر ماحقری ہوتی تھی۔
۱۲۵۹ھ میں اپنے سلسلے کے مشائخ حضرت شاہ عبدالقدیر چشتی آف ۲۰۰۰ھ جب ۱۲۵۹ھ میں
حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتی آف ۱۲۵۹ھ رمضان ۱۱۹۰ھ/۱۸- اکتوبر ۱۲۵۹ھ میں حضرت
خواجہ شاہ عبدالباری چشتی آف ۱۲۵۹ھ شعبان ۱۲۲۶ھ/۳۱- اگست ۱۲۵۹ھ کے مزارات پر گئی
حاضر ہوئے اور حضرت شاہ عبدالباری کی خانقاہ میں قیام بھی فرمایا حاجی صاحب کے زمانے
میں حضرت شاہ عبدالہادی کے تیرے بھائی حضرت شاہ غلام مصطفیٰ چشتی آف ۱۲۵۹ھ میں
۱۸- نومبر ۱۲۵۹ھ خانقاہ بادویہ میں رونق افروز تھے۔

زیارت قبور کے سلسلے میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں: زیارت قبور اولیاء، اہل حق
مسلکین کی زیارت مستحب و مننون ہے اور اولیاء اللہ کی زیارت میں اور زیادہ غلو و بکات
ہیں، صرف بعض لوگوں کو اس کے لیے سفر کرنے میں خلجان ہے۔۔۔۔۔ حدیث کشیدہ حال
مساجد کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) حضرت حاجی صاحب نیاز اور خانقاہ خود بھی کرتے تھے اور عرس کی بعض مجالس میں
شرکت فرماتے تھے مولوی قطب علی جلال آبادی کی والدہ ماجدہ کی خانقاہ میں شرکت کا ذکر
امداد الفتاحی میں بھی موجود ہے۔ ایک بار آپ نے درگاہ شاہ صابر بخش دہلوی اور قلعہ دراج
دہلی کے عرس میں بھی شرکت فرمائی یہاں محفل سماع بھی ہوتی ہے۔

کسی کو خرید کرنے کے بعد، یا فتویٰ شریف کا درس ختم ہونے پر آپ کا نیکو کر یا بھائی
شاہ کو نیاز دیتے تھے اور وہ تبرک حاضرین میں تقسیم فرماتے تھے۔

مولانا تھانوی نے فرمایا: حضرت حاجی صاحب کے وجدان میں مڑوں کو برابر خواب
در سچنا ہے، لیکن حضرت مولانا گنگوہی کا گمان اس کے خلاف تھا۔

حضرت حاجی صاحب کا فتویٰ ۱۲۵۹ھ میں سے ہے جس میں حضرت مولانا تھانوی کی فتویٰ کی تردید کی ہے۔
مولانا تھانوی نے فرمایا: حضرت حاجی صاحب کے وجدان میں مڑوں کو برابر خواب
در سچنا ہے، لیکن حضرت مولانا گنگوہی کا گمان اس کے خلاف تھا۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے ایصالِ ثواب کے بارے میں جس کے تقسیم و عدم تقسیم کے باب میں کوئی نص قطعی نہیں اور اس وجہ سے اس میں اختلاف ہوا ہے۔ یہی فرمایا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے امید ہی ہے کہ جب ہم چند آدمیوں کو ایک فعل کا ثواب پہنچاتے ہیں تو سب کو برابر ہی پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ کی مقدار ہی ہے۔ ۳۔

(۴) محفلِ سماع میں خود حاجی صاحبؒ نے شرکت کی ہو یا نہ کی ہو، مگر ان کے بعض مذاکرہ شدہ صوفی محدثین (اکابر) نے، بہر علی شاہ گولڑوی، مولانا عبدالمجید بیگلر و غیرہ خوب سماع سننے تھے۔ حاجی صاحبؒ نے اپنے کسی فریاد کو نہ سماع سننے سے روکا نہ اس فعل کی مذمت میں کچھ کہا۔

کسی شخص نے حضرت حاجی صاحبؒ کو کچھ اشعار سنانے کی خواہش کا اظہار کیا (اشعار سننے میں تو کوئی قباحت نہ تھی غالباً وہ سار کے ساتھ سنانا چاہتا ہوگا) حضرتؒ نے حافظ محمد حسین (آبادی مرحوم) کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ میں تو اس فن (موسیقی) سے بالکل بیگانہ ہوں یہ اس سے واقف ہیں اپنے ہنر کی دائرہ میں ان سے مل سکتی ہے۔

اس روایت میں بھی حضرتؒ کا محتاط رویہ صاف جھلک رہا ہے اُن نے خواہش ظاہر کی تو فنا کے حرام یا حلال ہونے کا کچھ تذکرہ نہیں کیا اور حافظ صاحبؒ کی طرف مہمس کی رہنمائی کر کے دل داری کا حق بھی ادا کر دیا۔

(۵) تبرکات وغیرہ کے بارے میں بھی حاجی صاحبؒ کا عقیدہ مخالفانہ نہیں تھا۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے: "حاجی صاحبؒ کا عقیدہ تھا کہ جاے بزرگاں بہ جاے بزرگاں" اس سے ظاہر ہے کہ بزرگوں کی خانقاہ، اُن کی مسند، جاے عبادت یا چڑھاؤ وغیرہ میں بھی انوار و برکات ہوتے ہیں اسی طرح تبرکات مشائخ، تسبیح، عصا، خرگاہ، ہیز، زین، جامدہ

۱۔ اوراقِ المصاحف، تفسیر الانبیاء ص ۴۰

۲۔ ایک مرتبہ مراد لی جانا ہوا، وہاں عبدالحق سند نشین درگاہِ حضرت عابدِ حقؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے اور میں نے یہ سب دیکھا ہے کہ ان کے مکان میں سب کچھ پناہ دینا تو کبھی کبھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوتا ہے۔

وغیرہ میں وہ انوار صراحت کہہ جاتے ہیں اور اہل نسبت کو ان سے نفع ہوتا ہے۔ مگر
 مولانا صفائی نے کہا کہ "بزرگوں کے بزرگوں کے ساتھ مجھ کو شفقت نہیں مثلاً گڑبگڑ وغیرہ
 پر خیال ہوتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے اصل چیز تو بزرگوں کا اعتبار ہے، گو برکت
 کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے، لیکن اہتمام جس کو کہتے ہیں وہ قلب میں نہیں ہے۔"

۱۔ کمالیہ اسٹیشن پر ۱۰/۱۱/۱۳۴۰ شہداء مبارک علی دہلوی ۲۰/۱۱/۱۳۴۰ (کا درگاہ دہلی کی دہلی میں
 ۲۔ تاریخ الاولیٰ کو ہوتا ہے، مفضل سامع بھی ہوتی ہے۔
 ۳۔ یہ ایک کافریہ

تصانیف

فارسی اور اردو زبانوں میں، اظہار و مثنویوں میں، حاجی صاحب کی کچھ تصانیف ہیں جن میں سے بیشتر شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے :

(۱) ضیاء القلوب :

حاجی صاحب نے اپنے نوابہاش حافظ محمد ضامن غیسہ کے فرزند اور اپنے خلیفہ عظیم حافظ محمد یوسف خاوری کی فرمائش پر غالباً ۱۳۱۶ھ / ۱۹۵۰ء میں فن سلوک کے موضوع پر یہ کتاب تصنیف کیا۔ اس کا عربی میں ترجمہ بھی ہوا تھا جو مولانا حافظ محمد حسین الہ آبادی کی معرفت طبع ہوا۔ (حد فائدہ) ایک خط میں حاجی صاحب نے لکھا ہے :

”مولوی محمد حسین الہ آبادی کو تحریر کریں کہ اگر ضیاء القلوب عربی طبع ہو گئی ہو تو بہت جلد منقطع کریں۔ اکثر مشائخ عرب و شام و استنبول اس کے منظر میں۔ غیر بھی دیکھ کر خاموش ہو گا۔ (مکتوب ۱۱ مشمولہ حد فائدہ)

اس کتاب میں خاندان چشتیہ صابریہ ہادیہ کے اکثر اذکار و اشغال درج کیے ہیں۔

(۲) ارشاد فرشتہ :

حاجی صاحب کا یہ مختصر رسالہ اردو زبان میں تھا۔ اس کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا، جسے اشاعت کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس بھیجا گیا تھا۔ حد فائدہ اس میں ذکر و تفسیل اور مرقہ و پاس انعام کا طریقہ بتایا گیا ہے، آخر میں شجرہ ہائے طریقت بھی دیے ہیں۔

(۳) حواشی بر مثنوی مولانا روم :

مارفاد نکات سے بھر پور یہ کتاب حاجی صاحب کے عمر بھر کے مطالعہ مثنوی کا حاصل ہے۔ اس کا دفتر اول ۱۳۱۶ھ / ۱۹۰۶ء میں مولانا احمد حسن کانپوری کی زیر نگرانی مطبعہ آبی

نے ضیاء القلوب کا ایک نقل نسخہ حاجی صاحب کی بیات میں مولوی محمد نور احمد دہلوی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ غیر سے یہ ہے (۱۱ مرقہ ۲۰) اس کا ترجمہ ہے : ”تمام نسخہ ضیاء القلوب تفسیق حاجی احمد اور صاحب طراوت غیر محمد عبد العزیز جو انھیں جنی حنہ بہت و حکیم راجہ اشانی ۱۳۱۶ھ“

کانپور میں طبع ہوا۔ دوسرا دفتر غالباً ۱۳۱۵ھ/۹۸ - ۱۸۹۹ء میں چھپا۔ دفتر ششم ۱۳۲۱ء میں طبع ہوا۔ حاجی صاحب کی حیات میں غالباً پہلا اور دوسرا دفتر ہی چھپا تھا۔

(۴) فیصلہ ہفت مسئلہ : اس رسالے میں علمائے احناف کے دو گروہوں بریلوی دیوبندی کے درمیان سات بڑے اختلافی مسئلوں کو وسیع پیمانے پر شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ بارہا شائع ہو چکا ہے اور کلیات اداویہ میں بھی شامل ہے۔ پاکستان کے محکمہ اوقاف نے بھی اس کو وسیع پیمانے پر شائع کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک مجلس میں یہ اکتشاف کیا : ۱۳۵۰ - رمضان ۱۳۱۶ھ/۲۲ - جنوری ۱۸۹۹ء کو کانپور میں ایک شخص نے مولانا تھانوی سے ایڈجسٹا کیا ہے کہ فیصلہ ہفت مسئلہ حضرت حاجی صاحب کا نہیں ہے۔ فرمایا : ہاں اس معنی کر نہیں ہے کہ حضرت نے خود نہیں لکھا۔ عبارت میری ہے اور مضنون حضرت کا۔ حضرت کے حکم سے لکھا گیا اور بعد لکھنے کے منایا گیا تو فرمایا کہ اس کو میری طرف سے شائع کرو۔ حضرت کے یہاں اسی طرح کتا ہیں لکھی جاتی تھیں اور آپ کا نام ڈالا جاتا تھا حضرت ہر وجہ کثرت مشاغل خود نہیں لکھتے تھے ۱۱۔

(۵) کلیات اداویہ : یہ سب رسائل نظم و نثر کا مجموعہ ہے۔ پہلی بار ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۹ء میں شائع ہوا اس میں تحفۃ العشاق، گلزار معرفت اور شفا نامہ، جہاد اکبر اور نالہ امداد وغیرہ شامل ہیں۔ بعد کو بھی کئی بار شائع ہوا۔

(۶) رسالہ دردناک و غمناک : ۱۷۷ - اشعار کی ایک مثنوی ہے جس میں جذب عشق اور سوزِ دروں کا بیان ہے۔

(۷) جہاد اکبر : یہ بھی ایک مثنوی ہے جو کسی نے فارسی زبان میں لکھی تھی۔ حاجی صاحب نے ۱۳۶۸ھ/۵۱ - ۱۸۵۲ء میں اسے اردو نظم میں منتقل کیا اس کا موضوع جہاد نفس ہے۔ اس میں ۱۶۷۹ اشعار ہیں۔

۱۷۷ - جہاد اکبر : درجہ حکیم محمد مصطفیٰ بخاری (امداد اللہ) ترجمہ جہاد اکبر ص ۲۵

(۸) تحفۃ العشاق : اس شہنوی میں بی بی تحفہ مغیرہ اور حضرت سیدہ قطبی کی داستان نظم کی ہے۔ اس کی تالیف ۱۲۸۱ھ/۶۴-۱۰۶۵ء میں کرعظریں ہوئی۔ تعداد اشعار (۱۳۲۴) ہے۔

(۹) خدائے روح : یہ بھی ایک منظوم تخیل ہے۔ اس میں متعدد حکایات تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق کے لیے بیان کی گئی ہیں۔ حمد و نعت کے بعد حضرت میاں جی نور محمد کی منقبت اور احوال میں بھی کچھ اشعار نظم کیے ہیں۔ یہ ۱۲۹۴ھ/۸۴۸ کی تالیف ہے۔ کل اشعار (۱۶۵۰) ہیں۔

(۱۰) گلزار معرفت : اس رسالے میں حاجی صاحب کا منظوم کلام ہے جس میں کچھ نعت و مناجات، چند غزلیں، ایک رباعی اور قادیانہ فیضیہ شجرہ منظوم وغیرہ شامل ہیں اسے حضرت کے ایک مرید نیاز احمد نے مرتب کیا تھا۔

(۱۱) رسالہ کوحدت الوجود : اردو بہ ضلع مراد آباد کے ایک بزرگ مولوی عبدالعزیز چشتی صابری نے مسئلہ وحدت الوجود میں حاجی صاحب سے استفادہ کیا تھا، ان کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا (۲۱- ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ/۲- نومبر ۱۸۸۲ء)۔

حاجی صاحب کی نسبت باطنی : تھے۔ ترک لذات کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

فرماتے تھے کہ خوب کھاؤ، پیو اور کام بھی خوب کرو۔ ہم لوگ عاشقِ احسانی ہیں، جب تک نعمتیں ملتی ہیں بھرتی رہتی ہے، مشقت اور تکلیف میں وہ حالت نہیں رہتی۔

حاجی صاحب کی نسبت کا خلاصہ یہ تھا کہ باطن میں عشق و سوز ہو اور ظاہر میں اسباب شریعت۔ مگر ظاہری محاسبہ زیادہ نہ کرتے تھے۔ حکمت، موعظہ حسنہ اور باطنی تصرف سے اصلاح فرماتے تھے۔ غالب کو داخل سلسلہ کر کے اصلاح شروع کرتے تھے یہ نہیں تھا کہ پہلے اصلاح اخلاق کریں پھر سلسلہ طریقت میں داخل کریں۔

(۱) نمازیں دوسو سوں کا مجموعہ ہو تو فرماتے تھے قلب کو آئینہ جمال الہی سمجھ لو کہ بحال اللہ قلب بھی کیا چیز بنائی ہے کہ اس میں طرح طرح کے دمنو سے دریا کے پانی میں خس و خشاک

کی طرح جتنے چلے آتے ہیں، خیالات اور رسوموں کی کوئی حد و استقامت نہیں، اسس طرح صفات اپنی کمزوری کی کیفیت حاصل ہو جائے گی۔

(۲) ہر کام میں سہولت کو پسند کرتے تھے۔ ایک شخص نے انوس کا اظہار کیا کہ نیامی کی وجہ سے حرم میں نماز نہ پڑھ سکا۔ اس کے جانے کے بعد اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر یہ عادت ہوتا تو اس پر قلعی غلام نہ کرتا جس طرح وصول کی ایک صورت یہ ہے کہ حرم میں نماز پڑھو، یہ بھی ایک صورت ہے کہ عذر سے گھر میں نماز پڑھ کر حرم کو ترستے ہو، اس لیے عادت کی نظر میں دونوں حالتیں وصول کا سبب ہیں، اور یکساں ہیں۔

(۳) فرماتے تھے کہ روزِ اہلِ نفس کا ازالہ کرنے کی کوشش نہ کرے، اہلِ اہلِ اکرے جو بتی بظاہر مذہب میں کبھی وہ ضرورت محمود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بخل کو کھوکھلا کر منادیت پیدا ہو جائے، اس سے بہتر یہ ہے کہ بخل کا ازالہ کر کے اسے اس کے محل پر کام میں لائے ورنہ بخل نہ ہو تو ساری دولت رندوں اور بد مصافحوں میں نادرے اور مستحقین کا حق ہار جائے، غیر مستحقین کو نہ دینا بخل ہی کی برکت ہے۔

(۴) لذات کو کم کر دینا ہی زہد کے لیے کافی ہے، ترک لذات کی ضرورت نہیں۔ بلاہتمام جہولت اور نعمت میسر ہو اس سے استفادہ کرے یہ زہد کے معانی نہیں۔ فرمایا: جس طرح ٹھنڈا پانی نعمت ہے اس طرح پیاس بھی نعمت ہے کیوں کہ اس سے اس نعمت کی قدر ہوتی ہے۔

(۵) فرمایا: دنیا کی مثال پرندے کی ہے اور آخرت اس پرندے کا سایہ ہے۔ سایہ پرندے کی کوشش کر دے تو وہ ہاتھ نہ لائے گا، پرندے کو کچڑ تو سایہ خود قابو میں آجائے گا۔

حاجی صاحب کے منتخب ملفوظات | (۱) ارشاد فرمایا: جس درویش کی طرف بہ نسبت طالبانِ دین کے طالبانِ دنیا کا

انجم زیادہ ہو، معلوم ہوتا ہے کہ خود اس میں ابھی شمعِ دنیا کا موجود ہے اس لیے ایسے لوگوں کا اس کی طرف زیادہ میلان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: بھائی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

ہمارے یہاں تو زیادہ تعداد غریب اور مساکین اور صفا اور طالب علموں کی ہے۔ دنیا کے بڑے آدمی ہمارے یہاں کم ہیں۔

(۲) فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب مولانا محمد تاسم صاحب (نافوتوی) نے پوچھا کہ حضرت میرا ایک جگہ نوکری کا تعلق ہے، اگر ارشاد ہو تو چھوڑ دوں؟ میں نے جواب دیا کہ مولوی صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی طبیعت میں تردد ہے اور یہ دلیل ہے غمی کی اور ایسی حالت میں تعلق کا ترک کرنا موجب تشویش قلب ہوتا ہے۔ جس وقت پورا توکل پیدا ہو جاوے گا خود بخود طبیعت تعلقات سے ایسی غور ہوگی کہ کسی کے منع کیے سے بھی آپ نہ انیں گے۔

(۳) کوئی مرید حاجی صاحب سے عرض کرتا کہ دنیا چھوڑ دوں تو فرماتے تھے کہ اگر دنیا سے حال ہے تو خود مت چھوڑو، اللہ کا نام لیے جاؤ جب اُس کا بل ہوگا خود ہی چھوڑ دے گا۔

(۴) حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ کے مزار سے متعلق کچھ اوقات ہیں جن کی آمدنی کثیر ہے۔ اُس کے متولی کا احتال ہو گیا تھا اور بعض مشائخ نے اُس کو حضرت حاجی صاحب کے لیے اس لیے تجویز کیا کہ متولی خود بھی اپنے مصارف کے لیے اُس سے بطریق مباح لے سکتا ہے اور حضرت حاجی صاحب کے پاس کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے تو اس سے اطمینان کی ایک صورت پیدا ہو جاوے گی۔ اور حضرت صاحب میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ان کی اولاد میں تھے اور انھیں وہاں رہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، کوئی نائب کام کرتا اور احکام جہاں سے پہنچتے رہتے۔ غرض یہ تجویز کر کے حضرت صاحب سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اولاد میں ہونے کی خصوصیت سے جو میرے لیے تولیت تجویز کی گئی ہے تو حضرت سلطان نے تو سلطنت بلخ پر رات مار دی تھی، اگر میں اس دنیا کو اختیار کروں تو اُن کی اولاد خلف کب رہا؟ اور اس خدمت کے لیے خلف ہونا ضروری ہے اور اگر خلف بننا چاہوں تو اُن کا اقتراء کرنا ضرور ہے۔

(۵) مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ بانی مدرہ صوفیہ کے معظ کو حضرت سلطان المعظم عبد الحمید دغاں والی ترکی نے بلایا تو اس درجہ اکرام کیا کہ کسی بادشاہ کا بھی اتنا اعزاز نہ ہوتا تھا۔ جب مولوی صاحب سلطان کے یہاں سے لوٹ کر کہ معظ تشریف لائے تو ملاقات کے وقت حضرت حاجی صاحب

سے سلطان کے مناقب بیان کر کے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کے حضور میں آپ کا ذکر بھی کروں۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ کیا تیجہ ہوگا؟ بہت ہوگا تو وہ معتقد ہو جائیں گے۔ پھر آپ دیکھ لیجیے کہ آپ کے جو معتقد ہوئے تو کیا تیجہ ملا؟ وہی تیجہ کو ملے گا یعنی بیٹا سلطان سے قربت اور بیٹا اللہ سے بعد۔ البتہ آپ ان کی تعریف کرتے ہیں کہ بڑے عادل ہیں اور (حدیث میں) وارد ہوا ہے کہ سلطان عادل کی دعا قبول ہوتی ہے تو اگر آپ سے ہو سکے آپ ان سے میرے لیے دعا کر ادیجیے۔ مگر ایک بادشاہ سے یہ کہنا کہ ایک درویش کے لیے دعا کرو یہ داپ سلطنت کے خلاف ہے اس لیے آپ کو اس کا ایک طریقہ بتاؤں وہ یہ کہ آپ میرا ان سے سلام کہہ دیں، وہ جواب میں "وعلیکم السلام" فرمادیں گے۔ بس میرے لیے اسی طرح دعا ہو جاوے گی۔

(۶) ایک مرتبہ حاجی صاحب کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص آیا اور اگر رونے لگا کہ حضرت بری بیوی مرنے ہے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا ہے جیل خانے سے چھوٹی ہے اب تم بھی چھوٹ جاؤ گے۔

حاضرین کو اس لطیفے پر دل میں ہنسی آئی کہ آیا حق اس کی زندگی کی فکر میں، خود اپنی موت کی بشارت ملے چلا۔ پھر حاضرین سے خطاب کر کے فرماتے گئے کہ دیکھو عجیب بات ہے، ایک مسلمان قید خانے سے چھوٹا ہے، اس کو ناگوار ہے کہ کیوں چھوٹا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ حضرت وہ مجھ کو روٹی پکا کر دیتی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ تمہارے ساتھ روٹی پکاتی ہوئی پیدا ہوئی تھی؟ (۷) ایک مولوی صاحب نے ایک دن پوچھا کہ حدیث ہے: "اَلْمِسْكِينُ الْغَنِيُّ" من الْمِسْكِينِ الْغَنِيُّ (اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے) اس سے تو فقیہ پر مالدار کو ترجیح لگتی ہے۔ فوراً ارشاد فرمایا: "يَسْكِينُ" (دینے والا ہاتھ) اس لیے افضل ٹھہرا کہ مال کو عطا کر کے فقیر بنتا ہے اور "يَسْكِينُ" (لینے والا ہاتھ) اس لیے مفضول ہوا کہ مال لے کر غنی بنتا ہے۔

(۸) ایک دن ایک فقیر صدارت تھا کہ "مَا فِي قَلْبِي غَيْرُ اللَّهِ" (میرے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہیں) آپ نے منسوب کیا کہ یہ منافیہ نہیں ہے، منافیہ موصوفہ ہے یعنی جو کچھ میرے

دل میں ہے وہ خدا کے سوا ہے) اگر نفی کا مٹا ہوتا تو یہ کبھی سوال نہ کرتا۔

(۹) ایک بار حضرت یہ بیان فرما رہے تھے کہ بلا بھی نعمت ہے اور حاضرین پر خاص اثر تھا اتنے میں ایک شخص آیا جس کا ایک ہاتھ گل رہا تھا اور سخت تکلیف تھی۔ عرض کیا کہ حضرت نعمت مصیبت میں گرفتار ہوں، ایک سال ہوا ایک شخص نے لڑائی میں دانت سے کاٹ لیا تھا اس کا زہر پھیل گیا۔ لہذا دعا کیجیے کہ اس سے نجات ہو۔ اُس وقت مولانا اشرف علی تھانویؒ حاضر تھے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے دوسرے پیدا ہوا کہ اس وقت حضرت کیا کریں گے؟ اگر دعا کی تو اس بیان کے موافق اُس دعا کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نعمت کو زائل کر دیجیے کیوں کہ بلا بھی نعمت ہوتی ہے اور اگر دعا نہ کی تو ایک اُمیدوار کا ناامید کرنا ہے۔ پھر یہ کہ شیخ جامع کو درجہ طالب پر نزول کرنا چاہیئے کہ اُس کو اپنے درجے پر آنے کا ٹکٹ کوئٹہ میں سخت الجھن میں تھا کہ حضرت نے فرمایا: بھائیو اس کے لیے دعا کرو اور ہاتھ اٹھا کر پکار کر دعا کی۔ مضمون دعا یہ تھا کہ یا الہی ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ بلا بھی نعمت ہے، مگر ہم اپنے ضعف سے اس نعمت کا تحمل نہیں کر سکتے اُس لیے التجا ہے کہ آپ اس نعمت کو تبدیل بہ نعمتِ صحت مندرجہ دیکھیے میں اس مضمون کو سن کر دنگ رہ گیا کہ ان حضرات کو کون بتلاوئے خودِ قلب سے امواجِ علوم و منارف جوشِ زند ہوتی ہیں۔

(۱۰) کسی شخص نے حضرت کی طرف سے جعلی خط بنا کر کسی امیر سے کچھ روپیہ وصول کر لیا تھا۔ کسی نے حضرت سے مشورۃً عرض کیا کہ ایسے شخص کو تہنید ہونا چاہیئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ”بھائی مجھ سے دین کا نفع تو کسی کو ہوا انہیں اگر میرے ذریعے سے بیٹروار دنیا ہی کسی کو حاصل ہو جاوے تو مجھ کو جی تعانے سے شرم آتی ہے کہ اُس میں بھی بخل کروں اور اُس سے بھی دریغ کروں۔“

اشاعتِ علوم سے دلچسپی | حاجی صاحب نے خود بھی تصنیف و تالیف کا کام کیا، اگرچہ انھیں اپنے باطنی مشاغل سے اس کے لیے زیادہ وقت نہ ملتا تھا۔ انھوں نے دوسروں سے بھی بہت سے علمی کام لیے اور فرمائش کر کے بعض کتابیں لکھوائیں۔ ان کی فرمائش سے سرسید احمد خاں مرحوم نے بھی ایک رسالے کا اردو میں ترجمہ کیا تھا

شیخ اکبر علی الدین ابن عربی کی کتاب "فصوص الحکم" کا ایک ترجمہ دیوبند میں حاجی صاحب کی فرمائش سے ہوا تھا اسی طرح انھوں نے شیخ نجیب الدین سہروردی کی کتاب "آداب المریدین" کا اردو ترجمہ کرنے کی فرمائش مولانا رحمت الشکر انوی سے کی۔ یہ شائع بھی ہوا تھا۔

مولانا اشرف علی تھانوی کو ان کے کہ معطل میں قیام کے زمانے میں احمد بن عطاء اللہ اسکندی کی تصنیف التوہید کا اردو ترجمہ "اکسیر فی اثبات التقدير" ۱۳۱۲ھ میں کرنے پر مامور کیا۔ قطب الدین دمشقی (ت ۸۰۰ھ) کی تالیف رسالہ کیمیا کا ترجمہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے کیا جو امداد السلوک کے نام سے چھپا۔

کتاب الکمال الختم کا اردو ترجمہ بھی حاجی صاحب کی فرمائش سے ہوا تھا۔ مولانا انوار الشہاں فضیلت جنگ کی کتاب "انوار احمدی" کا نام حاجی صاحب نے ہی تجویز کیا تھا اور مولانا انوار الشہاں کو پیشور بھیجا کہ وہ اس کا ایک باب "لمعة الانوار" کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں طبع کرائیں۔

اس کے علاوہ دینی مدارس کے قیام میں دیوبند دل چسپی لیتے تھے۔ مدرّسہ صوفیہ کے معظّم دارالعلوم دیوبند، جامعہ قاسم آباد ہر جیسے مدارس کی خود بھی کچھ نہ کچھ مالی امداد فرماتے تھے اور اپنے مخلصین سے بھی ان کو عطیات دلو اتے تھے۔

۱۔ مولانا کا ترجمہ موسوم بہ امداد السلوک مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی نے جلال پور میں ماہ آورہ سے ۱۳۱۹ھ میں شائع کیا اس کے دبا جسے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ محمد متین شہید نے اس کی فرمائش کی تھی۔

۲۔ شیخ عطاء اللہ اسکندی (ت ۵۰۹ھ) کی کتاب "الحکم العطایہ" کا اردو ترجمہ ہے اس کو مولانا علی شمس الدین بریلوی مؤلف کبریا (ت ۹۸۵ھ) نے بولاب میں مرتب کر کے تجویز اکمل نام لکھا تھا۔ حاجی صاحب کی فرمائش پر مولانا غلیل احمد مہارنجوری (ت ۱۳۴۵ھ/۲۹-۱۹۲۸) نے اردو میں ترجمہ کیا۔ حاجی صاحب نے اس کا نام اکمل النعم تجویز کیا۔ مولانا محمد عبدالرشید گنگوہی (ت ۱۳۴۵ھ/۲۹-۱۹۲۸) نے اردو ترجمے کو بعض مقامات پر سہل بنا دیا اور کچھ حواشی کا اضافہ کیا اور یہ اکمل النعم کے نام سے شائع کیا گیا۔ خانقاہ امدادیہ خٹاں بھون میں ۱۳۵۱ھ میں کتاب بطور تصاحب پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۵ء میں دہلی سے چھپا تھا۔ پاور سے سامنے اس کا اورداد اسلامیات لاہور سے شائع کرنا "پیشرو" ۱۹۵۷ء کا ایڈیشن ہے۔

۳۔ عزیزم مولوی انوار الشہاں صاحب جید پوری نے استاد خواجہ صاحب... حیدر آباد دکن نے، جو کہ فقیر کے خاص اصحاب میں سے ہیں، بہت قریب نصف صوفیہ میں دو تین سال سے ایک بڑی کتاب سخی از زبان فقیر "انوار احمدی" پڑھوائی کہ تحقیق میں بڑی نوالہ سے لکھی ہے۔ فقیر نے تا مجتہد آداب اس کتاب کو سنا خود مولانا محمد وح کی زبان سے فقیر بہت کلام سنا اور مولانا نے اس کے علم و عمر پر رکت کر کے۔ ایک جہد محنت اور سنا امداد سے نہایت مفید اور کامیاب تالیف ہوئی ہے۔ وگتہ بات امدادیہ ص ۱۔ نام مولانا اشرف علی تھانوی دارالاسلامیات لاہور ۱۹۵۷ء

حالات و ملحوظات کے مصادر حاجی صاحب کے حالات و ملحوظات زیادہ تر مولانا اشرف علی تھانوی کی بدولت ہم تک پہنچے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں :

(۱) امداد المشتاق : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی
حاجی صاحب کے حالات، کرامات، ملحوظات، مکتوبات وغیرہ کا مجموعہ اس کا نیا ایڈیشن راقم الحروف کے ایک طویل مقدمے کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

(۲) مرقومات اداویہ : حاجی صاحب کے مکتوبات کا یہ مجموعہ ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۷ء میں مولانا وحید الدین رامپوری نے ترتیب دیا تھا۔ مناسی خطوط کا اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے پروفیسر عبدالحی صاحب نے کیا اس پر کچھ حواشی مولانا اشرف علی تھانوی نے اور کچھ مولانا وحید الدین کے فرزند مولوی سعید الدین رامپوری (ف ۱۹۶۹ء) نے لکھے اسے امداد المشتاق الی اشرف الاطلاق کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے ایک طویل مقدمہ کا اضافہ کر کے اس کا نیا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں دہلی سے شائع کیا۔

(۳) کمالات اداویہ : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی
اس مختصر رسالے میں مولانا تھانوی نے حاجی صاحب کے حالات و روحانی کمالات کا بیان کیا ہے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

(۴) کرامات اداویہ : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی
اس میں حاجی صاحب کے بعض واقعات اور کرامات کا بیان ہوا ہے۔ ایستادہ میں

۱۔ ان کے علاوہ حاجی صاحب کے خطوط متوفی کتب و رسائل میں بھی بکثرت جوتے میں مشن و تزکات مرتبہ مولانا
۲۔ خطوط ۱۹۸۰ء میں ایک خط مکتوبان شریعت مرتبہ ماسٹر انجینئر علی (جزیرہ اطلاع برطانیہ) میں خطوط سب سے ہیں۔ مولوی
۳۔ مولانا راشد کا ترجمہ مولوی نے چھ فرسخوں خطوط العنبرہ کان مکتوب (۱۹۷۹ء) میں شائع کرائے تھے۔ ایک خط
۴۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۹ء میں چھپا۔ وغیرہ
۵۔ ان کے مجموعہ اس اعتبار سے کیا ناؤ دیکھ کر چینی ہمارے مستقل کتاب کی صورت میں خطوط کے کس کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

مولانا تھانویؒ نے کرامت سے متعلق مسائل پر کچھ ضروری باتیں لکھیں ہیں۔ پھر حاجی صاحب کی ۱۷۹ کرامتوں کا بیان ہے جن کے راویوں میں حافظ عبد القادر تھانوی، مستاری احمد کئی، شہاب محمد حسین الہ آبادی، حکیم مقبول احمد، مولوی نظام الدین کیرانوی، مولانا محمد منیر، نونوتوی، مولوی محمد امجد علی، کانپوری، عبد الغنی بہاری، وغیرہ شامل ہیں۔ بعض روایات شہداء اداویہ سے ملے لی ہیں، پھر ضمیر کرامات اداویہ میں مولانا گنگوہیؒ کی بیان کردہ روایات ہیں۔ یہ کتب کئی بار طبع ہوئی ہے ہمارے سامنے کتب خانہ ہادی دیوبند کا ایڈیشن ہے۔

(۵) مکتوبات اداویہ مع صد فوائد : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ
یہ (۵۰۰) خطوط کا مجموعہ مولانا تھانویؒ نے مرتب کیا اور اس پر تلواحاشیہ و حواشی کے لیے لکھے تھے۔ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

(۶) شہداء اداویہ : یہ نفحات یکے من ناثر اداویہ (فارسی) کا اردو ترجمہ ہے جو حاجی محمد مرتضیٰ خاں قزوینی کی تالیف ہے اس کے حصہ اول میں سات نفحات (ابواب) ہیں اور حاجی صاحب کا ایک خط بنام مولوی عبدالعزیز لہرو ہوئی بھی شامل کر لی گئی ہے جو مسئلہ وحدت الوجود سے متعلق ہے۔ یہ کئی بار شائع ہوئی ہے ہمارے سامنے کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ مغربی پاکستان کا ۱۹۶۶ء/۵۱۳۸۶ کا ایڈیشن ہے۔

(۷) اداؤ الصادقین : مرتبہ مولوی صادق الدین ساکن کمری (ادوہ)
اس میں حاجی صاحب کے ملفوظات بر زبان فارسی جمع کیے گئے تھے۔ ان کا ترجمہ شہداء اداویہ کے آخر میں شامل کیا گیا (۱۳۱۴ھ/۹۶ - ۱۸۹۶ء) اور اسے شہداء اداویہ حصہ دوم کہا گیا ہے۔ اس کے بعد بعض ملفوظات مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی شامل ہیں۔

(۸) مجموعہ ملفوظات : مرتبہ مولانا احمد حسن کانپوری
یہ ملفوظات مولانا احمد حسن کانپوری نے جمع کیے تھے ان کا ترجمہ شہداء اداویہ میں بطور حصہ سوم شامل کر لیا گیا (۱۳۱۴ھ/۹۶ - ۱۸۹۶ء)

(۹) معارف اداویہ : مرتبہ محمد اقبال قریشی شائع کردہ

اس میں مولانا بھٹائی کے ملفوظات اور موعظ کے مختلف مجموعوں سے حاجی صاحب کے ملفوظات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

(۱۰) حیات امدادیہ : | پروفیسر محمد انوار الحسن انور (مدیر عربیہ اسلامیہ کراچی ۱۹۶۵)
یہ حاجی صاحب کی سوانح عمری اور ان کی تصانیف کے تعارف پر مشتمل ہے۔ بعض
غیر ضروری مباحث بھی اس میں آگئے ہیں۔ بظاہر مصنف نے کسی نئے ماخذ سے استفادہ
نہیں کیا۔

نوادیرِ اداویہ کے مکتوب الیہم | اس مجموعے میں حضرت حامی صاحب کے ہم
خطوط شامل ہیں یہ تین حضرات کے نام لکھے گئے ہیں۔

(۱) مولانا عبد السمیع بیدل لہ
(۲) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی

(۳) مولانا غلیل احمد انیسٹروی
(۴) نذیر احمد خاں

ان مکتوب الیہم میں فی الحال نذیر احمد خاں کے بارے میں معلومات فراہم نہ ہو سکیں۔
باقی دو حضرات کا کچھ حال طبعہ دکھنا ضروری نہیں مناسب ہو گا کہ صرف مولانا بیدل کے
بارے میں کچھ باتیں یہاں درج کر دی جائیں۔

(۱) مولانا عبد السمیع بیدل راہپوری
مشتہور رہی ہے راہپور شہیدان ر ضلع بہار پور

کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد حکیم محمد یوسف انصاری تھے۔ بیدل کی تعلیم بھی طور پر ہوئی۔
کچھ استفادہ مولانا رحمت الشکر گرانوی سے بھی کیا۔ ۱۲۴۰ھ (۱۸۵۳-۵۴) میں مزید تعلیم
کے لیے دہلی گئے اور مولانا امام بخش صہبائی سے فارسی پڑھی عربی کا درس مفتی صدر الدین
آزادہ سے لیا۔ اسی زمانے میں شاعری کا ذوق ہوا اور میرزا غالب کی شاگردی اختیار
کی۔ طرازِ سخن کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا غالب سے تلمذ کا عرصہ ۱۲۴۰ھ-۵۴-۱۸۵۳
میں قائم ہوا۔

مصولِ تعلیم کے بعد ۱۲۴۴ھ (۱۸۶۱-۶۲) میں رٹکی ضلع بہار پور میں ایک برائمن
کے بیٹے ناہر سنگھ کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوئے وہ ان کی بزرگی اور سیرت کی خوبیوں سے
اتنا متاثر ہوا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ غلیل الرحمن نام رکھ گیا۔ بیہوی مولانا

نے مزید تفصیل کے لیے دیکھیے۔ ایک نام و تلمذہ غالب ص ۸۳-۸۶

مولانا یوسف قادری و غالب اور حضرت

معالیہ درویش علی اوی یوں دریش (غالب بنر صدر اول ۱۲۶۰ھ

عیات بشیر ۱۲۶۰-۸۳

خلیل الرحمن میں جو علوم دینیہ کے ماہر ہوئے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے ہاتھ پر بیعت کی، خلافت و اجازت پائی۔ یہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے تھے وہیں اختتام ہوا اور جنت النبی میں مدفون ہوئے۔ مالک رام صاحب نے لکھا ہے :

مولوی عبدالمسیح رڑکی سے نکلے تو اپنے وطن پہنچے۔ حسن اتفاق سے انھیں آیام میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ہندوستان آئے ہوئے تھے۔ اپنی تعلیم و تربیت اور اُفق و طبع کے زیراثر عبدالمسیح اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب نے اُن کے علم و تقویٰ سے متاثر ہو کر انھیں اپنے ملکہ ارادت میں شامل کر لیا۔ روایت ہے کہ عبدالمسیح صاحب نے موضوعات کی بیعت قبضہ بھیجنا و اصلاح منظر نگار میں اُسی درخت کے نیچے کی تھی جہاں کسی زمانے میں خود حاجی صاحب نے اپنے پیر طریقت حضرت میاں نور محمد چمنپانوی کی بیعت کی تھی۔

اس بیان میں یہ بات صحیح نہیں کہ "حسن اتفاق سے" حاجی صاحب ہندوستان آئے ہوئے تھے وہ وہاں سے ہجرت کر کے گئے تو کبھی واپس نہیں آئے، مولانا عبدالمسیح نے اُن کی ہجرت سے قبل بیعت کی ہوگی حاجی صاحب خط و کتابت کے ذریعے غائبانہ بیعت بھی قبول فرمایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ پہلے سفر حج کے بعد کا ہو سکتا ہے۔

لال کرتی میرٹھ کے ایک ممتاز رئیس شیخ الہی بخش (د ۲۱ مئی ۱۸۸۳ء) کے اولاد نہیں تھی اپنے بھتیجوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انھوں نے مولانا عبدالمسیح کو طلب کیا اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ کوٹلی کے علاقے میں ہی ایک وسیع مسجد ہے اُسی سے متصل حجرے میں مولانا عبدالمسیح رہتے تھے اور شیخ عبدالحکیم کے بیٹوں شیخ غلام محی الدین، خان بہادر وحید الدین، خان بہادر بیٹا بشیر الدین کو تعلیم دیتے تھے۔

مولانا بیدل ۲۴ سال تک خان بہادر کی کوٹلی (لال کرتی میرٹھ) میں مقیم رہے وہیں مرشد کیم محرم ۱۳۱۸ھ / یکم مئی ۱۹۰۰ء کو انتقال فرمایا اور خان بہادر کے غلامانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

ملک محمد غالب (پیشہ ۱۸۸۵ء) ص ۸۵-۸۶ کے محمد یحیٰ خاوری کے حوالے سے مولانا امداد اللہ مہاجر کی کی بیعت طریقت اور شہداء و راجہ کے خلاف "۱۰ مئی ۱۸۸۵ء" کا حوالہ دیا ہے اس میں تاریخ و اوقات "یکم محرم ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۸۸۵ء" دی ہیں۔

—

ان کا اولاد میں صرف ایک صاحبزادے حکیم محمد میاں تھے انھوں نے حکیم عبدالحجیر خان
 (فرزند حکیم محمود خان) سے علم طب سیکھا تھا۔ میرٹھ میں مطب کرتے تھے وہیں ۶/ ۱۲/ ۱۳۵۹ھ
 ۱۳ فروری ۱۹۴۰ء کو انتقال ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں آسودہ ہوئے۔

مولانا عبدالمصیح بیدل کی بارہ تصنیفات کی فہرست مالک رام صاحب نے دی ہے :

- (۱) رافع الاولیاء فی محفل خیر الامم (مکتبہ ۱۲۹۶/۵۱۸۴۸) محفل میلاد کی تائید میں ہے
 - (۲) انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ (میرٹھ ۱۳۰۲/۵۱۸۸۵) لے
 - (۳) راجعہ الغلوب فی مولود المحبوب (دہلی ۱۲۹۰/۵۱۸۴۳)
 - (۴) بہار جنت (میلاد شریف) (کامپور ۱۳۱۰/۵۱۸۹۳-۹۲)
 - (۵) سلیم فی مولود ہادی البشیر (میرٹھ ۱۳۱۲/۵۱۸۹۵-۹۴) لے
 - (۶) نور ایمان (نقیضہ کلام) (میرٹھ ۱۳۱۲/۵۱۸۹۵-۹۴)
 - (۷) حمد باری (دہلی ۱۹۱۲ء - بارہا چھی ہے) بچوں کے لیے لکھی کتاب ہے
 - (۸) طراپن (مجموعہ کلام) (میرٹھ ۱۳۱۳/۵۱۸۹۴-۹۳) لے
 - (۹) جوہر لطیف (نقیضہ تنوی) (میرٹھ ۱۳۲۴/۵۱۹۰۹)
 - (۱۰) فیضانِ قدسی (فضائل آیت الکرسی) (دہلی ۱۹۲۴ء)
 - (۱۱) وسیلہ مغفرت (مجموعہ ادبیہ) نماز کی تعلیم اور ماثور دعاؤں پر مشتمل ہے
 - (۱۲) منظر اکبری (اس کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی)
- مولانا بیدل کا بیشتر کلام اور بعض دوسری تالیفات ضائع ہو گئیں۔

انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ

مولانا عبدالمصیح بیدل کی تصانیف میں یہ کتاب
 علمی اور دینی اعتبار سے بہت اہم ہے۔

خود مولانا میں شامل خطوط کا تعلق اس کتاب سے ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے مقدمہ درج کی ہے۔
 یہ کتاب صفحات کا منظم رسالہ ہے۔ کتاب کا شائع ہوا۔ ہمارے ذہن سے یہ چونکاؤں میں ہے جو مولانا عبدالمصیح بیدل
 کے فرزند حکیم محمد میاں نے ساغر میں میرٹھ میں (۱۳۵۴/۵۱۹۳۶) چھپوایا تھا۔
 یہ صفحات کا رسالہ جس میں متفرق اشعار اور غزلیں ہیں۔ مجموعہ میں میرٹھ سے شائع ہوا تھا۔ اس کے شروع
 میں خط ہوا۔ حج و عمرہ کے ارادہ سے مولانا کا کمال ہوا یہاں پر بھی ہے۔

نوادہ امدادیہ میں شامل خطوط کا پس منظر سمجھنے کے لیے اس کتاب کا تعارف کمی مقرر
تفصیل سے کرنا ضروری ہے۔

۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں دیوبند، گنگوہا، سہارن پور وغیرہ کے

بعض علماء کی طرف سے یکے بعد دیگرے دو فتوے شائع ہوئے۔ مولانا بیدل نے ان
فتوؤں کی تردید میں یہ کتاب لکھی۔ انوارِ ماطو کے مقدمے میں وہ کہتے ہیں :

۱۳۰۲ھ میں دہلی کے تین علماء غیر مقلد اور علماء دیوبند و گنگوہا و سہارن پور
کی صحتِ توجہ سے اور مطبعِ ہاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپ کر
اکثر اطراف میں تشریف کیا گیا۔ اس کی لوح سرِ نوشت یہ تھی : فتویٰ مولود و مدرس
وغیرہ ... خلاصہ مضمون اُس کا یہ ہے کہ محفلِ مولدِ شریف ... بدعتِ ضلالت اور
اسی طرح اموات کی فاتحہ درود جو ہندوستان میں رائج ہے یہ سب حرام اور
رہیم بد اور معصیت ہے۔

کچھ دن اس پر نہ گزرے کہ دوسرا فتویٰ چوہی میں صفحے کا اسی مطبعِ ہاشمی میں
چھپ کر مشہور ہوا۔ اس کا نام لوحِ پریر لکھا : فتویٰ میلادِ شریف امینی مولود و مدرس
دیگر فتاویٰ ۱۱

اس فتوے میں زیادہ تر مذمتِ میلادِ شریف کی ہے اور وہ چار ورق جو پہلے
چھپا تھا پھر دوبارہ اس میں چھپا۔ مجھے سے بعض اخوانِ طریقت نے ہر تائیدِ کلام
یہ فرمائش کی کہ اس فتوے کے حسبِ کچھ دل کے آدمی تشکیکات میں پڑ جاتے
ہیں اور محاندینِ اس فتوے کو جاہر جا دکھاتے ہیں ، اور اس فتوے کو پڑھ
پڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو بے دردی سے چراتے ہیں اور فقے کی آگ جو
اس قسم کی تحریکاتِ نفسانی سے بھر گئی ہے بھر دکھاتے ہیں۔ اب تم کو چاہیے کہ
تم خبر لو اور ایک قولِ حقِ انحراف و تغریط سے خالی اس باب میں کھدو ، ورنہ
عوامِ جگہ نام گر دابِ ضلالت میں ڈوب جائیں گے اور پھر کبھی ساحلِ ہدایت کی
آنِ نروج نہ پائیں گے تب حضرت اہلِ البصیرۃ والصلوٰۃ نے جس کے

قبضہ قدرت میں بنی آدم کا دل ہے، میرے دل میں یہ ڈال دیا کہ بالضرہ ہر کسی
مقدمے میں ایک حکیم فیصل لکھنا چاہیے اور عوام کو تشکیکات رد و جدال میں نہ
رکھنا چاہیے۔ تب میں نے یہ رسالہ لکھا اور نام اس کا "انوار ساطعہ در بیان
مولود و فاتحہ رکھا۔"

مولانا بیٹل کی اس کتاب پر جن علماء نے تصدیق و تائید میں دستخط کیے یا تقریظیں
لکھیں ان کے نام یہ ہیں :

- (۱) مولانا مفتی کھٹک اشرفی گواہی (ف ۶۱۹۱۶)
- (۲) مولانا فیض الحسن سہارن پوری (ف ۶۱۸۸۴)
- (۳) مولانا غلام دستگیر قصوری (ف ۱۸۹۸/۵۱۳۱۵)
- (۴) مولانا ارشد حسین رامپوری (ف ۶۱۸۹۳)
- (۵) مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ف ۶۱۹۲۱)
- (۶) مولانا عبدالقادر بدایونی (ف ۶۱۹۰۱)
- (۷) مولانا وکیل احمد سکندر پوری (ف ۶۱۳۲۲)
- (۸) مولانا محمد فاروق خیریا کوٹی (ف ۶۱۹۰۸)
- (۹) مولانا عبدالحق حقانی (ف ۶۱۹۱۷)

کتاب کے آخر میں حضرت حاجی امداد الشرحا جبرکی اور حضرت مولانا رحمت الشرحی
کی تصدیق و تائید بھی شامل ہے۔

برائین قاطعہ | انوار ساطعہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۰۷ھ/۸۹-۶۱۸۹۰ میں شائع ہوا۔
اس کے رد میں کتاب "البرائین القاطعہ علی نظام الاقوال الشاطعہ" مولانا
خلیل احمد انیسٹروی کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ دراصل مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھی
تھی اور مولانا خلیل احمد کے نام سے چھپی۔

اس کا پورا نام "البرائین القاطعہ علی نظام الاقوال الشاطعہ المناقب بالذلائل الواضحة عن
کرامۃ الشرح من المولود و الفاتحہ" ہے۔ بڑے سائز کے ۷۷ صفحات پر مشتمل کتاب

مولوی محمد یحییٰ کا زحلوی تاج کتب گسگوہ ضلع بہارن پور نے مولانا رشید احمد گسگوہری کی
تربیت سے جلالی ایٹم پرپس سا ڈھورہ میں ۱۳۰۴ھ میں چھپوائی۔ اس کا لب و لہجہ ابتدا سے
ہی تلخ اور جارحانہ ہے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں :

۱۰ اس سہ تیرہ سو تین (۱۳۰۳) ہجری کے ماہ شعبان میں ایک کتاب مسیحیہ
انوار ساطعہ کوئی الواقع وہ ظلمات باطلہ ہے، اس فقر کی نظر سے گزری کہ اس
کے مولف نے مراحمہ طاعنے را تحقین اور اولیائے معقولین پر طعن و تہم کر کے
مورد "من عادی فلیت آتی فقتلہ" یا تحریک کا ہوا ہے۔ اور فقرہ کہ
وہ خود علم و فہم سے بالکل عاری، جہل مرکب کا پتلا ہے، نہ سائل کی مراد سے واقف
ہوا، نہ قیاس کے جواب کو سمجھا... باوصف اس زعم و شہرت و نامہ اپنے علم کے
کہ جہل مرکب ہے، اپنے نام کو سزا خوار میں کمون کیا ہے۔ چونکہ مولف مجمع جملہ
میں فقر آس تا لیس کو بہ زعم خود بے مثل تصور کر کے... داو چاہتا ہے، برین
فہم و دانش و علم چند جملہ کی تحسین پر اپنے جاسے میں نہیں سماتا۔ مولف اس کا
مولوی عبد السمیع راہپوری ہے جو میرٹھ میں برکان شیخ الہی بخش راجہ رہتا ہے۔
مولانا عبد السمیع بیدل کی تائید میں حضرت حاجی صاحب نے یہ تحریر بھی ملاحظہ طلب ہے۔

نہایت طینت خیز و لادبی دوران حضور شہداء مولانا شفیق و حاجی انشتہر بالاسنہ والا فواء۔
اکاظہ الحاج الما جرمولانا شاہ امداد الشریعہ الشرفین ادا واد واد واد واد
بعد و صلوٰۃ فقیر حقیر امداد الشریعہ رضی نہاید کہ درین ولایہ جرمے کیفیت اعتقاد
مذہب و مشرب خود کہ جامع شریعت و طریقت می دالم بر قلم آوردن مناسب افتاد۔
باید دانست و بر غور باید شنید کہ فقیر مذہبی مذہب حنفی و مشرب صوفی است اگرچہ در دعوی
خود کمال یافتہ مگر خود را حنفی مذہب و صوفی مشرب میگوید و می شمارد۔ زیر اگر فقیر الزام

۱۱۔ جس نے میرے کسی دوست سے عداوت رکھی میں اس سے جنگ کرنے کی اجازت دیتا ہوں
۱۲۔ یہ وہ گناہ ہے جس میں چھپایا ہے۔ غالباً انوار ساطعہ کے پہلے ایڈیشن پر مصنف کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔

عقل و نقل معنی و معلوم شد کہ ہر قدر کہ فہم معانی قرآنی و ادراک حقائق و معارف مستطاب ہو
جل شانہ و فہم و ادراک حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم این دو گروہ یعنی علمائے مجتہدین ائمہ
محققان و مشائخ صوفیہ را حاصل و نصیب است کہ دیگران این درجہ ندارند کہ از یکہ مسلک مسائل
کثیرہ استخراج کردہ اند و پشت و پناہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہ
الرحمن۔ لہذا فقیر بد دل مقلد ہر دو فریق موصوف گشتہ مذہب و مشرب و ایشان احتیاج بہ ہدایت
و فوائد بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است و می کند و ہوناہی و بہ ہفتہ ہوا۔

پس معتقد و مختار فقیر آنست کہ در ان مسئلہ کہ این ہر دو فریق مشفق اند۔ یعنی احناف و
صوفیہ فی فقیر بے تکرار و بحث بذل نمودہ و ران کارند مشغول و در ان مسئلہ کہ فقیرین و صوفیوں
را اختلاف واقع شدہ، در ان مسئلہ دیدہ خواہ شد کہ اگر آن اختلاف در حقائق و معارف و
توحید است۔ رجوع بہ صوفیہ کہ ام رہیم الشرائع کردہ خواہ شد، زیرا کہ این گروہ مشفق و باطن
کشف ہستی و فریق ثنائی نظرومت کہ عقلی را داخل می دهند، و اگر اختلاف در مسائل عبادات و معارف
است۔ در ان نیز خود کردہ خواہ شد، پس اگر آن اختلاف در مسائل اعمال و احوال رجوع تعلق دارد
باہل مذہب حنفی رجوع کردہ آید و اگر اختلاف در اعمال الہی قلی است رجوع بہ صوفیہ
خواہ شد۔ (دستور العمل حضور بر تہ ۱۳۰۶ھ)

(ترجمہ)

حمد و صلوة کے بعد فقیر حقیر امداد الشرح عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں اپنے مذہب
مشرّب کے بارے میں جسے شریعت و طریقت کا جامع جانتا ہوں کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوا۔
جاننا چاہئے اور خود سے سننا چاہیے کہ فقیر حنفی مذہب اور صوفی مشرب ہونے کا معنی
ہے، خواہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو مگر خود کو حنفی مذہب و صوفی مشرب کہلاتا ہے اور ایسا
ہی کہتا ہے اس لیے کہ فقیر کو عقل و نقل سے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ معانی قرآنی کا جیسا فہم
اور کلام الہی کے حقائق و معارف کا ادراک اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ ان دو
فریقوں یعنی حنفی علمائے مجتہدین اور متحققین مشائخ صوفیہ کو حاصل اور نصیب ہے دوسروں کا

اس رسالے کو میں نے اول سے آخر تک اچھی طرح سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز قریب بہت ہی پسند آیا اگر اس کے وصف میں کچھ کمزوریوں تو لوگ اُسے مبالغے پر حمل کریں گے اس لیے اُس کو چھوڑ کر دیا پر اکتفا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کے مصنف کو اجر جمیل اور ثواب عظیم عطا فرمادے اور اس رسالے سے منکر وں کے تعصب سے پاک و توح کے اُن کو باہر راست پر لاوے اور مصنف کے علم اور فیض اور تندرستی میں برکت بخشے اور میرے اسامندہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں تہذیب سے ہی تھا۔ پنج رنگ ظاہر کرتی ہیں کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ :

... انعقاد مجلس میلاد پر شرعیہ منکرات سے خالی ہو جیسے... بے ہودہ نہ ہو بلکہ دیانت صحیحہ کے موافق ذکر... صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جاوے اور بعد اس کے... اس میں کچھ حرج نہیں، بلکہ اس زمانے میں جو... میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آسیہ لوگ جو... خدا اُن کو ہدایت کرے۔ پادریوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد، اُن شرع و ط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیا، اس وقت میں فرض کفایہ ہے میں مسلمان بھائیوں کو ہر طور نصیحت کے کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ کریں اور اقوال یا بھائیوں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز التفات نہ کریں۔ اور تعصبات یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اُس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اُس کا ہر خوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چند سو برس سے جمہور علمائے صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافراہ و علمائے محدثین نے جائز رکھا ہے اور صاحب رسالہ نے اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہے۔ اور تعصب ہے ان منکروں سے، ایسے بڑے کہ کافکا فی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے ایک ہی لڑی میں پردہ دیا اور ان کو ضالہ مضلل بتلایا اور خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں اُن لوگوں کے استاد اور پیر بھی تھے مثل حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ اور اُن کے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلویؒ اور اُن کے بھائی شاہ عبد العزیز دہلویؒ اور ان کے

ہوا ہے حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، سب کے سب انھیں ضابطہ فضیلت میں
 داخل ہونے جانتے ہیں۔ اُمت ایسی تیزی پر کہ جس کے موافق جمہور متفقین اور محدثین اور صوفیہ
 سے خزین اور مصر اور شام اور یمن اور اور دیا بنگلیہ میں لاکھوں گراہی میں ہوں اور یہ
 حضرات چند ہدایت پر۔ یا اللہ! ہمیں اور ان کو ہدایت کر اور سیدھے رستے پر چلاؤ۔ آمین۔
 اور وہ جو بعض میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ عرب کے خوف سے قسب کے طور پر
 سکوت کرتا ہوں اور ظاہر نہیں کرتا، بالکل جھوٹ ہے اور ان کا قول مناسطہ دہی ہے۔
 میں ہر طرف کہتا ہوں کہ میں نے کبھی حضرت سلطان کے سامنے، جو میرے نزدیک خلافت
 واقع ہوا، ان کی رعایت یا ان کے وزراء و امراء کی رعایت سے کبھی نہیں کہا بلکہ اجماع
 صاف دونوں دفعہ میں، جو میں بلایا گیا ہوں کہتا رہا ہوں اور کبھی خیال نہیں کیا کہ حضرت
 سلطان اعظم یا ان کے وزراء و امراء رض ہوں گے اور میرا جھگڑا اور گستاخوستان اور پناہ
 کرے بادشاہ حبیب اور زبردست تھے اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور کا سمجھتے تھے
 میری گفتگو سخت جو مجلس عام میں آئی تمام حجاز والے خاص کو حرمین کے بڑے چھوٹے
 سب کے سب ہر خوبی جانتے ہیں بلکہ ان میں تفریق کرتا تو ان حضرات مسکین کے خوف سے
 تفریق کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ جب ان کے ہاتھ سے امام شکیلی اور جلال الدین سیوطی اور ابن حجر
 اور ہزار با علمائے نقوی شہار خاص کر ان کے استادوں اور پیروں میں شاہ ولی اللہ وغیرہ۔
 قدس اللہ اُسرارہم۔ نہ چھوٹے تو میں غریب زبان کے سلسلہ استادوں میں شامل ہوں اور
 سلسلہ پیروں میں اس طرح چھوٹوں کا باریہ تو ہر طرح سے تصدیق اور بلکہ تفسیر میں قصور
 نہ کریں گے۔ پر میں ان کی ان حرکات سے نہیں ڈرتا اور جو میرے ان اقوال کی تائید اور
 سند مولف رسالہ نے جا بجا تحریر فرمائی ہے اُسی پر اکتفا کرتا ہوں واللہ اعلم بالصواب
 فقط امیر قسبہ وقال بقیہہ التراجی رحمۃ اللہ علیہ المتان محمدا رحمۃ اللہ
 ابن خلیل الرحمن عثر لہما اللہ المتان۔

انوار ساطع کے مضامین کی تائید میں حاجی صاحب نے متعدد خطوط میں مولانا عبد السمیع
بیدل کو واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ مثلاً :

(۱) "میں خود مولود شریف پڑھو آ ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا
حال ہو کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بہتر کھڑا رہ گیا، بعد دیر کے مجھ کو
ہوش آیا تب بیٹھا۔"

(۲) بنام مولوی عبد السمیع بیدل ۳ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ/ بحوالہ انوار ساطع ص ۲۲۰
(۳) "انوار ساطع راز اذیل تا آخر شنیدم وہ غور و تدبیر نظر کہ دم، ہر تحقیق را موافق
مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتہ۔"

(۴) بنام مولوی عبد السمیع بیدل مکتوب ۱۱- رجب ۱۳۰۴ھ/ انوار ساطع ص ۲۲۰
(۵) فی تحقیق تفسیر غرض مطلب کتاب انوار ساطع موافق مذہب و مشرب فیقر و بزرگان
فیقر است۔ خوب و شنید۔ جزاکم اللہ فی الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ما دشما و جمیع
مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود و شستہ من تا آخر نصیب کند۔ آمین

(۶) بنام مولوی عبد السمیع بیدل مکتوب ۲۲ شوال ۱۳۰۴ھ/ بحوالہ انوار ساطع ص ۲۲۰
(۷) "انوار ساطع کے اکثر مسائل میں فیقر دل سے متفق ہوا تو اللہ تعالیٰ کی جناب
میں بہت التجا و دعا کی یا اللہ اگر میں ان مسائل میں حراط مستقیم پہ ہوں اور
حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علماء سے دیار و امصار و اہل اسلام کو۔
پہنچان چہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اگر تمام
علمائے حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں اور خود کتاب
کو کمال پسند کرتے ہیں۔"

بنام مولوی عبد السمیع بیدل مکتوب ۱۰ رمضان ۱۳۰۴ھ/ ۲۹ اپریل ۱۸۹۰ء

مکتوبات

از فقیر اداواللہ علی اللہ عنہ
 بخدمت عزیزم مولوی عبد الباقی صاحب دایم محبت و معرفت باللہ
 بعد سلام مننون و دعا سے ترقی درجات مالیات مظالم نمایند مکاتبہ عزیز و
 پانچ محل () بعد عرصہ دو سال رسیدہ سرور ساخت جزاکم اللہ شکر الجسار
 اللہ تعالیٰ آن عزیز را با ذوق شوق خود و تعلیم علم و عمل و ہدایت خلق اللہ سلامت اکرامت
 دارد۔ ہر سال گزشتہ باستماع خبر آمدن میاں حاجی معین الدین صاحب یقین بود کہ
 آن عزیز نیز بر معیت اوشان بیاید چونکہ اوشان تشریف آوردند و با فقیر ملاقی شدند نہ بانی
 شایان معلوم شد کہ آن عزیز بروقت روانگی اوشان این طرف بوطون رفتہ بودند خیریت
 معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ آن عزیز را از فضل خویش بے سائو کہ حج بیت اللہ زیارت میرسد
 متورہ میسر آید و باین بہانہ فقیر ہم از ملاقات شما سرور حاصل نماید۔ رسالہ ارشاد مرشد کہ
 برای عزیزان خود نوشتہ بودم بخدمت آن عزیز خواہد رسید و ان اورا یکہ معمول خود
 اند نوشتہ ام بمقدور ()

بخدمت حافظ عنایت اللہ صاحب و مکرمی حاجی حافظ عبد الکریم صاحب و میاں حاجی
 معین الدین صاحب و حاجی عبد اللہ خاں صاحب و غیرہ دیگر دوستان سلام برسد۔

بر حاشیہ ۱

از مولوی رحمت اللہ و حافظ عبد اللہ سلام برسد۔ و شاہ مولوی عبد الغنی صاحب مرحوم نقشبندی
 مدنی منورہ مشفقہ ام کہ بتاریخ چشم حرم را ہی ملک ہاشمہ و انا اللہ و انا اللہ و انا اللہ
 انھن۔ ان بودند۔ حق تعالیٰ اوشان را بہتر سبب علیہ رسالہ۔ آمین۔

اس خط میں حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندی کے انتقال کی اطلاع ہے۔ ان کی وفات چہارشنبہ
 ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۷ء) کو ہوئی تھی۔ یہ خط اس سال میں لکھا گیا ہے۔

محمد ابداد اللہ فاروقی

۱۲۷۹

عزیزی و محبتی مولوی عبدالحسین صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

بعد دعا سے از و یاد علم و اخلاص مکشوف ہا کہ با (.) کہ بر غلیل الرحمن
نوشته بودید نہایت محظوظ شدم چونکہ آخر کار معطر بہ دعا سے عظیم (.) لایم
کہ از کتاب انوار ساطعہ خود کلامیکہ در ان تیز قلبی و غیظہ نفسانی شدہ باشد کہ امین از نظر قلم
اصحاب تحقیق و ارباب تہذیب بعید است مواسما سے برادران طریقت خود و عبارت و
دیگر کہ از نور نفسانی صادر شدہ باشند انحراف نمایند و مضمونیکہ فیما بینکم و بین اللہ تعالیٰ
با اخلاص و برائے اظہار امر حق باشد باقی دارند ان شار اللہ تعالیٰ مقبول قبول شد
و اگر کسی بر ترویج آن چیز سے نوید شما در پے تحریر جواب البجواب نشوند چہا کہ قصد شما
الطبار حق بود ظاہر شد و پس (نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر
و بزرگان فقیر است خوب) خیر الجزاء اللہ تعالیٰ ما و شما و جمیع مومنان را در
ذوق و شوق و محبت خود) آمین

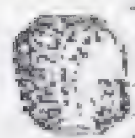
و نام مدرسہ ہم از ان علیحدہ کنند کہ ازاں نیز اعتراض بر ما می آید فقط محترمہ ۲۲۔ سوال
از مکہ معظمہ محلہ عارۃ الیاب

بحاشیہ :

فقیر از دعا سے عزیزان عالمیت شما ہم از دست فرموش دکنند فقط

الراقم الاثم

فقیر ابداد اللہ عفی عنہ



کتابخانه مجلس شورای اسلامی

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

وزیرای محیی مملوای عبدالمسیح صاحب دام بکرم

بسم الله الرحمن الرحیم و در کتابت بعد از علم و اخلاق جلالت مبارک
 نویسنده از حق نوشته بر این بنیاد بنویسد چه چاره کار سازد بجهت علم
 قائم که از کتاب الله در ساطع خود بکشد و در آن نیز تفسیری شود باشد که این از طریق
 اصحاب تحقیق و ارباب تبحر به حدیث و کلامی برادران طریق خود بکار آورده اند و نیز گفته
 نور فغانی که در شده باشد از اج غایب و مضمونیکه فی بینک و بین از انجا که بکشد برین ظاهر
 چه باشد باقی در زندان و آنگاه مقبول خواهد شد و اگر کسی برتر از آن چیز در پیش
 و این کار چاره ای که در پیشگاه خود خواهد شد ظاهر شد پس بگوید
 نفس و طلب آید و افاق و در پیش مشرب نیاید و نیز با خبر است خوب
 غیر از الله تعالی ماد شایسته شود و در خود و در شوق و محبت خود
 آنچه در علم مردم در آن عید که از آن نیز از آن خبری که بگوید در خود و در عاقبت با باب

از فقیر امداد الشرفی الشرفی

بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی عبدالحق صاحب سلمہ

بعد سلام مقنون و دعا ترقی و درجہات و درجہانی واضح و لائحہ فرست ہر صبح و روز
روپیہ نذر از آن عزیز رسید سرور نمود، اللہ تعالیٰ آن عزیز را باین عقیدت و اخلاص
سلامت دارد و بہر حال برضامندی خود و ذوق شوق دآرد آمین۔ عزیز من با سخاوت
اختلاف در برادران طریقت فقیر را رنج است مناسب کہ با ہم یکدیگر تحقیق باشند و
کدورت دلی را دور سازند و با یکدیگر شیر شکر مانند کہ موجب از دیاد معارف است
و اخلاص است۔ فقط۔ باقی حال این جا بزبانی محتاج معلوم خواهد شد مولوی
رحمت اللہ صاحب با عراز تمام از اسطبول واپس تشریف آوردند خوش خورم ہستند
اطلاعا بقلم آمدہ۔ ۱۲

مہر

محمد امداد الشرفی

لے عطا فرایہ حق و کر کے دارہ ملک ہے۔

شیخ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسم حج میں کھائی ہے اور مولانا محبت اللہ شریک مولوی کے سفر استنبول سے واپس
کہا کہ وہ ہے۔ ان شاء اللہ کہ رکھنی رہا۔ ذی قعدہ / ذی الحجہ ۱۲۸۵ء کا ہے۔ مولوی رحمت اللہ شریک مولوی
ایچے تیسرے سفر استنبول سے ذی قعدہ ۱۲۸۵ء میں واپس ہوئے تھے۔

از فقیر احمد دانشمند
بخدمت پادشاه
مستوفی و دعا و ترغیب و توبیخ و اصلاح و تعلیم و رحمت نام و معاف
مذکره انور اسبیه مسرور و شرف الله فی الامر و رایح خیریت
و بهر حال بر ماضی که خود در وقت شرف و حیثیت و اعیان و کرامت و شرف
در اوردن و خرافیت فقر را به دست غایت به نام دیگر متفق نبوده و کرد
و در نزد و یا یکدیگر شریف که مانند مردم از با و مروت و با و شرف
یا همان اینجا برای جمیع مردم خوانده و بهر جهت الله عز و جل باید اعظم
از انقبول و اسبیه شریف او و دند خوان مع بقدره و الله اعلم

از فقیر ابداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سرپا فیض و برکت عزیزم مولوی عبدالحق صاحب زادان الرفیع
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترت نامہ مورخہ پانزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری بذریعہ ڈاک مع پرچہ انجیل منجہا
مسترت ہوئی آپ کی یاد آوری کا ممنون ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو گزند و آسیب ظاہر و باطن سے
محفوظ رکھے کہ اپنی محبت و رضاء عنایت کرے اور آپ کی ذات و صفات کو خلافت کی اصلاح
دارین و فلاح کونین کا ذریعہ بنا دے۔ آپ کے دو قطعہ مسترت نامہ جات یکے پر فوقہ حضرت
رمضان شریف بذریعہ رجسٹری و دوم بمقدہم شوال بصحابت شیخ شفیع الدین صاحب ہوا
مع مبلغان تعدادی دو کدش روپیہ پیچھے۔ آپ کے خط اول رجسٹری شدہ کا جواب بذریعہ
ڈاک روانہ ہوا اللہ شیخ شفیع الدین صاحب کی معرفت کے خط کا جواب بھی مع رسیدات بہانہ
ان کے ہی ذریعہ سے بذریعہ ڈاک ارسال ہو چکا ہے۔ اور تیسرا خط بدست عزیزم باقی موقوف
کرامت اللہ صاحب دہلوی و حاجی محمد اسحاق صاحب سو و گروہی ترسیل خدمت ہے۔ آپ کے
خط کے مضامین دریافت ہونے سے افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ سب کی اصلاح فرما کر آپس میں
اتفاق و محبت بخشے۔ آپ نے جو میری صلاح و تھریس کے موافق تحریر جو بات درد و کدے
سکوت اختیار کی ہے و اخلاق و صدق سے تحقیق مسائل کا ارادہ کر لیا ہے میں آپ کے اس
نیک ارادہ و حسن نیت سے بہت راضی و خوش ہوں۔ اور آپ کی محبت و ارادت کا شکر گزار
مقی الموضع سوال و جواب سے بالکل کنارہ کرنا چاہیے اگر اتفاق سے صورت تحریر و تصدیق
پیش آوے تو اس کو نہایت لینت و نرمی سے بریت اصلاح و دفع مخالفت و رفع تنہا
جواب دینا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صدق و اخلاص کو ہمیشہ غلبہ ہے آئندہ آپ
انچل طرقت سے ظاہر و باطنی آپس میں صلح و موافقت و دفع مخالفت و مخالفت کا تہرہ
کوشش و نیت کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نیک نیتی کا نتیجہ نیک ہوگا اور طوطاوی

و غیرہ کی کیفیت مندر علی کے غلط سے معلوم ہوگی۔ آئندہ میرے حسن خاتمہ کی رہنمائی
 رہو اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دنیا سے ساتھ ایمان اور اپنی رضامندی کے ساتھ اپنے
 صدیقین و مقربین کے زمرہ میں داخل کرے۔ اپنے فرزند و عزیزوں و میرے دوستوں و
 خاندانیوں کو بشرط ملاقات سلام علیک فرمادیکھے۔ فقط

عزیزم حافظ عبد اللہ مرحوم نے شوال گزشتہ میں انتقال کیا۔ پہلے بھی اس
 کی اطلاع دی گئی ہے۔

از مکہ معظمہ ہجرت ۱۲۸۵ محرم ۱۳۰۴

لغافہ:

بعونہ تعالیٰ درکپ میرٹھ لال کرتی بازار کبوتھی حافظ عبد اللہ مرحوم خان بہادر

ملک ہندوستان

بخدمت سر ایا محبت و عنایت عزیزم مولوی عبد الباقی صاحب سدا اللہ تعالیٰ

از مکہ معظمہ

ہجرت ۱۲۸۵ محرم ۱۳۰۴

ما مشیہ : شہ مبارک میں ہجرت لکھا ہے مگر ہندوستان میں ہی ہے۔

هفتاد و نه سال که پیش از این در این دنیا بودم
 در خانه و در بیرون خانه و در هر جای که بودم
 در هر حال و در هر وقت که بودم
 در هر حال و در هر وقت که بودم
 در هر حال و در هر وقت که بودم
 در هر حال و در هر وقت که بودم

در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب

در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب
 در کتب و در کتب

جناب مولانا صاحب مخدم و محرم بندہ جناب مولوی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم وعلیٰ آئالتہم ورحمۃ اللہ علیہم

مضور کی جنرل فرج و مبارک یا افرامی کترین کی بیشتر سعادت و برکت کا واسطہ ہے
اللہ تعالیٰ ہمیشہ مضور کے فیوض و برکات سے مستفید و مستعد رکھے۔ مضور کے سب غلوں کے
نواب روانہ ہوئے ہیں اور پہلے غلط گئے نواب کی وجہ توقف کی عرض کرچکا ہوں اور اس کے
نواب بروقت روانہ ہوتے رہے ہیں۔ ایک قلمو عزیز معرفت جناب مولوی کریم الرحمن صاحب
ملوی مع دو قلمو استفادہ میلا و شریف و قیام وغیرہ و قلمو کریمت نامہ جناب مولانا صاحب
صاحب سکر اللہ تعالیٰ مٹھوں پر عزیز نہ کور ارسال خدمت مالی کیا ہے۔ جناب مولانا صاحب
صاحب نے بہ نسبت اثبات میلا و شریف وغیرہ ایک سال صاحب درخواست کے لکھا ہے۔
میں بندہ جناب مولوی صاحب ممدوح آپ کی نظر مبارک میں گزریں گے مضور اپنے اجنام
سے اس کے مضامین عربی وغیرہ کا ترجمہ و شرح و معاشیہ مصلحت جناب مولوی کریم الرحمن
صاحب فرمائیں۔ اور جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کی تقریظ کی نقل اس میں سے اگر
ضرورت سمجھیں کرالیں۔ اور آپ اس رسالہ پر اور اپنی انوار ماطہ پر بندہ دست بن کے
مطلوبہ مقلدین سے تقریظ متی الوسیع ضرور لکھوا لیں۔ آپ نے بعض طلبہ کے تقریظ لکھنے
مال لکھا بھی ہے لیکن اس میں صرف معدودے چند طلبہ کے نام تھے حتیٰ کہ مولانا قاری
بد الرحمن صاحب پانی پتی جن کی تقریظ کی بہت ضرورت ہے نام نہ تھا۔ حضرت تھیں مخدم
لم سدا اللہ تعالیٰ آپ کی محبت و ارادت کا تذکرہ اکثر فرماتے سہتے ہیں اور تذکرہ کے ساتھ
عاسے خیر و رحمت مقدس سے ہمیشہ مدد و برکت بخشے رہتے ہیں۔ اور حضرت سیدی دہلوی
ارشاد و ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر آپ مطابق ہدایت و ارشاد و مشورہ حضرت مخدم الملک
کے عمل کرتے رہیں گے تو ہمیشہ ان شاء اللہ تعالیٰ منصور و غالب رہیں گے۔ کترین نے جناب
مولوی کریم الرحمن صاحب سے و جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی سے عرض کیا

جناب مولانا صاحب مخدوم و محرم بندہ جناب مولوی عبدالحق صاحب و امت فیوضکم
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضور کی تبرک تحریر و مبارک یاد فرمائی کترین کی ہمیشہ سعادت و برکت کا باعث ہے
اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضور کے فیوض و برکات سے مستفید و مستعد رکھے حضور کے سب خطوں کے
جواب روانہ ہوئے ہیں اور پہلے خط کے جواب کی وجہ توقف کی عرض کر چکا ہوں اور سب کے
جواب بروقت روانہ ہوتے رہے ہیں۔ ایک نقطہ عرضینہ معرفت جناب مولوی کرامت اللہ صاحب
و مولوی مع دو قطب استغفار میلاد شریف و قیام وغیرہ و قطع کرامت نامہ جناب مولانا رحمت اللہ
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ملطوف بہ عریضہ مذکور ارسال خدمت عالی کیا ہے جناب مولانا عبدالحق
صاحب نے بہ نسبت اثبات میلاد شریف وغیرہ ایک رسالہ حسب درخواست کے لکھا ہے وہ
بھی بذریعہ جناب مولوی صاحب مخدوم و محرم آپ کی نظر مبارک میں گزریں گے حضور اپنے اہتمام
سے اس کے مضامین عربی وغیرہ کا ترجمہ و شرح و ماسیہ بمصلحت جناب مولوی کرامت اللہ
صاحب فرماویں۔ اور جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کی تقریظ کی نقل اس میں سے اگر
ضرورت سمجھیں کرالیں۔ اور آپ اس رسالہ پر اور اپنی انوار ساطعہ پر ہندوستان کے
کل علمائے مقلدین سے تقریظ متنی الوسخ ضرور لکھوا لیں۔ آپ نے بعض علماء کے تقریظ لکھنے
کا حال لکھا بھی ہے لیکن اس میں صرف محدود سے چند علماء کے نام تھے حتیٰ کہ مولانا قاری
عبد الرحمن صاحب پانی پتی جن کی تقریظ کی بہت ضرورت ہے نام نہ تھا۔ حضرت اقدس مخدوم
عالم سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت و ارادت کا تذکرہ اکثر فرماتے رہتے ہیں اور تذکرہ کے ساتھ
وفا سے غیر و ہمت مقدس سے ہمیشہ مدد و برکت بخشے رہتے ہیں۔ اور حضرت سیدی و مولائی
یہ ارشاد و ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر آپ مطابق ہدایت و ارشاد و مشورہ حضرت مخدوم الملک
کے عمل کرتے رہیں گے تو ہمیشہ ان شاء اللہ تعالیٰ منصور و غالب رہیں گے۔ کترین نے جناب
مولوی کرامت اللہ صاحب سے و جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی سے یہ عرض کیا

ہے کہ آپ لوگوں سے جہاں تک ممکن ہو اس بات کی کوشش کریں کہ جناب حضرت مولانا
 رشید احمد مکتبہ جناب مولانا عبدالحق صاحب کے رسالہ پر صرف اس قدر بطور تقریباً تحسین
 فرمادیں کہ اگر مجلس میلاد شریف منکرات سے خالی ہو جیسا کہ معصفت رسالہ لکھانے لکھا ہے تو
 میرے نزدیک بھی وہ مستحسن و مندوب ہے۔ مگر میں قیام میں بلا قیود کے اُن کی رائے سے
 متفق نہیں ہوں۔ بس اتنی تحریر سے بالکل اختلاف و فساد جائے رہیں گے اور حضرت
 اقدس سے اور جناب مولانا صاحب ممدوح سے ان مسائل میں اختلاف ہوا جو مشہور ہے
 وہ بھی جاتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اس مشورہ کو بہت پسند فرمایا۔ آئندہ تقدیر و مرنی
 مولوی و برہہ اولیٰ۔ آج کل طوطاوی یہاں صرف دو ایک نسخے ہیں اس لیے قیمت دوپہ
 ہو گئی ہے یعنی پندرہ ریال قیمت ہے اور شاید تیس روپیہ کو جناب مولوی کر امت جناب
 بھی خرید کرے گئے ہیں اس کی قیمت تیس روپیہ اعلیٰ حضرت نے میرے پاس امانت کر دی
 تھی میں منتظر تھے نسخوں کے آنے کا ہوں، بعض نے وعدہ بھی کیا ہے۔ اگر حسب خواہ کوئی
 نسخہ مل گیا فہما۔ ورنہ اس باب میں جیسا ارشاد ہو تعمیل کروں۔ پہلے قیمت سات آٹھ ریال
 تھی یہ معلوم ہوا کہ انوار ساطعہ مکتبہ چھپا یا گیا ہوا۔ جب چھپ جائے تو دو تین نسخے بچے
 بھی عنایت فرمایا جائے۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سیدی و مولائی دامن ظہم کی مبارک
 تعینفات کو میرٹھ میں ایک جامعہ عربیہ کے چھاپا ہے احقر کو اس کی بڑی آرزو و تمنا ہے
 اگر مل سکے تو عنایت کیا جائے۔ زیادہ حد ادب و تسلیم و امیدوار دعا و جواب فقط
 عریضہ کترین منور علیٰ عینی الشریعہ

از مکہ معظمہ ہجرت ۱۳۸۵ محرم ۱۳۸۵ ہجری

لکھنا مشیہ: نقول میں مجید ہم اور ہند سولہ میں ۱۰۰ میں لکھا گیا ہے۔

[illegible]

از فقیر امداد اللہ عنی اللہ عنہ

بخدمت سرایا اخلاص و محبت عزیزم حاجی مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوازدہم صفر ۱۳۵۷ء کو مرحومہ مغفورہ گھر میں کا انتقال ہو گیا۔ انا بشر وانا الیس
زاجون۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرما کر اس کا نعم البدل عنایت فرماوے
مرحومہ کے متعلقین کو سخت صدمہ ہے۔ مرضی مولیٰ برہمہ اولیٰ۔ جتنی مصیبتیں میں اس
کی حقیقت و معنی نصیبتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ عم نوالہ فانی مصائب کے بدلے باقی آخر دی
نعمتیں اپنی رحمت و شفقت سے بندہ کو عنایت فرماتا ہے۔

نسخہ طوطاوی کا کل چار جلدوں میں مجلد خرید ہو کر بھیجی جاتی ہے۔ حتیٰ الوسع غلطی دیکھ
لی گئی ہے آئندہ آپ ہمیشہ اپنی خیر و عنایت (سے) مطلع فرماتے رہیں۔ ایک قطرہ خط
جناب مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا بنام مولوی عبد الحکیم صاحب
جاتا ہے آپ یہ خط اُن کے پاس پہنچا کر میرا سلام اور یہ پیغام فرمادیں کہ جناب فی بی صاحبہ
ممدوحہ کو بار امانت سے بلکا کر دیں اور اُن کی حالت پر بغور خیال فرمادیں ہم لوگ تمام
مسلمان ہنسہ اُن کے بزرگوار کے احسانوں و کرم (کذا) کے ممنون و مرہون ہیں اور
حالات منور علی کے خط سے روشن ہوں گے اور جناب مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
محدث دہلوی کی بڑی صاحبزادی کی نسبت بھی مولوی صاحب ممدوحہ سے سعی فرمادہ اور
بھی زیادہ تکلیف و تنگی میں ہیں۔

فقط دوازدہم صفر ۱۳۵۷ء از مکہ معظمہ

از فقیر امداد الشریعی الشریعہ

بخدمت سر پائیر و برکت عزیزم مولوی عبدالحق صاحب زاد الشریعہ فاضلہ و مجتہد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل اس کے چار قطعہ خطوط آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے ہیں ایک قطعہ بدست حاجی مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی اور دو قطعہ بدست یحییٰ ذاک۔ ایک قبل روانگی مولوی صاحب موصوف و دوم بعد جانے مولوی صاحب کے۔ اور ایک قطعہ بدست حاجی محمد شفیع الدین صاحب سوگڑ میرٹھ، اس سے سب حالات معلوم ہوئے ہوں گے۔ انتظار جواب ہے۔ بالفعل ضعف و نقاہت بہت ہے اور ہمیشہ ترقی پر ہے، اب صبح و شام معلوم ہوتا ہے میرے حسن خاتمہ کی دعا کیجئے۔ اب حرم کھلم میں بھی جانا صحت بہتر ہو رہا ہے ورنہ جانا موقوف ہو گیا۔ عزیزم حافظ احمد حسین صاحب کنگرا بفضلہ ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ برندہ رقیبہ و مولوی محمد عبدالرحمن صاحب نازی کی بہت صلاح و نیک متدین شخص میں کچھ استیاء تجارت کی لیے جاتے ہیں، اگر آپ کی سنی و سفارش سے کچھ ان کی چیزوں کا بک جانا ممکن ہو تو آپ ان کے واسطے سعی فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مسلمان برادر یعنی صاحب کے ساتھ سعی کرنے کا اجر عظیم دے گا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا خاتمہ بالخير با ایمان کرے اور اپنے مقربین صدیقین کے زمرہ میں داخل فرمادے، زیادہ سلام و دعا۔ فقط

۲۵ ربیع الاول ۱۳۰۳ ہجری قمری

از کرمہ معظمہ

بر ماسخ

ایک ضروری اطلاع یہ ہے کہ عزیزم مولوی عزیز الرحمن صاحب مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ جو علاوہ عالم و صالح جوان سمجھے گئے صاحب تاثیر و نسبت میرے خاص عزیزان سے ہیں میں ان کو آپ سے ملانا ہوں۔ آپ ضرور ان سے ملتے رہیں اب کی دفعہ

سال بھر میرے پاس تشریف رکھا اور جب یہاں سے گئے تو آپ کی وفات کو گئے لیکن آپ نے ان کو نہیں پہچانا اور نہ انھوں نے کچھ اپنا اظہار کیا۔ آپس میں ملنے جلنے سے ترقی بہت و باعث ذوال اختلاف ہوتا ہے اور آپ رسالہ مولود شریف مؤلف جناب مولوی عبدالحق صاحب مولوی عزیز الرحمن صاحب کو دیکھنے کے واسطے دیں عجب نہیں ہے کہ وہی لوگ بھی اس پر دستخط کر دیں کہ باعث رفع اختلاف ہو۔

مرقوم ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

مکذوبہ ہے کہ بعد تحریر اس خط کے دو خط اور روانہ ہوئے ہیں ایک بذریعہ خط عزیزم حاجی مولوی کریمت اللہ صاحب دہلوی دوسرا بذریعہ خط عزیزم مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی مدرس مدرسہ عربیہ شہر میرٹھ۔ بہت دنوں سے آپ کے خط نہ آئے۔ بات معلوم نہ ہوئے، تعلق و انتظار ہے۔ اپنے قافلہ و جماعت و برادران طریقت سے اسباب مخالفت و مجاہدہ کے دور دفع کی کوشش و اسباب مصالحت و موافقت کے پیدا کرنے کی تدبیر میں ہمیشہ جنت و نیت مصروف رکھنی چاہیے اور کوئی نئی تحریر اعتراضات و الزامات حسب وعدہ اشارۃ و کنایہ کسی طور سے نہ لکھی جانی چاہیے زیادہ سلام و دعا۔

المرقوم ۲۸ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ ہجری ۱۲۵۴ھ

محلہ حاذیۃ الباب

مکذوبہ ہے :

اور آپ نے بہ نسبت رسالہ مولوی عبدالحق صاحب کوئی رائے تحریر نہ فرمائی نہ معلوم آپ کو پسند آیا یا کیا بات ہے ضرور لکھنا چاہیے۔

از کترین غلامان حضرت قطب زماں، منور علی عفی اللہ عنہ

بعد تسلیم مسنون کے عرض ہے کہ مضمون نامہ والا حضرت سے روشن راستے مال ہوگا
امید کہ پہلے چار پانچ قطعہ عرائض کے ارسال خدمت سامی ہوئے ہیں اس کی رسید سے
سرفراز فرمایا جائے اور جناب مولوی محمد عبدالرحمن صاحب غازی کئی یہاں کے صالحین میں
سے منتخب بزرگ میں اطلاعاً عرض کیا ہے۔ نئی خبر یہ ہے کہ جناب مولوی محمود حسن صاحب
ویوبندی و مافظ احمد صاحب صاحبزادہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے حضور
میں اپنے اپنے عرائض بھیجے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑی آرزو ہے کہ سال دو سال خدمت میں
حاضر رہ کر استفادہ و استفادہ کریں۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں اپنا عمر و عہد
ضعف و نقابست و عدم صلاحیت تعلیم لکھ بھیجا ہے۔ ہر چند کمترین نے عرض کیا کہ ان
بزرگوں کی تشریف آوری میں بہت سے ظاہری فائدے ہیں لیکن یہی ارشاد ہوا کہ کسی
کو امیدوار کر کے بلانا مناسب نہیں جس حالت میں مجھے کسی شے کا کچھ اختیار نہ ہو۔
ان کو اختیار ہے کہ اگر تمنا و شوق ملاقات ہو آویں حج کی نیت کر کے آویں۔

Handwritten text in Persian script, likely a manuscript or letter. The text is written in a cursive style and is arranged in several columns. The rightmost column contains a date: "روز شنبه ۱۳۰۲". The text appears to be a formal document or a letter, possibly related to a legal or administrative matter. The handwriting is dense and fills most of the page.

از فقیر ادا اللہ تعالیٰ عنہ

بخدمت سرایا خیر و برکت عزیزم مولوی عبدالحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مکرم تحریر کی یہ وجہ ہے کہ فقیر کو مبلغ دو سو ساٹھ روپے حاجی محمد رفیع صاحب ساکن
بڑا کوہستان غزور ہے لیکن یہاں سے اس وقت بھیج دینے کا کوئی عمدہ طریق و سبیل
نہیں ہے۔ نہ یہاں سے مٹا کر ڈروہندوی وغیرہ جاسکتی ہے نہ اور کوئی سبیل ہے اس
لئے فقیر کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس وقت دو سو روپے ان کو معرفت مولوی حاجی عبداللہ
صاحب منصف بڑاٹھانوی کی معرفت کسی سبیل سے بھیج دیں تو ہم اس کو یہاں سے آپ کے
پاس کسی حجاج کی معرفت بھیج دیں گے۔ اور سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اکثر حجاج یہاں
روپے اپنے ساتھ لاتے ہیں کہ وہ سو روپیہ آپ کسی حجاج سے لے کر حاجی محمد رفیع صاحب
کے پاس معرفت منصف صاحب بھیج دیں اور ہم کو اس کی اطلاع دیں کہ فقیر وہ روپیہ
ان حاجی صاحب کے حوالے کر دے اور چونکہ یہ روپیہ فقیر پر تو حین واجب ہے اس لیے
اس کی بہت تشویش ہے اور جلد ادا ہونا اس کا چاہتا ہے آپ اس میں ایسی کوشش فرمادیں
کہ جلد وہ روپیہ ان کے پاس پہنچ جائے اور جب اس کا بندہ و بست ہو جائے یا جو صورت ہو
فقیر کو بہت جلد اس سے اطلاع دیجیے۔ کہ بصورت نہ ہونے کوئی صورت وہاں کی اور
کوئی تدبیر اس کے ادا کی کی جائے اور حاجی محمد رفیع صاحب نے لکھا ہے کہ اس طریقہ سے
ان کے پاس روپیہ بھیج دیجیے جائیں قصبہ بڑاٹھانوی مظفر خان مسجد کلاں بندہ یہی۔

اس کی پیشانی پر غالباً حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے :
کلاں میں سید غفور سے ڈاک میں پہنچا۔ ۵ مارچ ۱۳۱۷ء۔ لیکن یہ رقم کیا ہوا

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ء کا ہے

حافظ عبداللہ صاحب اور ایک خط بنام جناب مولوی عبداللہ صاحب جاتا ہے کہ ان کے جواب نے کہ جلد روانہ فرمادیں۔

سب عزیزوں کو دعا و سلام۔

فقط

محمد امد اللہ خاں رقی

۱۴۷۹

مہر

مکڑ یہ ہے کہ آپس میں موافقت و مصالحت کی کوشش و تدبیر کرنی چاہیے و حتی الوسع اسباب اختلاف و نا اتفاقی دور و دفع کرنا چاہیے عزیزم حاجی مولوی عزیز صاحب جو عالم، متقی و جوان صالح ہونے کے سوا صاحب تاثیر و کیفیت فقیر کے عزیز خاص میں سے ہیں اور میرٹھ کے مدرسہ عربیہ کے مدرس دوم ہیں۔ چونکہ آپ بھی میرٹھ عزیز خاص و رفیق خاص ہیں اس لیے فقیر اُن کو آپ سے ملاتا ہے۔ آپ آپس میں آمد و رفت و میل جول رکھیں وہ جب یہاں سے گئے تھے تو آپ کی ملاقات کو بھی گئے تھے لیکن آپ نے اُن کو نہیں پہچانا نہ انھوں نے اپنا اظہار کیا۔ وہ ایک سال اس دفعہ بھی یہاں سے رہ کر گئے ہیں اور کچھ دنوں پہلے بھی یہاں رہے ہیں۔ زیادہ و السلام اپنے فرزند کو دعا کر دیں۔

فقط

اور سب اعزاء احباب کی خدمت میں سلام و دعا فقط اور رسالہ میلاد شریف مولفہ جناب مولوی عبدالحق صاحب مولوی عزیز الرحمن صاحب کو دیکھنے کے واسطے دیں۔

از مکہ معظمہ محلہ ماریۃ الباب

فقط

۲۲ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ

[illegible]

لکھ رہا ہے کہ آپ جس وقت وفات پائی کہ کوشش و سرکاری چاہے دفعہ اولیٰ ہمارے
 وقتوں میں اتفاقاً دور دور سے کرنا چاہیے اور ہم مایوس ہو کر اس میں غلبہ ہو جائے
 وہاں حال ہی میں کہ وہ ایک غیر باخیزت نظر تھے جو ان مایوس مہم میں کامیاب ہو کر نہ رہے
 ہمارے کام میں جو کہ آپ ہی میں ہر خاص و عام میں ایک ہی نظر اور کو آپ کے ہاں
 آپ جس میں اور رفت و صل حال میں وہ جس کے لئے کہ وہ آپ کی خدمت کو ہی گئے تھے
 آپ نے وہ کہیں سمجھا نہ کہ اس میں کیا کیا وہ کہیں کہ اس میں کیا کیا کہیں
 اور کہ وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں
 اور یہ کہ وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں
 اور یہ کہ وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں

اور کہ یہ کہ وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں وہ کہیں ہی میں

۳۳ جلدی اور ہی ۳۳ جلدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولنا الکریم

از طرف فقیر امداد الشرفی عنہ

بخدمت بابرکت جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب سلمہ الشرفی

بعد وعلیکم السلام ورحمتہ الشرفی

آپ کا نام مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۵۷ھ مع ایک پرچہ مطبوعہ محبوب المطابع شہرہ لہ جو فقیر کے خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہاتھ پہنچا۔ اس کی اصلی کیفیت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے بیاعت صفت بھرا اپنے ہاتھ سے تحریر موقوف ہے دوسروں کو مضمون بتا دیتا ہوں اس خط میں یا کاتب صاحب سے بمقتضا سے بشریت سمجھا ہے کہ **لَا يَزِيدُ الْيَكْبَرُ مِنَ الْخَطَا، وَالْاِنْسِيَانُ يَأْخُضُ بِمَجْتِ وَبَرِيَّتْ خَيْرُ نَوَاسِي** اپنی تحقیق کے موافق لکھا ہے۔ سورقن کسی سے جائز نہیں۔ **وَلَنْ يَبْعَثَ الْاَلْفَنَ اَشْتَمُ** خصوصاً کاتب صاحب سے کہ ایک متوہم عالم ہیں اور یہ تحریر جس کی بعض جا تصریح ذیل میں ہے فقیر کے قول و عمل کے موافق نہیں ہے۔ فقیر کو علم کی باہمی نزاع میں مداخلت سے کیا علاقہ یہاں فقیر کا یہ ملک ضرور ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا بلکہ اس سے تنفر قلبی رکھتا ہے۔ اور اس میں غرور اوقات کو حیاقت بلکہ خسران و خذلان کا موجب سمجھتا ہے، جہاں تک ممکن ہو جہاں کو محبوب سمجھتا ہے بشرطیکہ سوا او اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلح بین المؤمنین کا بدل خواہاں ہے اور اپنے احباب کو بھی فقیر کی یہی وصیت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہیں اور مسائل مختلفہ فیما بین سوا او اعظم کی اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے مخالف ہو کیونکہ سوا او اعظم علماء و مشائخ کا خلاف تنزیل مرتبہ ایمانیہ کا موجب و انحطاط کمالات کا مظہر ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ فقیر کو اپنی تکفیر کا غم نہیں بلکہ اپنے نفس کی شرابیوں کا خوب ہر ہے اگر فقیر کی تکفیر کا فتویٰ لکھا جائے تو فقیر اپنے تئیں اکثر لکھ دیو سے کا علاوہ ازیں **اَللّٰهُ تَعَالٰی** کے نزدیک معاذ اللہ کافر ہوں تو تمام کا مومن کہنا مجھے مفید نہیں۔ اس خط

میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں :

جواب اول میں امکان و وقوع کا فرق بتا دیا گیا ہے۔ فقیر کو اس سے اتنا ملے ہو اور کذب کا نقص میں ہونا متفق علیہ ہے، پھر ذات مقدسہ باری تعالیٰ کی اور نقص کا استناد کس طرح جائز ہو سکتا ہے، گو برسیل امکان ہی یہی۔

جواب ثانی میں آیہ انما اتنا بشر مثکم ان کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سمجھتا۔ یہی اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں، حضرت آدم علی نبیینہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہیں انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بڑا جانی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کھڑے گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب نذران ہے۔ فقیر کے اعتقاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اور ہر مٹا ہوا کائنات۔ مصرع : بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا معینیت کدنی معمولہ علمائے ثقات و صلحاء و مشائخ کرام بارہ اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا حامل ہے۔ مگر اگر فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث مناسبت و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔

جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کی توہین شرم بھر جائز نہیں اور ان کا اتفاق کسی مسئلہ شرعی میں حجت سمجھتا ہوں جیسے کہ بزرگان سلف لکھتے آئے ہیں۔

جواب خامس : فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب و صوفی الشرب ہونے کا مدعی ہے اگرچہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہے اور اس بات کو چننا نہیں جانتا ہے کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر کسی ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لافذ ہی پائی جاوے اور عوام ضلالت میں پڑیں۔

(آئندہ نزاعی تحریرات میں فقیر سے استفسار نہ کیا جاوے ورنہ جواب ہے

والسلام

غیر قاصر ہے گا۔

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ بَعْدِي بِبَيْتِكَ الْمُصَوِّفَ وَرَسُولِكَ الْمُتَّقِي طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنْ كُلِّ
نَجَسٍ يَا عَدْنًا مِنْ مُشَاهِدَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَامْنًا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوْقِ
أَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَصَلِّ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَعَلِّمْهُمْ خُبْرَهُمْ وَمَا لَمْ يَنْصِبْهُمَا الْحَمْدُ يَنْعَزِلُ الْعَالَمِينَ فَقَطِّعْ

محمد ابرار الشرف قادری

۱۲۷۹ھ

[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رحمہ اللہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از ابعاد اثر محققان

نقدات عزیزم پیر جی مولوی تحلیل احمد صاحب انٹیپوئی و عزیزم مولوی محمود حسن صاحب

وہو بہ می علیہ اللہ تعالیٰ

تمام بلوچستان ملک ہند سے مشائیکال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بہار و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہار و لیور و غیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و مسرت بخش تھیں۔ اتنے میں کہ میں کو سن کر فقر کی طبیعت نہایت غول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی ہے۔

میں نے قاطعہ و دیگر (ایسی ہی) تحریرات ہیں۔ یہ آتشِ فتنہ انوارِ ماحول کی ترویج سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ فقیر نے صرف اس کے دو مسکوں پر یعنی مجلسِ میلادِ شریف و فاتحہ پیرِ اتفاق رائے ظاہر کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی مقبولیت

یہاں آپ اُن کے ہم فقرہ کل تشوید کے ایسا درجے ہوئے کہ معاذ اللہ اس کا کتبہ بھی تعالیٰ ملک کے قائل ہو گئے اور یہ وہ ایسی عالمگیر موعیٰ کہ سب قصبے مولود و شریعت

و غیرہ کے دُکھ گئے اور اس مسئلہ کا چارہ شہرہ برقیہ میں حنفی کو حرمین شریفین —
 بَدھَا اللہ تشریفاً و تکریماً املاکِ غیر میں بھی چھیل گیا اور آپ کی تحریر کی بدولت علامہ
 برائشمت کے ساتھ محفلِ جمع نے لگی۔ آپ مساجد کو الٹ ڈالنا، ردِ ولایت، غرضِ فتنہ سے

مشرق و مغرب کی ہے بلکہ جیسے کو کچھ نصیحت و وصیت کرنی حکومتِ اقصیٰ کی مومن کی مشق ہے۔ لیکن بجاوش و خوش قسمت و یقیناً ہے جذبِ کمال، جتنی اپنی ناقص عقل کے موافق نظر آئے۔

عزیزم! ایسا مسئلہ جس سے عوام کا فہم اُس کی تطبیہم سے قاصر ہو یا کوئی نقصان و فتنہ کا ثبوت ہو یا یہ نسبت فائدہ کے ضرر نہ زیادہ متصور ہو، اس کو شائع کرنا خلاف مصلحت ہے۔
 و منوع شرعی۔ جب خود شارع صلی اللہ علیہ وسلم صاحب السیف و صاحب السلطان نے
 غلات بنائے ابراہیمی علیہ السلام کے کفار کے بنائے ہوئے قبلہ کی مصلحت وقت کے
 باعث اصلاح نہیں فرمائی، بخوف فتنہ کعبۃ النبی اسی اسلام کی بنیاد کو اپنی حالت نامتسا
 پر چھوڑ دیا، تو ہم ایسے ضعیف و بے حقیقت کو یہ امر خلاف مصلحت کرنا کب سزاوار ہے؟
 مہذویت ہر عمل کی عند اللہ و عند الناس صدق و اخلاص سے ہے، علامت اخلاص تحریر
 تحقیق مسائل میں (یہ ہے کہ) حسنِ خلق و لینت سے بغرض استفادہ خلق ہو، کسی کا
 راکت کرنا یا نقصان و عجز ظاہر کرنا (یا اپنے) فضل و برتری کا اظہار نہ ہو، نہ اپنے کلام کی
 تائید کے لیے ہو، نہ مجادلہ و مزمار ہو (جب کسی کی رائے کسی محبت و دلائل کی وہ
 ہے اُس کی تحقیق کے غلات ہو تو اس سے ضد و بغض و عناد نہ ہو اور اس کی نسبت
 جان تو بین و تحقیق کے مستحق ہوں۔

عزیزم! یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ تو اپنے کو برسرِ صواب و
 حق و ہدایت کے سمجھے اور دنیا کے علماء و مصلیٰ کو مجبور و سوا و اعظم کو غلط و ناحق و ضلالت پر
 جانے۔ کیا انسان سے غلط و غلطی نہیں ہوتی؟ تو یہ انصاف کی بات ہے کہ جو کچھ زبان و
 قلم سے نکل جائے اُس کی تائید میں عمر بھر اپنی ہمت مصروف کر دی جائے؟ دیانت و
 مخالفت و عند اللہ و عند الناس بڑی قدر و بڑی کمال کی یہ بات ہے کہ جب اپنے قول کی
 غلطی کا برہنہ ہو جائے تو اُس سے رجوع کیا جائے۔

عزیزم! کیا کسی عالم کو یہ حق ہے کہ دوسرے علماء کو اپنے اتباع رائے کے واسطے
 پابند و مجبور کرے؟ پھر بار بار ایک مسئلہ کو لکھنا کس مصلحت سے ہے؟ اس نفسِ مرتکب کے
 غلات (الاشیاء الخاف) اپنے عالم بھائیوں کی بات کا فنی، تردید کرنی (آپ جیسے)
 متعسلا عالم کو کب لائق ہے۔ ویسا ہی اپنی تحریر و تقریر کو مجادلہ بنا کر اور . . . اس
 لکھنے کا حاضر قیوم بقولہم اللہ تعالیٰ (لَا تُدْعَوْنَ إِلَىٰ جِدَّتِی) کربنا کب زیبا ہے؟

آپ صاحبوں کی مالی شان یہ ہے کہ اس حدیث شریف پر عمل ہو (مَنْ تَرَكَ الْمَرْءَ وَهُوَ
 يَحْتَقِبُ لِنَفْسِهِ نَيْتٌ فِي أَخَى الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمَرْءَ وَهُوَ يَحْتَقِبُ لِنَفْسِهِ نَيْتٌ فِي رَيْضِ الْجَنَّةِ)
 عزیزم بہت بڑا شرک اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام مقدس میں اپنی خواہش نفس کو شریک
 کرنا ہے اور اپنے نفس کے مطابق احکام شریعت کی تاویل کرنا۔ نفس کو شریعت کے
 تسلیم و منقوع کرنا سچا اسلام ہے و اطاعت احکام الہی میں نفس کو فنا کرنا مالی مقام ہے۔
 آپ علامہ چراغ ہدایت ہو کہ سب لوگ آپ صاحبوں سے نور حاصل کریں بشرطیکہ وہ
 نفسانیت سے اُس میں خلعت کو راہ نہ ہو۔

عزیزم جاے غور ہے کہ جب ایک عالم معتد علیہ و مقتدا ہے وقت ہو اور وطن اللہ
 اُس کی ہدایت و فیوض ظاہر و باطن سے مستفیض اور ہزاروں فائدوں سے مستفید ہوتے ہیں
 پس ایسے عالم ہادی زمان کو ایک ایسے مسئلہ غیر ضروری کا اظہار و اشاعت جس کے فہم کا محرم
 متحمل نہ ہو سکے اور اس کے باعث خلق میں انتشار پیدا ہو کہ مخالف و بظن و بحدیث
 ہو جائیں اور اس کے فیوض و فوائد عظیمہ و برکات ظاہر و باطن سے محروم ہو جائیں تو
 کتنے بڑے نقصان و ضرر عظیم کا باعث ہے اور مصلحت و وقت کے خلاف ہے۔ جب
 حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مقرب صحابی کے قرآن شریف کے تطویل قرأت کو
 باعث انتشار جماعت سمجھ کر یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم زبراً ہو (أَشْتَانُ أَشْتِ
 يَامُخَاذُ) تو انتشار (کس مصلحت سے ہے۔ اور جب فقیہ کے پاس بھی شکایتیں
 مابجا سے پہنچیں تو فقیہ نے اس سو وطن کے (دور کرنے) کو ایک مضمون مطابق عقیدہ
 اہل سنت و جماعت کے جس کو اس شعر مشنوی شریف کی شرح سمجھنی چاہیے (شعر)
 کفر ہم نسبت بمخالق حکمت است گر بمانسبت کنی کفر آفت است
 اپنے عزیز سلمہ کو لکھنے کو ہتھ لایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ذات باری تعالیٰ کی طرف
 استناد و کذب من حیث خالقیت کے ہو سکتا ہے بغضواہی (القدر بخیر و شر من
 اللہ تعالیٰ) ومن حیث فاعلیت نہیں ہو سکتا۔ خالقیت و فاعلیت میں فرق بین ہے
 کیونکہ ذات باری تعالیٰ مستمع کلمات ہے وہاں نقائص کا امکان و وقوع دونوں ممکن

ہیں و خلاف عقائد اہل سنت و جماعت۔ اب عزیز نے تقریر مذکور کو فقیر کے مسلک کے خلاف اپنے طور پر لکھ کر باوجود فقیر کی ممانعت کے طبع کر اکر مشہر کرایا، اس توجہ افتخار سے یہ ماحصل ہوا کہ فقیر کو بھی اپنی نیک نامی میں شریک کرنا چاہا۔

عزیزم، اس مسئلہ خلاف عقائد علما سے جمہور کو یاد بار لکھ کر یہاں تک بدنام کر دیا کہ جن عہد کا نام بڑے ادب و عزت سے لیا جاتا تھا اور ہر قول و عمل مستند عالم تہاران کی اختیار نے تحفہ نیک کی نوبت پہنچائی۔ اللہ وانا الیہ راجعون اور ان وجوہ سے اب لوگ (علما) دیوبند وغیرہ کے بھی مخالف و دشمن بن گئے اور اس کی قربانی کا منصوبہ دہیر کرنے لگے۔ ان (۔۔۔۔) بہت سی بدظنیاں پھیل گئی ہیں کہ ان میں سے ایک

کا ذکر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں کچھ روپے حیدر آباد کی جانب سے مستحقین کو تقسیم ہونے عزیزم مولوی رفیع الدین صاحب مسئلہ کو باوجود سفارش ثقات اور رش کرنے اس وہم کے نہیں دیا گیا کہ مدرسہ دیوبند کے مستم نگر وہ وہاں سے ہیں۔ ان بدظنیوں سے مدرسہ کی بھی خیر نہیں معلوم ہوتی۔ وہ مدرسہ کہ جس غلو ص سے قائم کیا گیا تھا اور کیا نام و عزت حاصل کر چکا تھا اور کیسا معتد علیہ و منبع خلافت ہو گیا تھا اب وہ بھی چراغ سحری ما معلوم ہوتا ہے۔ بڑی عبرت و حسرت کا مقام ہے اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔

فقیر نے استدعا ہی میں منع کیا تھا کہ نزاغی تحریرات میں خود سے سے کنارہ کیا جاوے اور وہابی و غیر مقلد کے دستخط و ہر کیے ہوئے فتوے پر دستخط و مہر نہ کی جاوے۔ اس پر نقض نے اعتراض کیے کہ اثبات حق کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ مصلحت اثبات حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ کینہ احمد، بغض اعداوت، غیبت، کلام، مراء، انسانیات، تعصب، تاسید کلام، اختلاف باہمی، انتشار، طمع خلق و نحوہ، قطع اخوت و اہتمام خلق و بدظنی، سامان زوال مدارس۔ جو اکثر ان میں سے گناہ کبیرہ ہیں۔ یہ کچھ ہندوستان میں سیکڑوں مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ، مخالف دین و بیخ کن اسلام ظہور ہوتے جاتے ہیں اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر لگاتار کرتے جاتے ہیں کہ اس سے ہزاروں مسلمان کوئی شبہ و شک میں کوئی متہدہ

و متوجہ کوئی مرتد تک ہوتے جاتے ہیں (پس ایسے) وقت میں آپ غلام پر فرما رہے کہ
 آپس کے جگڑاؤں سے کنارہ کر کے سب متفق ہو کر اُن کے (شکوہ) و شبہات کو دینِ اسلام
 پر سے اٹھا کر خلق کو اطمینان و تسخنی دیتے رہیں۔ دیکھو ابھی مذہبِ آریہ والوں نے
 ایک رسالہ مسیحی تکذیب براہین احمدیہ کیسی توہین و تحقیر اسلام کے ساتھ صحابہ
 کو تمام دنیا میں مشہر کیا ہے پس ایسے وقت میں آپس کے مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی
 چاہیے اور قرآن شریف کی خوبیاں و فضائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد
 و مکرم اخلاق و محاسن اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے
 مشہر کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد اوصاف و
 مکرم اخلاق کو مشہر و اشاعت کرنے کے لیے ہر مقام میں ایسے مضامین میں مجلس
 مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و وسیلہ ہے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ
 یہ فقیر کی اخیر تحریر ہوگی۔ تمہارے حسن خلق کے اعتماد پر یہ جرأت ہوئی ہے (اگر) کوئی
 خطا ہوئی ہو تو معاف فرماؤ۔ اَللّٰهُمَّ اَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَ اَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَ اَهْدِنَا
 سُبُلَ السَّلَامِ وَ نَجِّنَا مِنَ الظَّالِمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِہٖ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ اٰجَمَہٖ وَسَلَّمَ۔ وَ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ۔ فقط

از مکہ معظمہ

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ

مہر

محمد امداد اللہ

فاروقی ۱۳۰۹

[illegible]

غایت میں ہر کتا خالصیت و مخلصیت میں فرق نہیں ہے کہ کدورت باہر تھالی
 صبح نکالت ہے وہ دن نقائص کا کھان مروجہ روزانہ مستحق ہیں و خلاف عقائد ان سنت
 و عادت اب ہر زمانہ نظریہ ہو کہ کوئی فکر کے مسئلہ کے خلاف اپنی صورت پر لنگر لگا کر اور جو نظریہ کی
 مخالفت کے لیے کہ اگر مشتبہ ہو گیا کہ اس طرح انھوں نے حالہ بعضی قابل کے یہ حاصل کیا کہ اگر کوئی
 اپنی ایک نئی میں حرکت کرنا چاہے۔ (ہر ایک اس مسئلہ خلاف عقائد علماء و فقیہوں کو بار بار گفتار
 ہوا کہ اگر ہر ایک میں دیکھا کہ نام اس کی ادب و عزت کے لیے کیا جاتا تھا اور ہر فردی و ملی مسئلہ حاکم
 متفقہ نگینہ کی نسبت بنیادی (نام اللہ و ناما اللہ را چون۔ اور ان وجوہ کو اب
 وہ بندہ ہر کسے کی مخالفت و دشمنی نہ گئے اور ان کی خرابی کا منہ بہ منہ نہیں کر سکتے ان خوف
 بہت میں یہ گیناں میں گئی ہیں کہ ان کی ایک کا ذکر یہ ہے کہ یہ نہیں ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ و
 کی جانب کے متفقہ کے ختم ہونے کے خیر ہر مولوی رضی اللہ عنہ کہ وہ جو رعایتی نکات اور
 اور دفعہ انہوں کو ہم کہ نہیں دیا گیا کہ ہر کسے وہ ہونے کے مقصد کو وہ وہ نہیں ہے کہ اپنی ان خصوصیات
 ہر کسے کی خیر نہیں معلوم ہوتی۔ وہ ہر کسے کہ کسی علمی۔ تمام گیارہ سالہ اور کتب عام اور
 ہر کسے کے کتب عام اور کس مشہور و نافع فلاحی ہو گیا تھا اب وہ بھی جہاں سے کسی خاص اصول کو
 ان میں ہر کسے کا مقام ہے اس کا کارم فراوان ہے فقیر نے اس بار میں سے کسی نہ کسی کو ان کے
 میں تھی کہ گناہ کیا جادی اور مولوی و خیر فلاح کے دستخط و سرکاری ہو کہ مولوی ہر کسے
 وہ ہر کسے کی۔ ہر کسے کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 مخالفت ان بات میں کا یہ نتیجہ ہو کہ ہر کسے کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 خیریت۔ ہر کسے کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 انتشار علی غایتی دفعہ۔ و قطع افوت۔ و اتمام حق۔ و بد ظنی۔ و ہر کسے کے
 و خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 مخالفت میں و بیچ کن اسلام خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 و مشیات و شکوک مذہب اسلام ہر کسے کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 ان شدید ایک میں کوئی مترادف و مشابہہ کوئی نہ ہو کہ جو نے جانی میں
 وقت میں آپ علماء ہر کسے کے کہ آپ کے جہل و کور کے گناہ کے کہ ہر کسے کے متفقہ ہر کسے کے
 و مشیات کو دی اسلام ہر کسے کے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 ہر کسے کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے
 اسلام کے خیر فلاح کے لیے کہ ان بات حق کے مانتے کہ جانی ہے۔ ہر کسے کے



از فقیر ابد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا برکت و محبت عزیزم مولوی الحاج عبدالمصطفی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منسرت نامہ مورخہ ۲۸۔ رمضان شریف بذریعہ رجسٹری ورد و سرور لایا ممنون و مشکور
ہوا خیر و عافیت دریافت کر کے مسرور ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو بدین محبت و اخلاص کے ()
آسیب زمانہ سے مامون رکھ کر درجات عالیات و قرب مراتب دارین عطا کرے۔ الحمد للہ
() خوشی ہوئی کہ اکثر میری ضروری تحریریں آپ کو مل گئیں لیکن ویسا ہی یکن کراس
بات کے سننے سے رنج و افسوس ہوا کہ بہت سی تحریرات آپ کی فقیہ تک نہ پہنچی اس لیے
حیرت و تعجب تھا کہ کیوں بہت دنوں سے آپ کی خط و کتابت موقوف تھی۔ آپ کا محبت نہ
مرقومہ ہم شعبان بذریعہ رجسٹری پہنچا اس کا جواب مفصل اخیر رمضان شریف میں بذریعہ ذاک
مکہ معظمہ ارسال خدمت ہوا۔ آپ کے ضعف دماغ و چشم کو قسین گرافوس ہوا اللہ تعالیٰ صحت
کلی جسمانی و روحانی آپ کو عنایت فرماوے۔

مولوی عبدالحی صاحب کو اگرچہ خط سفارش دیا گیا تھا لکن فقیہ کو بھی اُن سے واقفیت
کلی نہیں ہمیشہ سے فقیہ کی یہ عادت ہے کہ جب کوئی اپنی حاجت پیش کرتا ہے تو مجبور ہو جاتا
ہوں، حتیٰ الوسع اس کی حاجت روائی کی تدبیر کر دیتا ہوں یا بتلا دیتا ہوں، ہنوز وہ یہاں
ن آئے آپ کے خط نہ پہنچنے کا خصوصاً میرزائی و پانچالہہ شبہی نہ پہنچنے کا افسوس ہوا۔ اب
بباعث ضعف ایسے کپڑوں کی حاجت بھی پڑتی ہے اور یہاں ایسی چیزیں ملتی بھی نہیں نہ پرکین
جماری اور تمہاری جان کا مسدود گیا، آپ جو ازراہ محبت میری خاطر داشت کا بہت کچھ خیال
رکھتے ہیں میں تبہ دل سے اس کا شکر کرتا ہوں و دعا دیتا ہوں، آپ نے مولوی عبدالحی صاحب
کے ساتھ جو سلوک و عنایت میری خاطر سے کی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا جزائے خیر عنایت کرے

ابھی ایک ہینہ حجاج کے آنے کے دن اور باقی میں شاید اخیر میں آجائیں خدا جانے اب تک
 کس مانگی وجہ سے (حاجی محمد شفیع صاحب بڑھانوی کے قرضہ کے ادا کرنے کی صورت
 معلوم ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو (اس کا اجر عطا فرمائے) میاں وحید الدین صاحب سزا کو گردانتا
 و تشویشات دارین سے محفوظ رکھ کر جمعیت صوری و مفتوی و صلاح فلاح دارین عطا کرے۔ آپ
 میں موصوف کی خدمت میں بعد سلام و دُعا فقیر کی طرف سے اس کا بہت بہت شکریہ ادا
 کریں اور یہ فرمادیں کہ فقیر ہمیشہ اپنے عزیزوں و محسنوں کے واسطے خصوصاً ایسے اہل خیر و
 باہمت کے لیے دُعا کرتا ہے اور ان کا یہ احسانِ عظیم اور بھی زیادہ تر اس امر کا تاکید کرنے
 والا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام خاندان کو شر و فساد سے ناسدوں و مفسدوں
 کے محفوظ رکھے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہے گا جو کچھ
 آپ و مولوی عزیز الرحمن صاحب ایک شہر میں رہتے ہیں اسی خیال سے یہ مشورہ دیا گیا کہ
 آپس کی ملاقات و میل جول سے محبت پیدا ہوتی ہے لیکن جب کسی مانع و عذر کے باعث
 اس کی امید و توقع نہیں یا کوئی کسر شان و خفت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ہرگز مصلحت
 نہیں ہے۔ اپنی خود داری کے خلاف کوئی برتاؤ مناسب نہیں اور آپ کو در منظم رسالہ
 جناب مولوی عبدالحق صاحب سزا کا بعد چھپنے کے (ان کے پاس بھیجنا کچھ ضرور
 نہیں ہے اگر مناسب و مصلحت وقت ہو گا تو عزیزم مولوی کرامت اللہ صاحب ()
 بھیج دیں گے۔ اور فقیر کے نام سے جو ایک خط مسئلہ امکاں کذب کی نسبت چھپا ہے اس
 کی مفصل کیفیت اور مع نقل خط ثانی مولوی نذیر احمد خاں صاحب مع نقل اس کے جواب
 کے پہلے خط میں ان کی خدمت میں روانہ ہو چکا ہے پھر بھی اس کی نقل بجنسہ آپ کی
 خدمت میں بھیجتا ہوں۔

اگر مناسب سمجھا جائے تو اس کو ہی یا مولوی نذیر احمد خاں سے نقل و ابازت لے کر
 طبع کراؤ۔ اور حالات مشور علی کی تحریر سے روشن ہوں گے۔ مولوی عبدالرحمن نازی
 کی کچھ مضمون سے باہر نہ گئے اس لیے کوئی تجربہ دنیاوی و مصلحت وقت اپنی طرح سے نہیں
 جانتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکلوں کو آسان فرمادے۔

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو خط میرے نام سے مولوی عزیز الرحمن وغیرہ نے چھاپا ہے وہ اتفاق حق کی نیت سے ظاہر نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ میری مرضی کے خلاف چھاپا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ اپنے مطلب و غرض کے موافق اکثر خلاف مرضی میری ہے اس لیے کہ کتاب اس کے خود مولوی عزیز الرحمن تھے، میں نے لکھ کر بھیجا تھا کہ مجھ کو اس کا مضمون یاد نہیں جو میں اجازت طبع دوں اور بھی نہ طبع کرنے کے بہت سے وجوہ ملے تھے مگر خود رائیڈ سے اس کو جو حقیقت میں انہیں کی تحریر ہے چھاپ دیا۔

حافظ عبداللہ صاحب مرحوم کے اسباب و سامان سب بیچ دیے گئے اور تجزیہ و تحلیف (کے بعد) جو کچھ روپے باقی رہے ایک ریلنگ ان کی بی بی کو سہاگ شرمی دیا گیا اور اب بین ریلنگ یعنی ایک سو پچیس ماٹے ریلنگ آتے میرے پاس اجازت ان کی اور ورثہ کا حصہ ہے۔ ان کے وارث شاید بہن یا بھانجی یا بھتیجی کوئی ہے کہ ان سے حاجی مایہ حسین صاحب دہلوی خوب واقف ہیں اور آپ کی سرکار سے یعنی میاں ابی بخش صاحب مرحوم کے عہد سے کچھ ولیفیر بھی ان کے ورثہ کا مقرر ہے تو وہاں سے بھی حال معلوم ہو سکتا ہے جب کسی لدا کا روپیہ رہاں بھیجا ہو تو اس قدر روپیہ یعنی ایک سو پچیس ماٹے ا۔ ریلنگ آئے ان کے ورثہ مستحق کو دے کر مجھ کو اطلاع دو کہ میں اس کے موافق کاربند ہوں۔

بخدمت حافظ صاحب عبدالکریم خاں بہادر سلام مسنون کے بعد فرما دو کہ میں کبھی دعا کے غیر سے غافل نہیں ہوں اور یہی بخدمت مولوی عبدالحکیم صاحب سلام مسنون و آرزوئے ملاقات کے (بعد) یہ التماس ہے کہ ہنوز کوئی نامہ ان کا نہ پہنچا ہے اور نہ کسی معرفت کچھ پیغام آیا ہے۔ آپ اپنے فرزند اور اپنے اور میرے احباب کی خدمت میں سلام و دعا فرما دو۔ آئندہ فقیر کے حسن خاتمہ کے واسطے دعا کرو۔ چونکہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مجھ کو ہمیشہ نقاضا کرتی ہیں کہ میں مریض رہتی ہوں اور مجھ کو اپنے پوتے پر کچھ اطمینان نہیں ہے اس لیے میں مولوی عبدالحکیم صاحب کی اجازت سے بہت منتشر و مضطرب رہتی ہوں اسی وجہ سے مجھے بار بار مولوی صاحب کو یاد دلانا ہوتا ہے۔ آپ یہ پھر ان سے ا۔

مکرم یہ ہے کہ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی کا خط بہت نام مولوی عبدالحکیم صاحب جدا جاتا ہے اس خط () یہ واقع ہو کر وہ چارہ میں گئی تھیں اس عرصہ میں ان کا پوتا آکر ایک صندوق امانتی مولوی صاحب اٹھائے گیا وہ اذیت کر چکی۔ اس وجہ سے وہ لوگ خراب محل میں برپا کر دیا گیا۔ حاصل اگر ان کو یہی منظور ہے تو بی بی صاحب کو اجازت دیں کہ وہ اپنے مصروف میں لاویں۔ . . . بڑا شبہ مقابلہ کر سکتی ہیں وہ بے چاری کی جان کا دشمن ہو رہا ہے مرزا صاحب کے متروکہ کو خراب کر دیا اس امانت کو اپنی جان کے ساتھ رکھتی ہیں کہیں لحظہ بھر کو نہیں جاتی یہاں ہر قسم کی مفتاحیں ملتی ہیں اس نے رکھ چھوڑی ہے جب فرصت پاوے گا باقی کو بھی یوں برپا کرے۔ . . .) رکھا ہے کہ نہ اس کی نسبت کچھ کرتے ہیں نہ کچھ بولتے ہیں () کرتی ہیں، ضرور جواب چاہیے۔

بچے از کمترین غلامان منور علی تسلیم مسنون و آرزوئے دست بوسی کے بعد عرض کرتا ہے کہ ساقی نامہ سے مفضل کیفیت معلوم ہوئی۔ حضور کی اکثر باتوں کا جواب قبل میں بجواب گرامی نامہ مورخہ نہم شعبان لکھا جا چکا ہے۔ باقی حالات جناب حضرت علی اقدس دام ظلہ کے کرامت نامہ سے روشن ہوں گے۔

پہلے جو اخافہ بذریعہ مولوی عبدالرحمن صاحب نازی کی گیا ہے اس میں ایک خط بنام مولوی عزیز الرحمن صاحب تھا جس کو جناب نے ان کے پاس پہنچا بھی دیا اس اخافہ بھیجنے سے یہی غرض تھی کہ حضور کے ملاحظہ مبارک میں () ہو سے ایسا نہ لکھا بلکہ جب حضور نے رقم فرمایا کہ میں نے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو بخشہ () پاس بھیج دیا تو حضرت اعلیٰ اقدس سلمہ نے بطور الزام بندہ کو فرمایا کہ کیوں اجازت نہ لکھی؟ اس خط میں بھی تاکید () مولوی غلام احمد خاں کا جواب نہ چھاپا جائے اور نئی تحریرات و تردیدات و طول مباحثہ و معارضہ کی برائی لکھی تھی۔ اب جناب والا کو رسالہ ”در منظم“ کا مولوی عزیز الرحمن صاحب کے پاس ضرور نہیں ہے جناب مولوی کرامت اللہ خاں صاحب نے جناب

مقرر یہ ہے کہ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی کا خط بہت ام مولوی
جدا لکھ کر صاحب جدا جاتا ہے اس خط () یہ واقع ہوا کہ وہ طہارے میں گئی
تھیں اس عرصہ میں ان کا پوتا آکر ایک صندوق امانتی مولوی صاحب اٹھائے گیا وہ
اطلاع کر چکی۔ اس صراحت وہ لڑکا خراب محل میں برباد کر دیا گیا۔ حاصل اگر ان کو یہی
منظور ہے تو بی بی صاحب کو اجازت دیں کہ وہ اپنے مصروف میں لا دیں ()۔ برعکس
مقابلہ کر سکتی ہیں وہ بے چاری کی جان کا دشمن ہو رہا ہے مرزا صاحب کے متذکر کو
خراب کر دیا اس لائٹ کو اپنی جان کے ساتھ رکھتی ہیں کہیں لحظہ بھر کو نہیں باقی
یہاں ہر قسم کی مفتاحیں ملتی ہیں اس نے رکھ چھوڑی ہے جب فرصت پاوے گا باقی
کو بھی یو ہیں برباد ()۔ رکھا ہے کہ نہ اس کی نسبت کچھ کرتے ہیں نہ کچھ بولتے
ہیں () کرتی ہیں، ضرور جواب چاہیے۔

یکے از کترین غلامان منور علی تسلیم مستون و آرزوئے دست بوسی کے بعد عرض
کرتا ہے کہ ساقی نامہ سے مفصل کیفیت مظلوم ہوئی۔ حضور کی اکثر باتوں کا جواب قبل
میں بجواب گرامی نامہ مورخہ نہم شعبان لکھا جا چکا ہے۔ باقی حالات جناب حضرت علی
اقدس دام ظلہ کے کرامت نامہ سے روشن ہوں گے۔

پہلے جولانہ بذریعہ مولوی عبدالرحمن صاحب نازی کئی گیا ہے اس میں ایک
خط بنام مولوی عزیز الرحمن صاحب تھا جس کو جناب نے ان کے پاس پہنچا بھی دیا،
اس لفافہ بھیجنے سے یہی غرض تھی کہ حضور کے ملاحظہ مبارک میں ()۔ اہو
سے ایسا نہ لکھا بلکہ جب حضور نے رقم فرمایا کہ میں نے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے
اس کو بخشہ ()۔ پاس بھیج دیا تو حضرت علی اقدس سلمہ نے بطور الزام
بندہ کو فرمایا کہ کیوں اجازت نہ لکھی؟ اس خط میں بھی تاکید ()۔ مولوی
نذیر احمد خاں کا جواب نہ چھاپا جائے اور نئی تحریرات و تردیدات و طول مباحثہ
و معارضہ کی برائی لکھی تھی۔ اب جناب والا کو رسالہ ”در منظم“ کا مولوی عزیز الرحمن
صاحب کے پاس ضرور نہیں ہے جناب مولوی کرامت الشرف خاں صاحب نے جناب

مولوی کرامت اللہ خاں صاحب نے جناب مولانا رشید احمد صاحب کی خدمت میں
 بھیج دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مسئلہ ارکانِ کذب کی وجہ سے تمام علمائے حرمین شریفین
 زادہما اللہ شرفا علمائے دیوبند سے ناراض و بدظن ہو گئے۔

مولوی منظور احمد صاحب اس قافلہ میں مدینہ منورہ سے تشریف لاتے ہیں اور
 جب سے کمترین یہاں ہے (....) کمرہ پن کے یہاں قیام فرماتے ہیں یہاں
 نہایت ہی کمزور تبار سے بہت سے روپیہ مستحقانِ مدینہ طیبہ کے (یہ) تقسیم کے واسطے
 آیا، بہت سے ہندی کو دیا گیا، مگر جناب مولوی رفیع الدین صاحب کو نہیں دیا گیا
 کہ یہ دیوبندی و بابیہ میں سے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ معتبر شخصوں نے
 بڑی کوشش کی اور اس خیال کی تردید ان کی طرف سے کی گئی مگر کچھ مفید نہ ہوا۔
 مولوی نذیر احمد خاں کے خط کے جواب کی نقل جو طغوت بلخاؤن بذا ہے یہ بھنرہ دیواری
 ہے جو ان کے پاس روانہ ہوئی ہے اور پہلی نقل میں کچھ بعض جاگم و بیش ہے پس
 حضور مناسب سمجھیں تو انوارِ ساطعہ کے ذریعہ سے اس کو مشترکہ فرمادیں مگر اس خط
 کا وہ فقرہ کہ ”مجھ کو اپنی تکفیر کا غم نہیں“ اس جملہ کو چھپوانا احقر کی رائے میں مناسب
 نہیں۔ آئندہ حضور کو جیسا مناسب ہو دیا فرمادیں۔ اگرچہ جناب حضرت اعلیٰ اقدس
 کو ہمیشہ تمام مخلوق کے ساتھ شفقت و نیک گمان ہے اور سب کو صالح و متقی دیندار
 سمجھتے ہیں (المرء یقین علی نفسه۔ لیکن آج کل حال توحید کو بہت ہی غلبہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی مالی طرف اور (....) وزین سے وسیع قلب و درود و توحید
 و رب کے اولیاء اللہ اگر اس توحید کے درجہ کو پہنچتے تو ان کا منصور علیہ الرحمۃ کا حال
 ہوتا۔

اس لیے آج کل اور بھی سب نیک و بد کے ساتھ برابر برتاؤ ہے۔
 مولوی عبدالحی صاحب کیا کسی قسم کے بدظن شخص کی نسبت گمان بدتر کریں گے
 اور جہاں تک ممکن ہوگا اس کے سوال و مقصود کے پورا کرنے میں سعی فرماویں گے۔
 چونکہ مولانا رحمۃ اللہ صاحب نے یہ ارشاد کیا تھا اور خیال آتا ہے کہ آپ کے نام

سے خط میں بھی لکھا تھا کہ یہی در منظم کی تقریظ انوار ساطعہ کے واسطے بھی کافی ہے اسی لیے احقر نے عرض کیا تھا۔ اور جو کوئی استفادہ کسی رسالہ و کتاب و اخبار میں چاہا یا جاگا تو وہ نقل ہی ہوگا، اصل (...) پھر کیا وجہ ہے کہ اس استفادہ کا اعتراف نہ کریں گے تمام خلقت کو کیا معلوم ہے کہ (...) اصل سے نقل ہوا ہے یا نقل سے نقل ہوا ہے۔ یوں تو منکرین تمام دنیا کے غار و جمہور (...) کے مخالفت ہیں۔ الحمد للہ انوار ساطعہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوں میں مقبول کیا اور (...) کی طرف سے براہین قاطعہ کو غیر مقبول اور ہم تمام خدام حضرت اقدس کو یہ یقین ہے کہ ان دونوں کی مقبولیت و غیر مقبولیت ایک ولی اللہ نہاں و قطب دوراں کے قبول و رد کی وجہ سے ہے اور ایک مخلص کے اخلاص کا ظہور ہے۔ اگر موقع ہو تو مولوی عزیز الرحمن صاحب سے استفادہ فرماویں کہ جس تحریر میں حضرت کا ارشاد ہے (...) مسئلہ امکان کذب کو واسطے تشفی خاطر مولوی عبدالسمیع صاحب کو بھی دکھلاؤ وہ تحریر کہاں ہے؟ مجھ کو دکھلائی اگر وہ تحریر (...) جائے گی تو بالکل حقیقت اس واقعہ کی اور تحریف و نضائیت بھی ظاہر ہوگی۔ جناب مولانا حسرت اللہ صاحب کی خدمت میں (بعد) تسلیم و آداب عرض کر کے انوار ساطعہ کی تقریظ لکھ دینے کے واسطے استدعا کی، وعدہ تو فرمایا ہے۔ اگر آج کل میں عنایت کریں گے تو اس کے ساتھ روانہ ہوگی ورنہ انشاء اللہ بعد کو۔ جس طرح حضور کو علالت کی وجہ سے خط لکھنے میں بہت تکلیف ہوئی ویسا ہی اس کے جواب طویل طویل کے پڑھنے میں بھی تکلیف ہوگی معاف فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ دماغ کو اور کل اعضا کو قوت و صحت بدرجہ اتم عنایت فرما دے۔

ایک خط بنام حاجی محمد اسحاق صاحب و جناب مولوی کرامت اللہ خاں صاحب طغوف ہیں۔ دونوں صاحب کے نام لفافہ و ٹکٹ دے کر روانہ فرمایا جائے گا۔

اس کے بعد مولوی عزیز الرحمن صاحب نے فرمایا کہ اگر قلمزدار دیکھ لے۔
 مولانا کرم الدین کی عبارت مولوی منظور علی نے اپنی طرف سے لکھی ہے۔ جو عبارت مشروح
 بعضی وجوہات کے واسطے پڑی ہے۔ اور تالیف حضرت حاجی صاحب کی کہ جناب سے ہے۔ اس کے بعض الفاظ کو
 کلمہ و عبارت میں لکھ گئے ہیں۔

مکھڑ یہ ہے کہ ایک خط جو بنام مولوی خلیل احمد امینٹوی و مولوی محمود حسن صاحب
 دیوبندی حاجی محمد اسحاق صاحب وغیرہ کے نام کا خط جاتا ہے ملفوف فرما کر روانہ کر دیا جائے
 (.....) بھیجا گیا، بخشنہ اس کی نقل ملاحظہ عزیز کے واسطے جاتی ہے اس کے طبع ہوئے
 کی مصلحت ہے لیکن بعد کو جب حجاج واپس جائیں کیوں کر ایسا نہ معلوم ہو کہ یہاں
 سے آپ کے پاس بھیجا گیا جب یہاں کا حال معلوم ہوگا تو نصیحت کا کچھ فائدہ نہیں
 ناصح کو چپا کر نصیحت نہ کرنا چاہیے (.....) کے ذریعہ سے اپنا نقصان معلوم کرنا
 بڑا (.....) ہوتا ہے۔ (.....) آئندہ جیسی مصلحت ہو (ویسا کیجیے) یہ خط
 مولانا حسرت اللہ صاحب و مولانا محمد عبدالحق صاحب وغیرہ علماء کی تجویز سے لکھا گیا ہے اور
 اس کا مضمون پسند کیا ہے دونوں مولانا آپ کی خدمت میں بہت بہت سلام مسنون
 پہنچاتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]



در این کتاب

در این کتاب

در این کتاب

در این کتاب

در این کتاب

در این کتاب

در این کتاب

کیے از کترین غلامان کاتب الحروف منور علی عفی اللہ عنہ تسلیم منون منظور کے
 واسطے عرفات و منی و مزدلفہ مقامات متبرک میں بلفظہ تعالیٰ بالتخصیص دعا کی گئی۔
 حضور کے سب خطوط کے جواب روانہ ہو چکے ہیں۔ جو خط کہ مولوی عبدالحی صاحب
 لائے ہیں اس کا جواب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ عرض کروں گا۔ اس وقت باوجود
 عذر کے نہ لکھ سکا آئندہ امید وار دعا۔ اگر جناب مناسب سمجھیں تو مولوی نظیر احمد زانی
 رامپوری (کنڈا) کا جواب طبع کرادیں کہ بہت لوگ اعلیٰ حضرت کی رائے ان اہل سنت و
 مسائل میں دریافت کرتے ہیں لیکن ابھی مولوی خلیل احمد امیشوی کے نام کا خط
 نہ منشیہ فرماوین

جناب مولوی منظور احمد صاحب حسب معمول اعلیٰ حضرت کی زیارت دعا
 کو مدینہ طیبہ سے آئے ہیں حضور کو سلام علیک فرماتے ہیں دو پار روز میں پھر واپس
 جائیں گے۔ حاجی میاں ظہور الاسلام صاحب کترین سے نقل خط مولوی نذیر احمد زانی
 صاحب کنڈا پاتے ہیں حضور پھلی نقل کی نقل ان کو عنایت فرمادیں اور مولوی خلیل احمد
 صاحب کے خط کی بھی۔ فقط۔ بہر کیف آپ کو اختیار ہے کہ دیں چاہے نہ دیں جیسا
 مناسب سمجھیں۔ چونکہ میں ان کو آپ کی جماعت کا سمجھتا ہوں نہ معلوم کہ یہ سمجھ صحیح
 ہے یا غلط اس لیے گزارش کی۔ فقط

برماستید
 خطا اسی مادی محمد شفیع پیشہ ساری کا لغو ہے ان کے پاس روانہ فرما۔ فقط

لغاف
 بعد تعالیٰ مقام میرٹھ
 جنت سرانجام و برکت مزید مولوی عبدالحی صاحب سلام اللہ تعالیٰ
 بصحابت ماہی ظہور الاسلام صاحب میرٹھ
 از ک (مظفر)
 (نکاح سہ)
 مولوی عبدالحی کو پتہ لکھنا اور ظاہر
 کنڈا اور کوٹہ سرحد کی رسید
 غافرہ نیچے کی عبارت مولوی عبدالحی کے نام سے ہے۔

یہ سب سے پہلے ہو گا کہ وہ ایک ایسی ہیروئن ہوگی جو ابھی اس دنیا میں
نہ ہوئی ہوگی۔ اس کی زندگی بھر کے لئے ایک ایسی ہیروئن ہوگی جو
ابھی تک اس دنیا میں نہیں ہوئی ہوگی۔ اس کی زندگی بھر کے لئے
ایک ایسی ہیروئن ہوگی جو ابھی اس دنیا میں نہیں ہوئی ہوگی۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

بقلم امداد اللہ عفی اللہ عنہ

ہاؤس تحریر ضروری کا یہ ہے کہ عرصہ ہوا کہ تم نے لکھا تھا کہ قرضہ حاجی محمد شفیع بیگ مولوی کا دو سو ساٹھ روپیہ کا جو میری طرف ہے یعنی فقیر کی طرف اُس کے ادا کرنے کا ذمہ عزیز جان محی الدین خلف حافظ عبد الکریم خان بہادر نے اپنی طرف کر لیا ہے سو معلوم نہیں کہ وہ ادا ہوا یا نہیں۔ محمد شفیع کی تحریر سے معلوم ہوا کہ نہیں ہوا اس واسطے لکھا گیا (جاتا ہے) کہ فقیر محمد شفیع کا دو سو ساٹھ روپیہ کا مقروض ہے اس میں جس قدر عزیز جان موصوف دیں اس کو مشاثر الیہ کو دے کر رسید لے لیں باقی فقیر کو لکھیں کہ یہاں سے تجویز کر کے روانہ کیا جائے اس حال سے جلد اطلاع دیں۔ عزیز جان حافظ محی الدین و جناب حافظ عبد الکریم خان صاحب مولوی عبد الحکیم صاحب و دیگر دوستاں نام بنام سلام دعا قبول باد۔

مولوی عبدالحی صاحب آئے اور سچ ادا کیا اور جو پارچہ پیسہ مجھ کو تم نے روانہ کیے تھے پہنچائے حسب مرضی فقیر کے ہوئے بدن میں بہت اچھے آئے جو کھانا وغیرہ لیا۔ مولوی موصوف بیمار تھے کہ ذکر کرتے تھے کہ دیر میں آئے اگر بیمار نہ ہوتا تو رجب شعبان میں آجاتا۔ اطلاع لکھا گیا۔

فقط

لے تحریر حضرت مابجا صاحب نے خط نمبر پر اپنے دوست مبارک سے انصاف کی ہے۔

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

از فقیر امداد اللہ علیہ رحمۃ اللہ
 بخندرت بابرکت عزیز الفت مولوی عبدالسمیع صاحب سلمہ
 بعد سلام مننون و دعاے خیر واضح راے عزیز باد مسترت نامہ آن عزیز مع دو اشرفی
 بے پوری مرسلہ عزیز جانی وحید الدین و دہ روپیہ مرسلہ آن عزیز و رضائی اطلس مرسلہ
 ہمسر مرحوم شہاب منشی عبد الرحمن خاں صاحب رسیدند و نیز دو تھان لعل و چکن
 و بست و دو روپیہ مرسلہ والدہ وحید الدین رسیدند۔ ہر دو تھان بموجب تحریر بدین
 خود آوردم و بست و دو روپیہ بمقتا حسین دادہ شد۔ نوشتہ بودند کہ ہشت تن از ہم دون
 در غمر خانہ بندہ بودند و در سہ چہار سال ہمہ انتقال نمودند ان شاء اللہ و ابیہ و ابیہ
 و تقدیر الہی کے راچارہ نیست اللہ تعالیٰ آن مرحوم ماں را بخشد و بخت رساند۔
 آمین۔ منشی عبد الرحمن خاں صاحب مرد صالح و دین دار و امانت دار ہستند کلام کے
 حافظ عبد الکریم خاں صاحب بادشاہان سپر وہ بودند بدیانت و امانت بخیر و خوبی بحسب
 آوردند با تمام رسانیدند لکن تحسین ہستند۔ بصلاح مولوی رحمت اللہ صاحب و فقیر
 عزیزم احمد حسین را شریک مال شان کردند و نیز حافظ عبد اللہ در تقسیم خیرات ہمراہ بودند
 مگر الحمد للہ بقرض قلیل ہمہ امور طے شدند اظہاراً بقلم آمدند ۱۲ از فقیر محمد مت مافظ
 عبد الکریم خاں بہادر صاحب و مولوی عبد الحکیم صاحب و عزیز جان وحید الدین سلام
 رسانند ۱۲ و عبد الرحمن خاں صاحب داخل سلسلہ شدند اللہ تعالیٰ قبول فرماید۔

۱۲ خط میں مولوی رحمت اللہ کے مولیٰ کو لکھا کہ جسے ان کا انتقال ۳۰ رمضان ۱۲۹۱ھ کو
 ہوا وہ خط مرحوم سے قبیل لکھا گیا ہے۔



43

از غیر ما الصدوق علیه
محرف بکرت علی بن محمد موافق السید

بسم الله الرحمن الرحيم

از سوره ناسیه بر ما آورد و در سوره ناسیه

وہ سب سے پہلے اپنے گھر میں رہتا تھا۔

مجلس شورای اسلامی ایران - تهران

است و در این بین هیچ چیز نیست که بتواند آن را از دست ببرد.

در خستند و نه در زنده در کسب جانی که از حشاش می خوردند به نیتیه و لایه ایسه

و انچه در این باب است از حدیث و اقوال ائمه و بزرگان

مجلس علمیه نجف - در صبح روز شنبه ۱۳۰۲

پیش از سپردن و نه بر نیت و امانت بخود خصمی می آوردند یا بجهت خود

دین تخمین برسد به صحت امور و قضاوت و در این مورد هیچ

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از فقیر ابداد الشرفی اللہ

بخدمت سراپا عنایت و محبت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے چند خطوط آئے، خوشی و مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرین یا دتہ ہائی
مکروہات دارین سے محفوظ رکھ کر صلاح و فلاح دارین عطا فرماوے۔ آپ کے خطوط کے
جواب عزیزم مولوی منظور علی صاحب سلمہ کے ہاتھ پہنچیں گے۔ عزیز موصوف کو آپ
صاحبوں کی خدمت میں جس غرض و مقصد سے بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ اس میں ناز الہام
کرے۔ آپ اپنی طرف سے اس معاملہ میں جہاں تک ممکن ہو اس کی کامیابی میں کوشش
کریں۔ الحمد للہ فقیر کو دنیا کے کسی امور کا غم نہیں ہے لیکن آپ لوگوں کے آپس
کے اختلاف کا ایسا سخت غم و رنج ہے کہ ہمیشہ اس کے باعث دل منقبض و پرتڑد
رہتا ہے اس لیے آپ لوگوں کو مناسب تھا کہ ہمارے غم و الم کے دور کرنے میں بدل
مستعد و آمادہ ہو جاتے، میری رضامندی و خوشنودی کو حاصل کرتے۔ فقیر نے
حق الوسخ اپنی جماعت کی مخالفت دور کرنے کو اور مصالحت پیدا کرنے کی کوشش
کی لیکن ابھی تک حسبِ خواہ تمیز نکلا، اب بالآخر یہ مصلحت معلوم ہوئی ہے کہ عزیزم
مولوی منظور علی صاحب سلمہ کو اپنی طرف سے آپ صاحبوں کی خدمت میں بھیج کر صورت
مصالحت کی پیدا کی جائے، چنانچہ عزیز موصوف بہمد وجود تیار ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ
بہار میں سوار ہوں گے، وہ جو کچھ ہمیں یارائے دیں وہ بے غصہ میرا کہنا و سننا بھیجیں آئندہ
سب حالات زبانی عزیز موصوف ظاہر ہوں گے زیادہ والسلام۔ فقط

بخدمت ریاض و حید الدین صاحب و میاں محمد صاحب و دیگر عزیزان و احباب
السلام علیکم۔ فقط ۲۲ صفر ۱۳۰۵ھ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

مجلس
السماع
عند
الشيخ
ميرزا محمد باقر

از فخر انوار مدظلہ العالی

بجنت سرای غنائت و محبت عزیزم

الحمد لله رب العالمین و بركاته۔ آری چند خطوط آری فرشتی و سرسبز

تجلی آری بدین بار فرشتی مکرر است و این سے محفوظ رکھو صلح و صلح

دارین و طاف و سیہ آری خطوط کے جواب یہ عزیزم موری منور و جلال

کے کاتبہ پنچینے عزیز و صرف کو آب صاحب کی خدمت میں جس

معرض و امید سے بیچتا ہوں اللہ تعالیٰ (و سحرنا انزل المرام کرے)

آب ابی طرف سے اس حاملہ میں رہا نہت ممکن و اس کے مینا

کو شش کرینا الحمد للہ و غیر کہ دنیا کے کسی امور کا غم نہیں ہے لیکن

آب و لؤلؤ آری کے اتلاف کا ایسا سخت غم منج ہے کہ ہمیشہ

مهر
محمد امداد الشرف فاروقی

۱۲۷۹ هـ

برعاشیہ : از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب

از منور علی عفا اللہ عنہ و حاضرین خدمت عالیہ تسلیم مسنون
قبول یاد کاتب الحروف نیاز احمد تسلیم می رساند
از حافظ احمد حسین صاحب و جناب مولوی رحمت اللہ صاحب
سلام مسنون !

پس که نیست در خفقان و غم و اندوه و در آنجا که آب و گل و گلزار
 که با این غم و اندوه و در آنجا که آب و گل و گلزار
 و مانند و غم و اندوه و در آنجا که آب و گل و گلزار
 مخالفت و در آنجا که آب و گل و گلزار
 صبر و در آنجا که آب و گل و گلزار
 عزیز و در آنجا که آب و گل و گلزار
 در آنجا که آب و گل و گلزار
 از آنجا که آب و گل و گلزار
 بعضی و در آنجا که آب و گل و گلزار
 موصوف و در آنجا که آب و گل و گلزار
 و در آنجا که آب و گل و گلزار
 از آنجا که آب و گل و گلزار
 حارة الدار

کاتب این کتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سر اہل اختصاص و سراسر انعام عزیز مولوی عبد اللہ صاحب نیادہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۹ جب الاولی آیا، کیفیت معلوم ہوئی۔ نہایت مسرور و محظوظ کیا خداوند تعالیٰ اس عزیز کو اپنی محبت عطا فرما کر خاتمہ بالخیر کرے۔ جو بوجہ ضعف طبیعت گویہ سست رہتی ہے، حرم شریف کو جمعہ کے دن جانا دشوار ہوتا ہے کبھی مولوی پر اور کبھی پیدل جانا ہوتا ہے تو نہایت تکلیف ہوتی ہے من خاتمہ کی دعا کریں۔ اتفاق ہونے کی کیفیت دیکھ کر نہایت فرحت (و) سرور فقیر کو ہوا۔ اتحاد برادران طریقت سے فقیر کو بہت فرحت ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کے جمیع احباب کو آپس میں ہمیشہ شہ و شکر رکھے۔ مبالغہ مرسلہ آپ کے وصول ہوئے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

اشعارات چھوڑ کر اگر تقسیم کیے جاویں تو کوئی طرح نہیں، یہاں فقرہ اتفاق رائے بظاہر غیر ممکن ہے، اوس کو جناب مولانا رشید احمد صاحب سے دریافت کر کے دور کر دیا جاوے۔ اور جو لفظ آپ کے خط میں غیر مناسب ہووے وہ نکالا جاوے اور مشہور کیا جاوے تو اچھا ہے جس طرح ممکن ہو صلح معافی ہونا بہت بہتر ہے اور موجب صلح و فیض ہے۔ عزیز مولوی

میں ربط ضبط ہو جاوے۔ تفرقہ انداز (و) سنا چلے جتنی مذہب

صوفی مشرب رہنا فقیر کو پسند ہے۔ بذریعہ خطوط مالات سے مطلع کیا کرو۔ جناب مولوی رفیع الدین مرحوم الرحمدی الاول کو مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے انشاء اللہ (و) ان کے بڑے باحیثیت سنے کہ اپنے شیعہ کے در پر ہاڑ سے عزیز مولوی

سید الشہداء علی مرتضیٰ
خود بنام علی مرتضیٰ



— *Chrysomelidae* (Coleoptera) —

1. *Chlorophyll a* (Chl a) is the primary photosynthetic pigment in most plants and algae. It is a green pigment that absorbs light energy in the blue and red regions of the visible spectrum. Chl a is essential for the light-dependent reactions of photosynthesis, where it converts light energy into chemical energy in the form of ATP and NADPH.

فصل فی بیان احوال و حال

[illegible]

مجلس شورای ملی
مجلس شورای معتمد

عبدالکریم خان صاحب بہادر و عزیزم وحید الدین وغیرہ سب صاحبوں کو اشد سلام
دیتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا خاتمہ بالخیر (فرمائے)

از مکہ مکرمہ محلہ حارۃ الباب

مورخہ ۱۲ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ

کیسیت مکان واقع جبل عمر مولوی احسن صاحب کے خط سے مفصل معلوم ہو گیا
اوس میں یقین میں۔ انوار ساطعہ طبع جدید سے سنوذا اطلاع نہ ہوئی اور نہ اب تک کئی
رسالہ لمعات الانوار مولوی انوار اللہ صاحب کا طبع ہو گیا ہو تو روانہ کرنا۔

لغائنہ

اللہم بلغ بالخیر بمقام کپ میرٹھ کوٹھی عبدالکریم خاں صاحب بہادر
بخدمت فیض درجہ سرایا محبت و عقیدت عزیزم مولوی عبدالحامد صاحب زید عفا عنہ

صفر سنہ ۱۳۰۲ھ

خلیل الشریعیانی نہ میر امرید نہ میرے پاس
اوس کی کارگزاری نکھی آتی ہے

جناب قبلہ و کعبہ این احقر عبد ان مخدوم معظم فرزند ان جناب مولانا صاحب دام ظلکم
 السّلام علیکم وعلیٰ تحات علیکم، آمین۔ وصول مع الخیر التّشریف
 واجب الخدام ام کہ حضرت مولانا و مرشدنا سرکار ہادی نامدار و پیر و مرشد قطب التّغاب
 ارام اللہ ظلہ الہم، چھوٹین ماضیہ صحیح و قوی فی عیشہ و راضیہ ہستند، سوائے بعد
 بر سواری و در حرم محترم تشریف نمی آرند۔ شکوہ ضعف بصر است مگر تیز دم قوی البصر
 شدہ کہ اول بلا انداز عینک دیدن نمی توانستند و حالا استیاسے بعیدہ و اثیاسے قریبہ
 بلا عینک ملاطفت می فرمایند و خط جناب بچشم مبارک خود بتمام ملاحظہ فرمودند و ہم ہی کہ
 برادر مخدوم شیخ وحید الدین صاحب دام اقبالہم ملاحظہ فرمودند۔ کلمات مقبول پُر ثناء و رضا
 بر زبان مبارک آوردند بندہ ہم نہایت محفوظ شدہ آمین گفت سلام مجاز بہ شیخ صاحب
 موصوف (.....) توہین و تحقیر مولوی عبد السمیع نوشتہ شد شاید ازین باعث
 (.....) و کدورت در خاطر مولوی عبد السمیع نشستہ باشد بلا شک در بر این کلمات
 غلط تہذیب نوشتہ است۔ الحاصل حضرت شیخ در بارہ ثنائے و مساکن جانبین
 کلمات صاف نمی فرمایند۔ گاہے چنین و گاہے چنان می فرمایند۔ و مولوی منظور علی مولوی
 غلام دستگیر قصوری را قصور دار کثیر و کذاب و شریر و مفتری و دروغ گو علی الاطلاق می گویند
 و بروئے حضرت ہمین کلمات مولوی قصوری را یاد می کنند۔

و بتاریخ ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۰ شب جمعہ بعد عشاء مولوی رحمت اللہ
 مرحوم و منظور از دار فانی در جنت با و دانی برضاے ربانی انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
 اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ و ارشاد جناب مولانا مرحوم اہل نماز و پیرے از حرم و این برادرزادہ
 مولوی صاحب محمد سعید نامی باقی بستند و وصی ہم محمد سعید است۔ بہت و بیخ رو بہ
 جناب نزد حضرت سرکار امانت داشتہ ام اگر ارشاد تشریف می یافتہ شود ببلخان مذکور بہ
 مولوی صاحب مرحوم وادہ شوند و ہمین رائے حضرت سرکار است۔ اگر مقبول شود و اگر

مجدد رجوع از مدینه منقودہ جواب عزیز نے انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ سید مہلکان مظلومہ پر ایسی مولوی
 صاحب دادہ خواہم آید چہ اگر اسے () وہ ہم قریب بہر مولوی صاحب
 مرحوم کہ بے مادر است () ایشان را حاضر و دست خراج بسیار است آئینہ ہر
 راہی جناب () سرکار خطی قبل از رمضان شریف روانہ کردہ شدہ است مگر من عرض
 کردم کہ تا ۱۵ شوال نہ دے مولوی صاحب ہرگز نہ رسیدہ حضرت می فرمودند و مولوی
 منور علی میزی گفتند کہ در ان خط بسیار مضامین نوشتہ شدہ بودند انہوں نے یہ جواب
 یعنی ان خط کہ ہمراہ من بود خواہم آید اور زیادہ نیلے و مولوی عبداللہ صاحب مع دیگر
 دیوبندیان را ہی مدینہ منقودہ شدہ اند عن قریب قریب وصول اند (کذا) وقت وصول کتاب
 فقیر حقیر مولوی عبداللہ صاحب دادہ خواہد شد روز سے حضرت می فرمودند کہ فقیر مولوی
 کتابے نوشتہ است ان را سبب از دیار و فساد پوشیدہ داشتہ ام بسیار خراب نوشتہ
 دہند بسیار ہستند کہ جوابش بخوبی خواہند داد فقیر بسیار بہ کردہ خوب نہ نوشتہ و درین ایام
 بہ مولوی منور علی و مولوی منظور احمد وغیرہ ہم کتاب فقیر حضرت دادہ اند آہادیدہ اند و ان
 بنور در بارہ کتاب فقیر بیج ذکر نکردہ ام فقط گفتگو سے ہر یک گوش می دارد و بحیر انہوں نے
 چیزے گفتن (نہی توانم) و خطوط طے و دیگر بخانہ غلام رسانند و خیریت () و جواب
 عزیز نے انہوں نے جواب امانت مولانا رحمت اللہ کہ بالیہ شان دادہ شود نہایت جلد روانہ فرمائید
 در جہتی وار باشد و یک پرچہ عظیمہ متفہم مضمون خاص باین خاکسار در ان خط تحریر
 فرمائید و خط دیگر چنان باشد کہ اگر حضرت سرکار نمودہ شود مضمون نے ناگوار خاطر خاطر باشد
 و اگر ممکن باشد یک نسخہ انوار ساطعہ اگرچہ یک صفحہ آن ناتمام است تریب کناں
 بہیل پادسل روانہ فرمائید کہ حضرت تاکید آن بسیار می فرمائید - آئندہ انچہ مناسب
 عالی العظیم میر باشد زیادہ حد ادب -

محمدت برادر محمد صاحب معنی القاب شیخ وحید الدین صاحب و بشیر الدین صاحب
 دام اقبالہم سلام مستون الاسلام و آداب محبت التیام پذیر باد و محمدت جناب مستطاب
 انہوں نے و قرۃ چشم محرک عرق انس میاں محمد صاحب زادہ و علم و علم و قدرہ اند و سید

مقبول باد و بخدمت ہمہ پرسان حال سلام مسنون برسانند۔ فقط

محمد خلیل الرحمن احقر تمیذان و غلام فرزند ان

(حارۃ الباب بر مکان حضرت مولانا شیخ امداد اللہ صاحب دام فیضہم

(روز چہار شنبہ

بر حاشیہ :

مولوی منظور علی صاحب دقیقہ از شننا، وصفت مولانا (نگذاشتند

و چیزے از پہلوئی جناب از ملاقات فیما بین نہ برداشتند این کلمات ہر گاہ دافہم
رو بروئے من ہم گفتند کہ مولوی رشید احمد صاحب بیچ عذرے برائے ہفتات

نکردند وہم وجوہ راضی شدند و من بکلفت رو بروئے بیت اللہ شریف می گویم کہ مرید
صادق جناب فقط ہمون مولوی رشید احمد است و بس و مولانا عبد السمیع صاحب باخوئے

بعض مخالفان و معاندان این خاندان از ملاقات پہلوئے تنہی بعد رہائے ناموزون
کردند از دل این محزون برائے (بلا تکلف بر می آید کہ (حضرت

سلطان اللہ تعالیٰ (در خط خود برائے مولوی (بسیار خفیف و

تحقیق

بر حاشیہ :

۱۸ ذی قعدہ کو چونتیس روز میں مع الخیر داخل

مکہ میں ۲۵ ذی الحجہ کو مدینہ جائیں گے

۲۲ ذی قعدہ

بہندوستان پہنچیں گے۔

چهارمین دفتر مولی علیه السلام نوشته شده شاید در این دفتر باشد
و کلمات در آنجا مولی علیه السلام نوشته باشد و شک در این است که کلمات مختلف است
نوشته است در اصل حضرت شیخ و زیاده تنای و مسائل جانبین کلمات صحاف فی زمانه
چنین و نامی چنان می خوانند و مولی مولی مولی مقدم در شیر قمری و ما مقدر و اگر چه
و منفردی و در دفتر علی الامام می گویند و در هر دو حضرت به همین کلمات مولی مقصدی را یاد میکنند
و تاریخ ۲۲ رمضان المبارک نوشته است شب جمعه بیست و نهمین مولی رحمت الرحمن مرحوم و مقهوران
فانی در جنت جاودانی بر فانی ربانی تعالی فرمودند انما الله و انما الله را چون در شان جناب مولی
مرحوم انچه در پس از آن مرحوم و این برادر زاده مولی حب محمد سعید نامی باقی بسته در می هم که
بست و بی زور جناب نزد حضرت سیدنا ابیانت داشته ام اگر باشد و تحریر یافته شود و منقول
به ایلیه مولی علیه السلام و در این ایلیه حضرت سیدنا ابیانت اگر منقول شود و در بعد رجوع از این
نسخه و در این نسخه تمام هم ترسید منقحان صلوات به ایلیه مولی علیه السلام داده خوانیم بعد از آن
فانهم تربیت پس برادر ایچ مرحوم نانی مادر است پس

بسیار از قدرت خلق بسیار است آینه پروردای خدایت

مهر کار خطی قبل از صدای خیرین رسانده شده است گویم در میان مردم که همه انوار از تو

مردود یارب اگر نه رسید به حضرت می فرمودند و مولای منواری علی نیز می نوشته که در آن وقت

بسیار مضامین نوشته شده بودند انوشیروان رسید جویش می این نوشته بود و در آن

زاده نیاز و مولای عبد الوهاب بود و در بنیاد دینی حویله نمود و گفته شد که در حضرت

تزیین و حاصل اند وقت و مملکتی کتاب غیر حقیر به مولای عبد الوهاب داده و آنرا بنام

روزی حضرت می فرمودند که فیروز دهنوی کتابی نوشته است آنرا لبیب انبیا بنام

پوشیده داشته ام بسیار خراب گشته در هند بسیار گشته به انبیا بنام بنام

داد و فقیر بسیار برده خوب نه نوشته و در این ایام به مولای منواری علی و مولای منواری

و غیره هم کتاب فقیر حضرت داده اند و دیده اند و در آن کتاب بنام

ایمچ و در نگارده ام فقط کتب کوی بر یک گوشه دیده اند و بنام بنام

انجم و خطی دیگر بنام بنام رساله در حدیث

منه جواب واقعیته را و جواب احاطه عرفانی را

که با این روش داد و ستد و نهایت جادو را میفرمایند و جیشری در این باشد و یکبار بر

علیه و مستقر بحضرت خاص بابین خاصا و در آن خط تحریر فرمایند و خط دیگر ضعیف باشد

و اگر بفرست سره نموده شود منتوانی ناگوار خاطر و اندر جان و مال و از نفسی باشد که

الوزیر المحدث ازین مضمون آن غایب تمام است ترتیب نمیند و پس از این سلسله مضمون

[illegible]

مخفیست بر او در شتاب اعلیٰ انوار خورشید و حجاب نور

سید علی حسینی علیه السلام فرمود: هر که محبت آل الله را بفرماندگار دارد، محبت خداوند را بدست می آید.

عزیزم و فرزندم محترم و موقر القلم سید ابوالحسن محمد زاید علی بن محمد

منبر الیاد و کجاست بر این حال صبر است و صبر است

مؤلف: محمد باقر

حارة الباب من جهة الشرق من باب

مجلس

از فقیر ابداد الشریعی الشریعی

بخدمت فیض درجست سراپا اخلاص و محبت عزیزم مولوی عبدیہ صاحب تلمذہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مکتوب بہت اسلوب صورت یا زوہد شمس ذی الحجہ مرسلہ من مقام رامپور بنڈیہ ڈاکٹ
 و درود سرور لایا مشکور و سرور ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بدین محبت و عنایت مکررات داریں سے
 محفوظ رکھ کر درجات عالیات و قرب مراتب داریں میں عطا فرمائے۔ اس سال یہ سب
 انواع اقسام کی آزمائش ہمارے بد اعمال و کثرت عصیان کے باعث سے سرزد ہوئی کہ
 جس سے ظاہراً مخلوق کو سخت مصیبت و تکلیف ہوئی کئی برسوں سے سینہ دہرے کی وجہ سے
 تمام ملک جہاز میں سخت قحط ہوا اس سال بفضل برسات اچھی ہوئی مینہ سب خواہ ہوا
 اسی وجہ سے اس ملک کی پیداوار بھی خوب تھی لیکن اس دو تین مہینے کے عرصہ میں دو دفعہ
 آندیاں اس کثرت سے آئیں کہ سب نباتات و بہڑوں کو چپ کر گئیں بڑے بڑے گجر و غیرہ
 کے درختوں کے پتے تک رہے اسی طرح اس مٹی سے سچ کے بعد بیضہ شروع ہوا دوسرے
 مہینے روز متام کو معطر میں ایک بلا عالم گیر ہو گیا ایسے طوفان و زور شور سے یہ واپسی
 کو قیامت کا نواز سب کو معلوم ہوتا تھا سیکڑوں روز از سر تھے تمام ملک کے محتاج
 وہ ایک روز میں بھاگ نکلے اور شامی و مصری قافلہ بھی جلد روانہ کر دیا گیا اور دینے طبع کا
 قافلہ آگے بہت جلد روانہ ہو گیا اسی وجہ سے یہاں کے پیشہ و اہل حرفہ تاجر و سوداگروں کا
 سخت نقصان و خسارہ ہوا کچھ بھی خرید و فروخت نہ ہوئی کیونکہ یہاں کے تیار و اہل حرفہ
 سال بھر اسباب کے بننا کرنے میں مصروف رہتے ہیں بیع و شراعت سچ کے دنوں میں
 ہوتا ہے اور سب لیاقت سب کے سال بھر کا مصروف اللہ تعالیٰ انھیں چند روزوں کی
 خرید و فروخت میں دے دیتا ہے اور جب شہر میں اور ملکوں کے روپے و مال بندہ
 تجارت و حرفہ آجاتے ہیں اور جمع ہو جاتے ہیں تو پھر بہت دیر تک سارے شہر کے باشندوں

کو ان سے فائدہ ہوتے رہتے ہیں لیکن دو سال سے تجارت و پیشہ میں بھی منت آفت
 و خارہ ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ غرض کہ جو قافلہ مدینہ طیبہ حج کے بعد گیا اس کو حکام
 نے بخوف و باندر شہر کے گھسنے نہ دیا صرف زیارت کی اجازت دی تیسرے روز سب قافلہ
 کو واپس کر دیا اس سے سخت تکلیف زائرین کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے یہاں کریم الہی
 صاحب جن کے ہاتھ آپ نے خط وغیرہ بھیجا تھا دکن جہاز پر تھے وہ یہاں آیا بلکہ قریب
 دو ماہ کے حزمیرہ کام ان میں بقاعدہ قریظہ مقید رہا اس کے حجاج کو سخت تکلیف و محبت
 ہوئی ان سب کے حج کے فوت ہو جانے اور چند ماہ معذہ پر رہنے کا رنج ان بس ہوا اللہ تعالیٰ
 اپنے بندوں کی تقصیرات کو معاف فرما کر رحم و کرم فرماوے۔ دکن جہاز میں میرٹھ و سہارنپور
 وغیرہ اپنے اطراف کے بہت لوگ تھے بڑی کوشش کی گئی لیکن ایک ذرہ بھی کچھ کسی کی
 خبر نہ لی نہایت تشویش ہے۔ چونکہ اب جہاز واپس گیا مجاہد بھی سب گئے ہوں گے اس
 لیے امید ہے کہ آپ صاحبوں کو کچھ خبر ملے گی۔ اس لیے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر جس
 تک آپ سے دریافت ہو سکے دریافت فرما کر ان کے مالدار اور اپنے ملاقاتی کی غیریت جو
 اس میں تھے جلد تم فرما دیں کیونکہ یہاں کے حکام نے اس جہاز کی خبر نہایت سختی سے بند کر دی
 تھی۔ اس لیے کچھ مال و غیرہ عافیت کسی کی معلوم نہ ہوئی۔ ٹوٹی بھٹ علی صاحب وغیرہ بھی
 انہی میں تھے۔ معلوم نہیں کہ یہاں کریم الہی صاحب کی معرفت جو خط آپ نے بھیجا تھا اس
 میں کیا فیصلہ تھی۔ فقیر کو یقین ہے کہ جب حاجی محمد یاس صاحب بڑھانوی اپنی سبکدہ میں
 آجائیں گے تو ان کے روپے ان کو مل جائیں گے۔ اس لیے اب کوئی تشویش نہیں ہے۔
 آپ یہاں چچہ العین کی خدمت میں فقیر کی طرف سے بہت سلام سنوں فرما کر
 یہ فرما دیں کہ میں جو اس کے بہت ہی مخلوق کو فائدہ سے میں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسے وجود وجود
 کو شہر و مدینہ و مسلمان سے محفوظ رکھ کر ترقی درجات و مالیات و ارین فرماوے گا۔ فقیر
 دعا سے فائل نہیں ہے خصوصاً اپنے مسن و اصحاب کے واسطے دعا کرنا افضل عبادت یقین
 کرتا ہے۔

دیگر کچھ نکات و محرم نامی محب ولی مولوی منظور علی صاحب ملکہ کو جن کی مفارقت

فقیر کو سخت ناگوار ہے ان سے فقیر کو ہر طرح کی راحت ہے صحت آپس کی صلح کے واسطے
 آپ کی نعمات، اکٹھا میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ بھی تاکید ہے سب کو کہ اپنی طرف سے دل
 بہا حتی الوسع کچھ لکھو وکاش نہ رکھیں۔ دل صاف رہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں کچھ بھی اختلاف
 ہو تو اور مجتہدین دین کا سمجھ کر لکھو وکاش کو دل میں بلکہ نہ دیں اختلاف اور محبت سے
 ہے۔ میں۔

محمد ابراہیم خاں دہلوی

۱۲۷۹

مہر محمد اداؤن غازی

از فضلہ اداؤن علی اللہ عنہ بخیرت فیض در بہت سے ایپا عنایت و محبت مستزیم
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
مولوی عبدالحسین صاحب ستر اللہ تعالیٰ
کتوب بہت اسلوب عزیز میں یہ عظیم مرسلہ عزیزہ عزیزم مولوی طلیل الرحمن صاحب
کی معرفت پہنچا منوں و مشکور ہوا۔ یہاں کے حالات زبانی عزیز مرصوف کی روشنی میں
اور خط سے منور علی کے بھی معلوم ہوں گے۔ جناب مولانا رحمت اللہ صاحب کے انتقال
فرمانے سے میرے وغیرہ کے سب کاموں میں بے باعث مخالفت و
کذا کے سخت تنزل ہے، افسوس ہے۔ جو امید کہ مولوی صاحب مرحوم اور میرا
خیر کو ان کے بعد خیر جاری کی تھی وہ منقطع ہو گئی اللہ تعالیٰ کی کچھ ایسی مشیت تھی کہ
مولانا کی زندگی سے سب کاموں کی بنیاد معکوس پڑی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما
ان کے نیک ارادوں کو جاری فرما دے۔ اب فقیر کو صبح و شام ہے۔ دعا من مات
سے مدد فرما اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرما کر اپنے صدیقین مقربین کے زمرہ میں
داخل فرما دے آمین۔ والسلام

کہنہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ پر جو کوئی پیران عظام و اولیاء کرام کے مقدس سلسلہ
میں داخل ہو تو آپ بلا قدر ہیبت کے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک و ذکر و شغل بتلاو۔ حدی
و محض حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور پیران عظام واسطہ اور ہم سب تابع امریکم۔ پس نہ توں
کی تابعداری و اطاعت کر دینا چاہیے آئندہ سنوارنے والا خود سنوارے گا۔ ہم کو اپنی
قابلیت و یاقوت کا گلیا خیال پائے۔ فقط
از کرم مطلق

۱۳۴۰ صفر ۱۳۰۹ھ

خدمت عزیزہ از جان محمد و حید الدین صاحب ستر اللہ کے واسطہ ہو کہ آپ کا
پہنچا۔ منوں ہوا اللہ تعالیٰ تم کو وارین میں جزائے خیر دے۔
خدمت حافظ عبدالحکیم خان جہاد ستر اللہ خدمت جناب مولوی عبدالحکیم صاحب
محبت احباب سلام منوں فرمادیا۔ فقط
عزیزم میں محمد صاحب ستر و عورات ترقی و درجات مطالبہ فرمائی۔

جناب مولانا: (وسیدی جناب حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب عت فیوضہم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ)

الحمد للہ احقر اس دم تک مع الخیر رہ کر ہمیشہ حضور کی صداغ و فلاح دارین کی دعا کرتا رہا۔ احقر اپنے حالات سفر و کیفیت بغیریت پہنچنے کی قبیل عرض کر چکا ہے کہ امت نامہ مع پانچ روپے عطیہ جناب مولانا خلیل الرحمن صاحب کی معرفت و رود اجلاں فرمایا منون و شرف ہوا۔ جناب حضرت اعلیٰ اقدس سیدی و مولائی سلمہ کا ضعت برسر ترقی ہے۔ ارادہ مدینہ طیبہ کا بھی ہے اگر تشریف لے جائیں گے تو احقر بھی ہم رکاب جاؤں گا۔ حضرت اعلیٰ اقدس سلمہ کا احقر پرست عزت و اعراض رہا کہ روداد صلح کیوں نہیں اخبار میں شائع ہوئی، جس قدر کارروائی صلح ہوئی اس قدر واسطے خوشنودی اپنے قافلہ و اطمینان مصلح جماعت و خوابان صلح کے بس ہے۔ حسن ظن والے سب کو احتیاجی ظن کرتے ہمدگمانوں سے کچھ مطلب فرض نہیں۔ سالہ انوار سا طہ جو ترمیم ہو کر چھپا ہے اس کی نسبت بھی فرمایا کہ جس قدر جیسا چھپا تھا ساتھ لانا ضرور تھا۔ اور حالات یہاں کے جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب سے روشنی ہوں گے آئندہ امیدوار دعا۔

اس دفعہ بھی حسب معمول عرفات و مزدلفہ و منیٰ میں نام بنام دعا کی گئی اور برتوت و ہمت حضرت اعلیٰ و اقدس سلمہ اس دفعہ عرفات میں حاضرین مجلس پر فیوض و برکات و انوار عرفانی کی بارش سب سالوں سے زیادہ رہی اور رقت و بکاسے اکثروں کی بلکہ خود حضرت سیدی کی حالت متغیر رہی۔

الحمد للہ عجیب برکت و خوبی کی کیفیت اس سال رہی۔ الحمد للہ علی ذلک الحمد للہ۔ دعائیں حضور بھی شامل تھے۔ زیادہ و التسلیم بعد تکریم۔ بخدمت حمزہ زیم مولوی محمد صاحب و بہتائی صاحب و شاگردان جناب بہت بہت سلام مسنون و دعا فرمادیں فقط۔ بخدمت جناب مولوی عبدالحق صاحب و حاضرین خدمت عالیہ و ملاقاتی ہندہ

میت فو قیسم

و بعدی غایب معرفت مولانا مولوی عبد السمیع

غایب مولانا

فلیح

اسلام سکرم ورق

دارین کی دعا کرتا ہے اس صورت پر حالات سفر و کیفیت محنت سے بچنے کی قبل درخشاں
 سرائت نامہ مع باخود میر و خیر غایب مولانا فیلل الرحمن صاحب کی معرفت در در ایصال فرمایا
 ممنون و مشرف سراسر محنت اعلیٰ لکھنوی مولانا مولوی کا خیر و برکت فرمائی جہاں ارادہ
 بہ بنیاد کیا ہے اگر نشانی ہو جائے تو احقر میں ہر باب جاگتا۔ معرفت اعلیٰ لکھنوی مولانا مولوی
 سنت افسر افسر کہ درود و دعا کے لیے بسین اخبار میں مشائخ محرمی حیفہ کار و دانی صاحب
 اور قدر اعلیٰ فرشتوں کی اتقانہ و اطمینان حاصل جانت و خیر لکھنوی مولانا مولوی
 حق ٹیکو چھائی مرنے سے پہلے کہ ان کے کچھ ملکیت نہ تھی نہیں۔ انوار سلسلہ برتر مسم
 جیسا ہے اسکی نسبت ہی فرمایا کہ جیسے جیسا جیسا تا ستر لکھنوی مولانا مولوی۔ اور حالات
 پہلے غایب مولانا فیلل الرحمن صاحب کے رشتہ کے آئینہ امیر دار و عا اسد خوس
 حبش قول و فاعل و در اندر مشائخ نام بنام دعا کی گئی اور یہ تو جہ و بہت معرفت
 اعلیٰ لکھنوی مولانا مولوی و فاعل میں حافین مجلس پر حق و برکات و در اور در فاعل کی باقی
 سب لکھنوی مولانا مولوی اور معرفت و برکات آئینہ لکھنوی مولانا مولوی کی جان و سب
 لکھنوی مولانا مولوی کی کیفیت اعلیٰ لکھنوی مولانا مولوی لکھنوی مولانا مولوی
 فاعل و التبع بکرم معرفت درخشاں مولانا مولوی و بعدی غایب و مشائخ

سدام فراد یا جاوے۔

نقطہ

۱۳ صفر ۱۳۰۹

از کز

عریضہ از

احقر منوچہری معنی الشریعت

دین طبری کی تفسیری سیاحی و تیرگاہ بدست تفسیر قلمبر

تاکید بیت

غلاف

بمقام میرٹھ

بامداد الشریعتی

بشرط واسطہ اقدس و اکرم محمد دی و سیدی و سید الشریعت

مولوی عبدالمصطفی صاحب سطر الشریعتی

از کز مصطفی

تاکید بیت

صفر ۱۳۰۹

بسم الله الرحمن الرحيم
وهدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

از فقیر امداد اللہ علی اللہ عنہ

بخدمت فیض درجہ سر ایا عنایت و محبت عزیزم مولوی عبد یح صاحب مکتبہ المسلمین
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بطول حیات و دفر ابدانہ

مکتوب بہجت اسلوب مورخہ ۱۶ صفر مع رسالہ انوار ساطعہ ترمیم شدہ و مولود شریف
سنی قصیدہ سلسیل ہفتم ربیع الثانی کو بہت دیر کر کے پہنچا مشکور و مسرور ہوا اللہ تعالیٰ
آپ کو بدین محبت و ارادت درجات عالیات و قرب مراتب عنایت فرماوے۔ قصیدہ
سلسیل اسم بامشئی فقیر کو بہت پسند ہے و دلدہ پڑھا کر سنا سنا مسعین کو بڑی لذت و کیفیت
ہوئی اللہ تعالیٰ جزا سے فیروزے۔ انوار ساطعہ کو خود بعض بعض مقام سے مطالعہ کیا
ہے اور اکثر مقامات سے پڑھا کر سنا ہے اشارہ اللہ بہ نسبت سابق کے اس دلدہ تقریر
بھی مالامال و طرز بھی محققانہ نہایت مدلل و تحقیق سے لکھا گیا ہے اور عبارت بھی دلچسپ
اور زبان بھی دل کش ہے۔ آپ نے فقیر کے مشورہ کے موافق جو ترمیم و اصلاح فرما کر نئی
دلیت سے لکھا ہے اور جو مضمون کہ سختی و تیزی سے لکھے گئے تھے ان کو نکال دیے ہیں
فقیر آپ کی اس محبت و عنایت کا بہت مشکور ہوا اور آپ کے علم و حسن خلق آپ کا اور فقیر
کے ساتھ جو محبت و ارادت ہے وہ ظاہر ہوئی اس وجہ سے فقیر کے دل میں بھی محبت آپ
کی اور زیادہ مستحکم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں اس کے برکات و عطا فرمادیں کیونکہ
اس زمانے کے طلباء و علماء اپنی بات کی نچ میں اپنے پیشوا و اکابر کی نہیں سنتے تو بھ فقیر
عزیز گزین کی کون سنا ہے؟ فقیر آپ کی منصف مزاجی و انصاف پسندی و حق نیوشی سے
بہت خوش ہوا و منظور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوش رکھے۔ لیکن فقیر کا مقصود یہ تھا
کہ مسائل مختلفہ کی تحقیق جہاں تک ممکن ہو کی جائے اور سبب اللہ خلق کے فائدے کے
واسطے احقاق حق کیا جائے مگر مضمون کتاب و سیاق تقریر و تحریر سے ہرگز بغیر و
پر ظاہر نہ ہو کر فلاں شخص کے جواب میں لکھی گئی ہے یا فلاں شخص اس کا مخاطب ہے کیونکہ

مطالعہ کر رہا ہوں بخدمت فیض سلسیل کے یہاں کسی کی معرفت بھیج دیں۔ فقط

مخلص دوستوں کی نصیحت و چند و فحاشی اگر اپنے برادر دینی و احباب طریقت کے واسطے
 ہو تو بے قصاصے تہذیب شرعی و عقلی کے یہ ہے کہ سوائے اس برادر کے کوئی دوسرا نہ سمجھ
 سکے کہ کون اس کا مخاطب ہے۔ بمصدق اس کے (شعرا) :

میانِ عاشق و معشوق رمزیت کرانا کا تب سب را ہم خبر نیست
 اس لیے گنگوہی و دیوبند وغیرہ مثل اس کے لکنا دوستوں کے کان کو اچھا
 نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور دشمنوں کو خوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس لیے اگر پیر طبعانی
 کی ثوبت آوے تو اُن قسم کے معضون کو جسے کوئی مخاطب پڑھے وہ نکال دیے جائیں
 تو بہت خوب ہیں۔ آئندہ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو اسلام و مسلمانوں کی امداد و
 ہدایت و استقامت کا وسیلہ و واسطہ بناوے آمین۔ پس ہماری یہی رائے اس باب
 میں ہے جو ظاہر کی گئی اگر کوئی شخص اس کے خلاف یا اسے کچھ بڑھا دیکھا کر آپ سے
 بیان کرے یا کوئی تمہیر دکھاوے تو آپ اس کو نہ ماننا۔

میاں محمد صاحب سلمہ کے عقد کامرہ پہلے ہی آیا تھا و مبارکباد بھی لکھا تھا اللہ تعالیٰ
 مبارک و مہمون کرے اور اس کے عمدہ ثمرات سے دنیا کو فائدہ پہنچاوے۔ میاں محمد صاحب
 اور اپنے کل طلبہ کو سلام دعا فرما دو خصوصاً بخدمت حافظ عبد الکریم خان بہادر سارہ
 بند و عزیزیم شیخ وحید الدین صاحب و مولوی عبد الحکیم صاحب سلام مسنون و دوسرا
 فرمادیں۔
 الراحم الائم
 فقیر حقیر امداد اللہ علیہ

از مکہ معظمہ محلہ حارة الباب

۱۱۔ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ

مہر محمد امداد اللہ فاروقی ۱۳۰۹

بعد دستخط بقلم خود و مہر کے یہ بات یاد آئی کہ فقیر کی ہمیشہ سے یہ وحیثیت ہے کہ آپس
 میں اپنے قافلہ کے ساتھ محبت و ربط ضبط کی ترقی میں کوشش فرماتے رہو اور جو محالیت
 و موافقت کہ باخود ہا میں ہوتی ہے اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ہمیشہ اس کے بڑھانے میں
 ہمت دلی کو مصروف فرماؤ۔ علامہ دیوبند آپ سے ملنے کو آپ کے گھر میں آئے آپ بھی اپنے
 مکان کے آتے جاتے وقت مدرسہ کے علاوہ محفل کے بہانہ سے سب سے مل لیا کرو۔

از فقیر امداد الشرفی

بخدمت فیض و رحمت سرایا عقیقت و محبت مکرری عزیزم مولوی عبدالحق صاحب زیہ و فاضل
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خط آپ کا ۲۲ ذی الحجہ پذیر رہا۔ وصول ہوا، کمال ممنون و مشکور۔
کیا اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں خوش رکھے۔ آمین

مبلغ مرسد ایک سو پچیس روپیہ (۱۵۵) اور دس روپیہ بھجوا دیا۔ وصول ہوئے
اس کی جزا اور اجر اللہ تعالیٰ عنایت فرماوے۔ روغن زیتون دو رطل بھجوا دیا۔
عزیزم مولوی حسن صاحب میرٹھی کے روانہ کیا گیا ہے۔ اور دو نسخے کتابوں کے ایک
صواعق محرکہ اور ایک مسامرات بھجوا دیا۔ عزیزم عبد الرحیم صاحب دہلوی کے روانہ میں
ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچیں گے۔ رسید سے مطلع کرنا اور پانچ نسخے مرسد عزیز کے
بھجوا دیا۔ حافظ احمد صاحب وصول ہوئے۔ عزیزم مولوی منظور علی صاحب طائف کو گئے
ہوئے ہیں۔ ان کے آنے پر روغن زیتون اور روانہ کیا جائے گا۔ اور غلیل الشرفی
واعظ کا مال جو آپ نے تحریک کیا ہے، فقیر اس سے واقف نہیں اور نہ ایسے شخص
فقیر کے ذمہ میں ہیں جو مصروفہ کرام کی نقلیں کریں اور نہ کوئی کارروائی اس کی فقیر
کے پاس آتی ہے۔ ایسی باتوں اور ایسے شخصوں سے فقیر ہرگز راضی نہیں۔ ہر سال
کثرت سے لوگ آتے ہیں، اگر کوئی آگیا ہو تو فقیر کو معلوم نہیں۔ فقیر آپ کے اور آپ
کے اتباع کے واسطے دل سے دعا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جمع حلوٹ
سے بچاوے۔ آمین۔ اپنے کام میں مصروف رہو، اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے۔ فقط
اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا ناتہ بالخیر کرے آمین۔ انظرین حافظ احمد حسین صاحب
و مولوی منظور علی صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و میاں عبد الرحیم صاحب کاتب الحرم
نیاز احمد السلام علیکم بعد شوق مرسد۔ فقط

محمد امداد الشرفی

از کرم غفر کلمۃ الیاب

۱۳۱۱ھ

زید خانہ
الکتاب
عبد

از حقیر احمد الم عفا غفر

مولوی

بخدمت فیضدست سر با عقیدت و محبت مکرری

الحمد للہ جو حق تعالیٰ نے خط آیتا ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ میں
جو اکل مسنون و مشکوٰۃ اللہ معا آیکو دین میں خوش رکھے ہیں
میں سے اسلئے سب سے پہلے اور دس روز پہلے وصول ہوئی اسلی
جس اور اجر اللہ تعالیٰ عنایت فرمائی ہے۔ روغن زیتون دور
محبت عزیزم مولوی حسن صاحب میرٹھی کے روانہ کیا گیا ہے۔
اور دوسرے کتابوں کے ایک مجموعہ عرفہ اور ایک مسامرات
میں عزیزم عبد الرحیم صاحب دہلوی کے روانہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ
پیشینگی رسید سے مطلع فرما اور باقی نسخے سرمد عزیز کے سہولت
حافظہ سے وصول ہوئی عزیزم مولوی منور علی صاحب طائف
کو گئے ہیں ان کے آئینے پر روغن زیتون اور روانہ کیا جاوے گا

اور خلیل اللہ نامی واعظ کا صاحب جو آجے عمر کر گیا ہے۔ فقیر
 اس سے راقف نہیں اور نہ ایسے شخص فقیر کیے زمرہ میں
 ہیں جو صوفیہ کرام کی افلیکین کریں اور نہ کوئی ظاہر و باطنی
 فقیر کے پاس آتی ہے ایسی باتیں اور ایسے نمونے فقیر سرگزر ارضی
 نہیں نہ ہر سال کثرت سے لوگ آتے ہیں اگر کوئی آگیا ہو تو
 فقیر کو معلوم نہیں۔ فقیر ایک اور ایک اتباع الی واسطے ولی دعا
 خیر کرنا ہے اللہ تعالیٰ ایک جو صحیح حوادث سے بچا رہے آمین۔ لینے
 کام میں مصروف رہو اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے فقط
 اللہ تعالیٰ ہماری تمام غلطیاں بخیر کرے آمین از طرف حافظ
 احمد بن شاہ مولوی بنور علی صاحب مولوی عبد اللہ صاحب
 و میاں عبد الرحیم صاحب و کاتبان حضرت نیاز علی صاحب
 عبد شوق برکت فقط

از ملا محمد علی صاحب
 مدرسہ اسلامیہ



بمختور اعلیٰ و اقدس مخدومی و سیدی بناب حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت فیہم
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کرامت نامہ میضی شمار مورخہ ہفتم جمادی الثانی ہجرت ۱۲۸۰ و افتخار گزین ہوا۔ احقر
کس زبان سے شکرا و اکرے شعر ہے

از دست گدا سے بے تواناید هیچ جز آنکہ بصدق دل دعا سے کند

اللہ تعالیٰ جناب والا کو درجہ قربیت عطا فرماوے۔ جس وقت احقر طائف گیا
تھا جناب کی فرمائش کی نسبت بمختور سیدی و مولائی سلم عرض کر گیا تھا جناب حضرت اعلیٰ
قدس سلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ قیمت نہ چاہیے جس قدر قیمت آئی تھی وہ کافی تھی بلکہ اس
میں سے ایک روپیہ بچ گیا تھا وہ احقر کو عنایت فرمایا کہ تو صرف کر۔ فرض یہ ہے کہ سب
چیزوں کی قیمت کے دریافت کی حاجت نہیں ہے حضرت سلم کے مال میں سب اعلیٰ و دینی
کافیا ہے۔

روح زتون اگر شیشہ میں رکھا جائے تو بہتر ہے اور نہیں کے مکے کے ظرف میں بھی
رہتا ہے اور لوگ اس کو کھاتے ہیں کچھ نقصان نہیں کرتا، آپ بلا دوسواں اس کو استعمال
فرماویں۔ یہاں مین کے ظروف کے باب میں خاص قانون ہے کیونکہ یہاں نرم و غیرہ
صد با تبرکات زمین کے ظرف میں رکھتے ہیں، آپ بذوق نوش فرماویں اور نکلیں تو اور
بھی بیسیج دوں۔ اس خط کے جواب میں کچھ توقف ہوا، معاف فرماویں۔ چونکہ جناب والا
نے یہاں کی بعض چیزوں کو بدون اجازت اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے اس لیے اب
احقر یہاں کی کارروائی سے جناب والا کو اس وقت تک مطلع نہیں کرے گا کہ آپ وعدہ
کریں گے کہ آئندہ بدون اجازت نہ چھاپوں گا۔ بعض امر ایسا جواب ہے کہ آپ سن کر
بہت خوش ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ارسال خدمت کروں گا۔ یہاں مستام
ظہار و ثقات میں مشہور ہے کہ اس سال حج اکبر ہے بلکہ قاضی کے مفسر نے نور منات کے مقدم

میں سے میں احقر سے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال حج اکبر ہو گا اگر حج زیارت
 کرنے والے اس سال آویں تو خوب ہے۔ اگر مناسب ہو تو یہ خبر کسی اخبار میں شہر
 کرادیں۔ جناب نواب محمد محمود علی خاں صاحب جو حضرت کے خدام میں سے ہیں اور
 بڑی محبت و ارادت ہے وہ بضرورت اپنی ریاست چھتاری کو جاتے ہیں، اسید
 ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حج تک واپس آویں گے۔ احقر کے بھی بہت عنایت فرمائی۔
 آئندہ بجز تسلیم مسنون و طلب دعا کے کیا عرض کروں۔ احقر نے بہت دفعہ آپ کی
 طرف سے طواف کیا ہے اور روزانہ ملتمز شریف پر آپ کے واسطے اور کل برادران
 طریقت کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

بخدمت جناب حافظ عبدالکریم خاں صاحب بہادر نجم الہستد و جناب میاں
 وحید الدین صاحب مشہور بہ بھتیاجی، و میاں بشیر الدین صاحب و عزیزم میاں محمد
 و جمیع شاگردان و احباب واقف کار بندہ (کو) سلام مسنون و دعا فرمادیں۔
 منور علی عفی عنہ از مکہ معظمہ

۲۴ رجب ۱۳۱۰ھ

لغافہ :
 بعونہ تعالیٰ مقام کپ میرٹھ، لال کُرفی بازار، کوٹھی حافظ عبدالکریم خان بہادر
 بخدمت فیض درجت مرآۃ محبت و ارادت عزیزم مولوی عبدالسمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 از مکہ معظمہ

۲۴ رجب ۱۳۱۰ھ

وصل الخافہ الیوم : الثالث عشر من رمضان یوم السبت ۱۳ صحت

نیچا خانہ پر رقی مہارت مولوی عبدالسمیع صاحب سلمہ کے قلم سے ہے۔

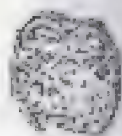
[illegible]

منور علی اویسی

در تمام کتب بزرگه که در این کتابخانه است
 نیست و این کتاب را با خود و در این کتابخانه است

کتب و اسناد

10

[illegible]

برادر عزیز القدر محقق و فائق عارف حقائق عزیزم مولی محمد عبیدیا صاحب زاد النور فادان
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد دعاے ترقی مدارج اعلیٰ اعلیٰ کاشف مدعا ام کہ نامہ محبت شمار آن عزیز مع مبلغ
یک صد و بیست روپیہ علاوہ پنج روپیہ مولوی منور علی صاحب حسب تفصیل ذیل بدست عزیز
محمد خلیل الرحمن رسید مشکور گردانید احسن اللہ جزاکم جمیعاً۔ نامہ نامی کہ در ماه رمضان رسیدہ بودہ
جواب سوال آنش روانہ کردہ شد اغلب کہ بعد تحریر این نامہ نزد آن عزیز رسیدہ باشد۔
جواب سوال ثلاثہ این است کہ مال محل قلب از باب تشریح کرمی نویسنده بران خیالی نکنند
بہنگی بزرگان باطن را فیضان الہی از ہمین جاے معلوم یعنی از زیر پستان چپ بشود گذشتہ
از ہمین محل جو یاسے انور شدہ باشند و باشد کہ تقاعد اش در وسط صدر باشد از ان جا
تفصیل فیضان می شود مگر نام آن محل نزد از باب بصیرت لطیفہ ستر است و لون انوار بر دو
محل چنانکہ معلوم است جداگذاست و حرکت قلب کہ بعد کثرت ضرب و ذکر پیدا می شود
بر محلش شاید بدہی و علامت حسنی است کہ ذکر را محلش محسوس می شود و حرکت تمام قلب را
می باشد نوک ہم بہ نسبت قاعدہ چیزے زائد متحرک می باشد و ذکر اسم اللہ جل شانہ از باطن
قلب تصور نمائید کہ عبادت از قلب متقی است و این مضغ بمنزل مرکب او و متعلق باوست
چون تعلق جسم و روح کہ از انکشافش لطافتی درین مضغ نیز پیدا می شود فقط و یک
حد و چوفا و یک پا باہر و یک مرزائی ہمہ روحی دار مرسلہ عزیزم میاں بشیر الدین احمد صاحب
برائے رفع اشک حاجت موسم سرما رسیدہ احوال اللہ بقادہ و رزق اللہ حبیبہ و لقادہ آمین
و سلام ست الاسلام مع دعاے حفظ از شر معاندین من الانام و امن و صحت از استقام
من الروح و الاجسام بحساب حافظ عبد الکریم صاحب و عزیزان شیخ وحید الدین و بشیر الدین احمد
صاحب از فقیر بدیدہ رسانند و از کامیابی عزیز میاں محمد طول عمر و بدایت خوشنود گشتم
بالحمد للہ تعالیٰ علی مراتب الانس و الانس و الاولی آمین۔

حق حق حق
 شاد و امید و نشاط
 محمد عبد السمیع صاحب
 برادر عزیز القدر محقق و قاضی عارف و متابع عزیزم مولوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد دعای ترقی مدارج اعلیٰ العلی ما شفیع عالم که نام

محببت شاد و عزیز نمیدارم مبلغ یکصد و بیست روپہ علاوہ پنج روپہ مولوی منور علی صاحب

تفصیل ذیل بدست عزیز می که خلیل الرحمن سعید مشکوٰۃ گردانید احسن البیضاء کم جزا کم جزا

نامی که در ماه رمضان رسیده بود جواب سوال آتش روانه کرده شد اغلب که بعد تقریر

این نام نزد آن عزیز رسیده باشد والا جواب الی نشد این است که حال محل قلاب باب شیخ

که میبوسند بران خیال نشد مگر بزبان این را فیضان الہی یا زمین جای معلوم یعنی از
 زیر پستان چیست گسسته زمین محل جوابی انوار شده باشند و باشد که قاعده شش و وسط

در انجا هم قاعده فیضان میشود و تمام آن محل نزد ارباب بعیرت لایزال است و چون انوار

بر محل فیضان معلوم است و اما نه است و حرکت قلب که بعد از حرکت ضرب در پیدا می شود

به محسوس شایع بدین و علامت می است که ذکر را محسوس میشود و حرکت تمام قلب می باشد

و کرم نسبت تمامه چیزی را می شود می باشد و ذکر اسم اللہ جل شانہ از باطن نسبت

تفصیل زیر موصول این است ۱

مولوی رعایت الحق صاحب
عنه

شیخ وحید الدین صاحب سکر
عنه

مولوی محمد عسکری صاحب
عنه

منشی عبد الرحمن خان صاحب
عنه

منشی محمد صدیق صاحب
عنه

منشی مہربان علی صاحب
عنه

حافظ محبوب علی خاں صاحب نقشہ نویس

حافظ کرم الہی صاحب سوداگر

و واعظ صدر بازار
عنه

صدر بازار میرٹھ
عنه

میزان - برائے ہمہ صاحبان مرقوم صدر دعائے خیر نمودم اللہ تعالیٰ قبول (فرماید)
عنه از فیض سلام مسنون رسانند - فقط

الراقم فقیر امداد اللہ علی اللہ عنہ از مکہ معظمہ

محمد امداد اللہ فاروقی

۱۲۷۹

مورخہ ۳۳ صفر ۱۳۱۳ھ مہر

که عبارت از قلب حقیقی است و این بنفشه جز در لعل و شبنم با دست چون تو نمی آید

که در کشت فشر لطافت و درین مضمضه نیز می آید و فقط و یک عدد چه نماید یک یا دو

و یک مرزائی بر دلی دارم سلامم می آید میان بشیرین احمد صاحب برای رفع اشکالات

موسم مبارک و تالی الریقا و در زرق العجب و تالی آفرین و سلام مستی اسلام

و دعای غنای از شرفخانه بن من الانام و امن و صحت از استقام من المرح و لا بیام

بجناب مافقه عبد الکرم صاحب و وزیران شیخ و حید الدین و بشیر الدین احمد صاحب

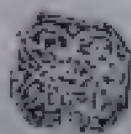
از فقیر بدید و رسانند و از کمالی می آید میان همه طوایف و بنایت خوشه و کشته بدید

التماس من مراتب الاعلی من تنفرد و لادلی آفرین تحصیل از موصوفه این است

السلام علی من اتبع الهدی شیخ و حید الدین صاحب مولوی رباعی شیخ و حید الدین صاحب
مولوی محمد صبیح صاحب

مستحق محمد صبیح صاحب مستحق عبد الرحمن صاحب حافظ کرم الدین صاحب حافظ محبوب علی صاحب
مستحق محمد صبیح صاحب مستحق عبد الرحمن صاحب حافظ کرم الدین صاحب حافظ محبوب علی صاحب

بزرگان ماعصی برای همه صاحبان مرقوم و ماخیر نمودم الله تعالی قلی
از فقیر سلام مسنون رسانند فقط از اتم فقیر احمد الله غنی الله من الله من الله



مرد ۲۳ صفر ۱۳۰۳ هجری

از فقیر امداد الشرف عطا الشرف

بخدمت فیض درجہ سرایا محبت و عطیہ عزیز مولوی عبدالحق صاحب زیدان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک خط ریسر آپ کا مورخہ ۲۸ ربیع الاول بذریعہ ڈاک وصول ہوا۔ کمال
ممنون و مشکور کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دارین عطا فرما کر حسن خاتمہ نصیب کرے۔
شراکھ فقیر ہر نوع خیریت سے ہے ضعف روز افزوں ہے۔ موسم سرما میں اور
زیادتی ہو باقی ہے۔ خدا رحم کرے۔ آپ بھی فقیر کے لیے حسن خاتمہ کی دعا کریں۔
فقیر آپ جیسے احباب کی دعا کا طالب ہے۔ آپ کی طرف بھی تعلق خاطر تھا۔ آپ
کے خط آنے سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ کے
امراض دور ہونے کے لیے بھی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماوے۔ آپ
ساجوں کا مبلغ ایک سو دس روپیہ (۱۵۰) بذریعہ رقعہ محفوظ و دوکان عملی بان
دالوں سے وصول کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و جان میں برکت دیوے۔
حافظ عبدالکریم صاحب خان بہادر کی صحت کے لیے اور شرعاً اعدار سے محفوظ رہنے
کے واسطے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب موصوف کو تمام امراض سے شفا
بخشنے اور شرعاً اعدار سے امن میں رکھے۔ میاں شیخ وحید الدین صاحب اور شیخ
بشیر الدین صاحب اور میاں محمد کو دعا اور سلام کہہ دیں۔ اور کتابیں حسب تحریر
فرید کو اگر حمد مست قاری حافظ احمد صاحب روانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے
پہنچا دے۔

یعنی

قوت القلوب

حیوة الجنان

میں

میں

۲۷ روپیہ
مفتوح الاسلام مع تاریخ مکہ مکرمہ

میں

باقی ماندہ قیمت میں سے جمالی و کرمیہ شتر و صندوق میں صرف ہوا۔ رسید کتب و دیگر کیفیت سے مطلع کریں۔

بخدمت منشی عبد الرحمن خاں صاحب و حافظ محبوب خاں صاحب و حافظ اکرم خاں صاحب و مولوی رعایت الحق صاحب و منشی محمد صدیق صاحب وغیرہ اصحاب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ درجہ بدرجہ برسد۔

حافظ عبد الکریم صاحب خاں بہادر کی خدمت میں بعد سلام دعا کے کہیں کہ آپ نے فیاضی اور دریا دلی سے عزیزم مولوی قاری حافظ احمد صاحب کے مدرسہ کا چند سالانہ ساٹھ روپیہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرماوے۔ فقیر بھی آپ کے لیے دعا کرتا ہے اول تو اس مدرسہ کا چند ایسا کہیں سے مقرر نہیں کہ مدرسہ کے مصارف کو کفایت کرے، دوسرا غریب و مہاجرین کے بڑے اس مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں، تیسرا مسائل ضروریہ و ہنیہ جن کا سیکسٹر مسلمان پروفیسر ہے۔ علاوہ اسباق روزمرہ کے سکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ طریقہ فقیر کو بھی پسند ہے۔

بوجوہات مذکورہ اس مدرسہ کا آپ کو خیال رہے۔ فقط

از مکہ مکرمہ دوم جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ

محمد ادا اللہ فاروقی

مکرر آنکر یہ خط اور کتابیں ہمراہ قاری احمد صاحب کے روانہ کرنا چاہتا تھا چونکہ قاری صاحب مذکور کو توقف ہوا، اتنے میں آپ کا دوسرا خط مورخہ ۲۳ جمادی الاول بھی وصول ہوا۔ رسید روپیوں کی معرفت علی جان والوں کے روانہ ہو گئی، ان شاء اللہ پہنچے گی۔ اور عزیزہ راحیل صاحبہ کو بعد سلام و دعا کے کہہ دیں کہ فقیر نے دونوں لڑکیوں کی صحت کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماوے۔ فقیر کا کام دعا کا ہے۔ اجابت خدا کی طرف سے ہے۔ فقط خط طغوفہ ڈاک میں ڈال دینا۔

استنارات بوضیاء القلوب میں ہیں سب کی آپ کو اجازت پہلے سے ہے دوبارہ بھی آپ کی تسلی کے لیے اجازت دی جاتی ہے۔ فقط۔ المرقوم سر رجب ۱۳۸۲ھ

میرزا
زید
احمد
محمد

میرزا محمد
محمد

عفو اللہ
از فقیر ابد العبد

و عقیدت شیریں
بخت فیض حق سہرا پا محبت

الاول

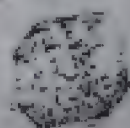
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک خط حشر آگیا مورخہ ۲۸ جمادی
بدریہ و ذکر وصول ہوا کہ مہنوں و مشکور کیا اللہ تعالیٰ آپ کو
شرعی دارین عطا فرما کر حسن خاتمہ عید کرے۔ لایہ لایہ فقیر
نوع خیریت سے ہے نہ نصف و زافروں سے ہو کہ سر مابین اور
زیادتی ہو جاتی ہے خدا رحم کرے آپ بھی غور کرے و حسن
کے دعا کرین فقیر آجیہ احباب کے دعا کا طالب ہے۔ آپ کی طرف
ہی تعلق خاطر تھا آپ کی خطا آجیہ خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو
خوشی و غورم رکھے۔ آپ کے امراض دور ہو جائیں
دعا کی گئی رہے شفا عطا فرما کر۔ آپ کے ہونے کا

مبلغ ایک سو دس روپیہ نقد سے رقمہ ہائے خدمت دوکان عالی
 والوں سے وصول کر لیا گیا اسد علی آریکی مان و زبان بنی کرت
 دیوید۔ حافظ عبدالمکریم صاحب خان ببادر کی صحبت میں تھے اور
 شرعاً و دیناً محفوظ رہنے کے واسطے دعا کی گئی اور میری حفظ
 صاحب موصوف کو تمام امراض سے شفا بخشے اور اعدا و سے
 امن میں رکھے۔ میان شیخ و سید الدین صاحب اور شیخ شریف الدین
 صاحب اور میان گو و عا اور سلام گدش اور غیاث الدین صاحب
 خیر خرید کر انر محبت قاری حافظ احمد صاحب روانہ میں
 اللہ تعالیٰ سے پیجاوے۔ عینی قوت القلوب
 حیوۃ الحیوان فخر الاسلام معنی لکھنؤ
 اثنی مانہ قیمت میں سے جمالی ذکر ابشر و خذوق میں
 مرغ میں۔ رسیدہ و دیگر کیفیت کے مطلع کر عنان
 محبت فتنی میرزا قاضی خاں صاحب و محبوب صاحب و حافظ المکریم

و مدون رہا بکثرت الحق صاحب و منشی محمد سعید صاحب
و غیرہ احباب السلام علیہم و علیٰ آئینہم و علیٰ ربہم
و علیٰ کونہم

حافظ عبدالمکریم صاحب خان بہادر کی خدمت میں کرامت دعا کی کہ میں
کر آنے فیاضی اور دربار دلی میں غرضم مولوی قاری صاحب خان
کے مدرسہ کا چند سالہ مدرسہ ہو سکوں تو یہ مقصد کیا ہو گا
آپ کو رہا اگر غرضی ہو تو فقیر میں آیت لکھنے کا کرنا ہے
اول تو اس مدرسہ کا چندہ آیا کہ میں نے مقصد کیا کہ مدرسہ کے
معارف کو کفالت کرے دو مراغریا تو ماہرین کے ارادے
اس مدرسہ میں تعلیم پانچویں تیسرا مسابیلان زوریہ
دینیدہ خان سیکرٹری مسلمان پرفرمنسٹ ملکہ و سباق روز
مرہ کے نام لکھا ہے میں نے اور یہ طریقہ قرآن میں
بزرگات مذکورہ اس مدرسہ کا پانچویں سبب خود

محمد سعید صاحب



کلمه

کلمه

کلمه

کلمه

کلمه

کلمه

کلمه

کلمه

محبت صادق مخلص و اثنی عشری و حبیبی مولوی محمد عبد السمیع صاحب زاوٹ عرفانکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افخاص نامہ محبت انضمام مع بہت جلد "نور ایمان" و بہت وسعت جلد سلسلہ مرسلہ
آن عزیز و یک چو غلام مرزائی و پایہ بجامہ سرمانی و مدد تحفہ سلام حکیم میاں محمد طول عمر
وزید فیض و قرین و صاحبزادہ وحید الدین و بشیر الدین حصل اللہ مراد ہم در رفع الشرائع ہم
و قیام ہم و سلام مع پیام جناب محبت آب مافظ عبد الکریم صاحب و ام آقا ہم و فیض ہم
بطول بقا ہم معرفت خلیل رسید باعث فرحت قلبی و راحت جسمی فقیر گردید برائے حصول
مرام مافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ در اوقات خاص دعا با کردم، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت
احابت رسیدہ باشند و آئندہ از خیر خواہی آن عزیزان مافظ نیم۔ فقیر را ہم بدعاے خیر
حسن خاتمہ یاد آورده باشند و برخوردار حکیم میاں محمد را بدعاے مطلوب یاد آورده و بہت
خشنودی در ہر سلسلہ خود داخل کردم، شجرہ از عقب روانہ کردہ خواہد شد، لازم کہ بہ اشتغال
باطنی مسب استفادہ ایشان بدرتجہ ہدایت کردہ باشند کہ اشتغال بہ باطن ہم از ہم
آلودہ است و برائے تعلیم آن برخوردار عزیز و خود شما زیادہ مضیہ و موثر خواہد شد
پہر دم جو مایہ خویش را

و اللہ خیر و حافظ و هو ان رحمہ اللہ رحمتہ - فقط - الراقم

نہ اس وقت میں مسدود نور ایمان اور سلسلہ کا ذکر ہے۔

یہ وہی کتابیں ہیں جو مسدود نور ایمان کے ہوتی تھیں۔ لہذا یہ خط میں اسی ساری یا کچھ ساری

کتابیں ہیں جو ان کے ہوتی تھیں۔ لہذا یہ خط میں اسی ساری یا کچھ ساری

به طایفه مطهرین آرد آورده به بیت غسانی در مسجد خود داخل
 جوار عقب رود و خود خواهد شد که از آن استقبال باشد
 ایشان به هیچ باب آید به شد که استقبال به طاعت
 از اسم او است و برای تعلیم آن بر خود دارد
 وجودش از یاد و نصیحت و توبه خواهد شد و بر او بیاید
 و از هر خطه و بعد از اسم او هر چه خطه

از اسم

صاحب زانو

صاحب دق فخلص و الفی عزیزی و جی مولوی محمد علی
 السلام حکیم و رحمة الله و دیگران که اخلاص و محبت نظام مع هفت جمله نورالین
 است و سه جمله سلسیل مرسله الغزیر و یکجا جو غا و نزلی و یا یحیا و سرائی
 و من تحفه سلام حکیم میان مجرطه و زریه فیض و قره و صاحبزاده و حیدالدین
 و شبیر الدین حاصل الله مرادهم و رفع الله تعالیهم و قیامهم و سلام مع پیام
 جناب محبت جناب حافظ عبدلکیم صاحب دلم اقبالهم و فیضانهم بطول تعالیهم
 معرفت خلیل نید باشت فرحت قلبی و راحت جسمی فیر و دید برای حصول
 مرادهم حافظ صاحب الله تعالی در اوقات خاص دعا تا کردم انشاء الله تعالی
 بهدفت اجابت عیده باشند و آئینده از خیر خواهی آن عزیزان خافیم
 فقیر را هم به طایفه خیر حسن خاتمه یاد آورده باشند و بر خود در حدیث محمد

عزیزی مولوی عبدالمصعب صاحب زاد الشرح و عملاً

السلام علیکم!

الحمد لله والمنة میں بخیریت ہوں۔ صحت وری احباب شب و روز چاہتا

ہوں۔

آپ کا محبت نامہ موصول ہوا، حال مندرجہ معلوم ہوا۔ عزیزم فیصلہ بہت
مسئلہ کی نسبت جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ابالیان دیوبند وغیرہ نے نہیں مانا بلکہ
بعض بعض مقامات پر خورد برد بھی کر دیا گیا ہے، سو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے
ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے۔ کسی کی بات گل جہان نے کب مانی ہے؟ خاص خاص
لوگوں نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے، لیکن مخالفت و عدم مخالفت کا نتیجہ بھی فحشاً ہی
ظاہر ہو گیا ہے۔ خیرمیاں، تم اپنا کام کرو، کسی کے افعال پر نظر مت ڈالو۔ اپنا
فعل ساتھ جائے گا کسی کا کیا ہمارے کیا کام آئے گا؟۔ ہاں باقی طبع کے لیے جو
آپ نے اجازت چاہی ہے سو شوق سے آپ طبع کرایئے میں آپ کو اجازت دیتا
ہوں، لیکن تشریح طلب مقامات (کی شرح) اب مجھ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ ایک
دقت تھا کہ ذہن نے رسائی کی جو بات جی میں آئی لکھی گئی۔ اتنی فرصت کہاں کہ
میں اب اس پر حاشیہ لکھوں اس کی شرح کی کوئی ضرورت نہیں، آپ کی
کتاب خود اس کی شرح موجود ہے اور اگر آپ کو ایسی ہی ضرورت ہے کہ اس
کے بعض مقامات کی شرح کی جائے تو آپ کو اجازت ہے کہ اس کو واضح کر دیجئے
یا اپنے بھائی عزیزی مولوی اشرف علی صاحب سلمہ سے اس کی شرح کرایئے مجھے
مغفود رکھیجئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل خیر دے۔ استقامت نصیب فرمائے، محبت
کا مدد عطا فرمائے، اسی میں ملائے اسی میں مارے۔ آمین یا رب العالمین۔

زیادہ والسلام

غزلی از اسرار صوفی
از استاد علم

السلام - آنچه در کف دست خیریت که حقیر احسب در دست خیریت

آنچه محسب شده در حصول بر احوال مندرجه معلوم بود - غزلی نموده نموده غنیمت

و از غیر غزلی نموده یک در یک در دوزخ و دوزخ منی - بیکه بعضی بعضی منفات بر غزلی بود

و بر کوهی که یک منفات برین است همیشه در بر آید که یک منفات برین است

فصلی در کوهی که یک منفات برین است همیشه در بر آید که یک منفات برین است

و برین که یک منفات برین است همیشه در بر آید که یک منفات برین است

و برین که یک منفات برین است همیشه در بر آید که یک منفات برین است

و برین که یک منفات برین است همیشه در بر آید که یک منفات برین است

از مکہ معظمہ مورخہ دوم جمادی الثانی روز چہار شنبہ
 آج ایک رقعہ آپ کا بذریعہ جناب حافظ امیر محمد صاحب وصول ہوا جس میں
 آپ نے رسید ہندوی طلب فرمائی ہے۔ عزیزم وہ ہندوی جناب غنی جان صاحب
 کی دکان سے وصول ہو گیا۔ اس کی رسید بھی میں پہلے روانہ کر چکا ہوں۔ معلوم
 نہیں وہ کہاں غائب ہو گئی۔ خیر اب آپ خاطر جمع رکھیے روپیہ مجھ کو مل گیا۔

مہر امداد اللہ قاروقی

لغافہ:

ملک ہندوستان میرٹھ بازار لال کورنی برکوٹھی جناب حافظ عبد الکرم صاحب
 خان بہادر
 بملاحظہ اقدس مخدوم معظم جناب قبیلہ مولانا محمد عبد السمیع صاحب دامت فیضہم بمقدور
 مرسلہ محمد خلیل الرحمن از مکہ معظمہ - حارۃ الباب
 یکم ذی الحجہ یوم خمس ۱۳۱۳ھ

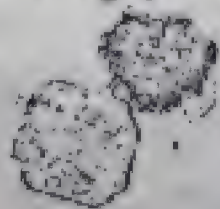
لغافہ کی عبارت پر کسی نے لکھا ہے: ذکر بیعت حکیم میاں محمد

در کس که زخم کدوئی فرزند خجسته ای که کتب خود را کس که زخم بود که اگر از کتب دیگر
 بر کدو کس که بغیر تصانیف زخم کدوئی بود که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر
 غرضی بود که از زخم کدوئی که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر
 علی فرزند است که نصیب فرزند کتب کدوئی که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر

نیزه السلام

در کتب دیگر که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر

آن که کتب دیگر که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر
 کتب دیگر که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر
 کتب دیگر که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر



کتابخانه ای که کتب دیگر بر کدو کس که زخم کدوئی بود که کتب دیگر

بجواب قبله و کعبه من ادا ام الشراعتکم
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد لله رب العالمین و الصلوة والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ

صلیہ و آله وجمعین -

الحمد لله که این ملائق لائق زیارت بیت ربی و سید می مرشدی شد نام و پیام
پیشکش کردم بعد اقبال سرور پذیرا فرموده بجواب نام مرشد شدند مضمون نام و پیام
بخوبی عرض داشته بعد را جواب با صواب یافتم و انتم آوردم برائے حافظ صاحب
دائم اقبالهم در خلوت و جلوت مرا با بدعا پرداختند اللہ تعالی قبول فرماید و همچنین
برائے برادران عزیزان جناب شیخ و حید الدین صاحب و بشیر الدین صاحب حکیم میاں محمد
صاحب بعد خوشنودی دعا برائے خیر فرمودند و بر خور دار سعادت آنرا حکیم میاں محمد صاحب
را به بیت قبول فرموده شجره مرحمت فرموده تعلیم او شان بجناب پدر بزرگوار ایشان
تفویض فرمودند و اخبار نامہوار به نسبت فیصد بوقت مسد که در بند واقع شده
مشهور شدند حضرت قید را یک بیک معلوم بودند بیان فرمودند که بعضی مخالفین بند
در بند به کتاب من این چنینی ہے ادبی نامووند و سائر ایمانداران به چهار طرف
بند این فیصد را قبول فرموده اکثر به نزد من شکر به نوشتند و در باره اجازت مخصوص
برائے صاحبین سماع استفسار نموده سکوت فرمودند و اشکار اجازت مذکورند و عرض
تقریر برائے ممانعت تالیف جواز ملائی نام منظور شد و به نسبت این غلام گاهی حکم
اتاعت گاہ حکم مرا بدست صادر می شود الهی تاتہ با تقریر او - نور ایمان و تسبیل
و طراز سخن پسندیده ناظر شدند - سوم ذی الحجہ یوم سبت تسبیل و در مجلس فاضل در
جمع نام مع اقیام حسب الحکم وقت صبح خواندم - حضرت خود ارشاد اقیام فرمودند
اگر بجواب این عرضی تسبیل تسبیح فرماید موجب شادمانی مجبور شود آمین -

مجی و مخلصی مولوی محمد صلیح صاحب زید عرفانہ
 بعد سلام مذت الاسلام کے معلوم ہوا اول رجسٹری میں حوالہ مبلغ ایک سو پچتر روپہ
 کا تھا اس کی رسید ۱۲ ربیع الثانی کو دوسری رجسٹری کا جواب ۲۲ جماد الاول کو
 اور تیسری رجسٹری کا جواب یہ ہے۔ کہتا ہیں مولود اوس وقت تک نہیں پہنچے تھے۔
 اب ہمراہ اس تیسری رجسٹری کے ۲۰ نسخہ پہونچا، فقیر نے اول سے آخر تک بالاستیاب
 منافقہ کا جو مذہب و مشرب ہے وہ لکھا ہے بہت پسند آئی اللہ تعالیٰ مصنف صاحب کو
 اور آپ کو اس کی سہی میں قبول فرما کر اپنے مخلصین سے کرے۔ آپ کے شاگرد صاحب
 کی طبیعت بہت مناسب اور توحید کی طرف متوجہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا حصہ
 تمام بخشے۔

فقیر بفضلہ بخیریت ہے۔ والسلام فقط

المرسل فقیر محمد امداد اللہ عفی اللہ

باقی خطوط ہرنگ لٹافوں میں ڈاک خانہ ڈلو اویں ۲۹ جماد الاول ۱۳۱۹ھ

مہر

بر حاشیہ مکتوب :

بشیر الدین صاحب نے مولوی احمد حسن صاحب کو ایک ہزار روپہ قرض دیا ہے کہ
 جس کی وجہ سے دفتر ثانی متم ہوا اب مولوی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ پان سو روپہ
 جو کسی دوسری جگہ سے قرض لیا گیا ہے اوس کے بارہ میں بھی شیخ صاحب نے ان کو
 تحریر کیا ہے کہ اگر وہ تقاضا کریں تو یہاں سے ادا کر دیا جائے۔ اس قدر محنت پر شیخ
 صاحب کی فقیر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت عطا کریں۔ فقط

از جانب فدوی کترین محمد شفیع الدین بعد تسلیم المرام ایک مولود شریف مر سوا اقل
 سے آخر تک حضرت قبلہ مدظلہ کو سنا دیا گیا بہت محفوظ ہوئے اور دعا فرمائی۔ مگر یہ ایک
 خوش خبری آپ کو اور جناب حافظ بشیر الدین صاحب کے لیے ہے کہ جس روز آپ کی
 رجسٹری آئی تھی اسی روز جناب استاد فی مولوی احمد حسن صاحب مدظلہ کا خط آیا تھا
 اوس میں یہ بھی تحریر تھا کہ پانسو روپیہ تیسری جلد کے طبع کے لیے قرض لیا گیا ہے پھر
 جناب حافظ بشیر الدین کا شکریہ اور ان کی دریا دلی کا حال لکھا تھا کہ دوسری جلد انھیں کی
 اعانت سے طبع ہوئی یعنی ہزار روپیہ قرض دیے تھے اور اب بھی یہ لکھا ہے کہ جو پانسو
 روپیہ قرض لیا ہے اگر وہ تقاضا کریں تو ہم کو اطلاع دینا پھر یہ بھی مولوی صاحب نے
 تحریر فرمایا تھا کہ میں نے جواب یہ لکھ دیا ہے کہ پہلا قرض آپ کا ادا ہو جائے تو عہدہ کو
 جرات ہوتی اب مجھ کو شرم آتی ہے۔ حضرت قبلہ نے جب مضمون خط اور ان کی اس
 قدر مسمیٰ کا حال سنا نہایت درجہ خوش ہوئے اور وہ وقت تنہائی کا تھا اسی وقت آپ
 کے لیے اور شیخ صاحب موصوف کے لیے بڑی توجہ سے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور
 اس عاجز کو بھی اشارہ کیا۔ دعا سے بزرگاں خصوصاً ایسے شیخ کامل کی اور پھر ایسے
 مقام متبرکہ میں بھلا کیونکر رو ہو سکتی ہے یہ شیخ صاحب کے لیے بڑی خوش خبری ہے
 کہ دعا دلی مع التوجہ ہر شخص کے لیے نہیں ہوتی ہے۔ واقعی جناب استاد مدظلہ
 کی جاں فشانی شتوی شریف انہر من الشمس ہے، فانی الشیخ اسی کا نام ہے کہ تعیل حکم میں
 ایک سو نو فرق دیکھا اب حضرت قبلہ کو چونکہ ضعف تو اکثر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے اور
 ضعف بصارت سے کسی کو اچھی طرح سے شناخت بھی نہیں کر سکتے ہیں لہذا حضرت
 قبلہ کی خواہش اور مرضی یہ ہی ہے کہ یہ کتاب میرے سامنے طبع ہو جائے اور
 ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کی عمر میں ترقی فرمائے گرامان
 علی ہر طبع کا نہیں ہے۔ حضرت استاد صاحب کا جو کچھ اس میں طبع میں شوق

از فقیر ادا اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت سراپا محبت و عنایت عزیزیم مولوی عبدالحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بہت دنوں سے کوئی مسرت نہ آئی اس لیے تعلق ہے اور اگرچہ باطن قلب میں متضرر
افترا و بہتان کے باب میں اطمینان و تشفی ہے، لیکن چونکہ بظاہر کوئی خبر نہ آئی ہے اس لیے
انتظار ہے امید کہ مقدربہائی کا فضل مال نکلیں۔ روغن زیتون و دوسرے کتب مطلوبہ
سامانہ و ارسال خدمت ہوئے۔ روغن زیتون معرفت مولوی حسن صاحب
دیوبندی اور کتاب ہر دو نسخہ معرفت حاجی عبد الرحیم صاحب دیوبندی۔ منور رسیدہ آئی۔ فقیر
کے صنعت کا حال بدستور ہے اب حرم محترم میں صرف جمعہ کو بمشکل تمام جاتا ہوں۔ مدنیہ طیبہ
کا ارادہ کئی سال سے ہے مگر صنعت و نقاہت کی وجہ سے ہر قافلہ میں فسخ عزم کیا جاتا ہے
آپ کے جس قدر ہدیہ عظیمہ مندرج خط تھے سب پہنچے اور اس کی رسید قبل بھیجی
جا چکی ہے۔ تمہاری کتاب انوار ساطعہ اکثر دیکھی ہے اور اکثر اس کو دیکھتا ہوں۔ فقیر کو
ظفر تحقیق و زبان فصیح و سلیس اس کی بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ مقبول و مفید خاص و عام
کرم سے۔ معلوم نہیں کہ بفضل ہی علامہ سے عزیزان دیوبند سکوت میں کہ وہی رد و تردید کا
مشغلہ چلا جاتا ہے۔ آئندہ فقیر کے حسن خاتمہ کی دعا سے مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا
خاتمہ بالخیر فرما کر اپنے وعدہ یقین کے زمرہ میں داخل فرمائے۔
از کلمہ و فکر مکر مارۃ الباب۔ ہفتہ ہمدانی الاونی

بر حاشیہ :
 خدمت عزیزم مولوی محمد و دیگر احباب خصوصاً مافظ عبدالکریم نان بہادر اور اُن
 کے صاحبزادہ کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔

پشت پر :
 بعد سلام آنکہ یہ گرامی نامہ باعث دو امر کے مؤخر ہوا، ایک یہ کہ چند روز ملا نہیں
 دوم یہ کہ حضرت شمس العارفین قبلہ کے ارشاد کی وجہ سے مشنوی شریف و کثرت
 مشاغل سے فرصت کم۔

والسلام ابو احمد

بسم الله الرحمن الرحيم
دو اموکاتو غور ایا اید به در چند روز غنچه
دوم به که حضرت شرفیاء فیروز قندکرا این که کوه جبه
شعوی شریف و اگر کشتن غنچه غنچه
و بسطع ابوالاحد

از فقیر ابداد الله عفی الله عنه

بخدمت عزیز القدر مولوی عبدالمسیح صاحب سلمه

بعد سلام سنون و دعا و خیر آنکه جواب خط و رسید اشیاء مرسله آن عزیز به مسرعه منشی
ماجما مهربان علی صاحب فرستاده شد خواهند رسید - عاذاً باعث تحریر آن که عامل
خط میان حاجی دین محمد صاحب داخل سلسله بزرگان شدند و بسبب عدم قیام بودن ایشان
نوبت تعلیم ذکر و غیره تمامه است لهذا اشارت الیه را تلقین کرده شد مناسب که اگر از آن
عزیز از قسم ذکر و شغل و یا مسائل از آن عزیز استفسار نمایند حسب استعداد ایشان
تلقین کرده باشند فقط

(و دعاء) برمال ایشان (توحید) مرئی دارند ۱۳

مبسر

محمد ابداد الله فاروقی

۱۳۴۹ هـ

از فقیر ابداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی عبد السمیع صاحب نواز اللہ قلوبہ بانوار اعدائے
بعد سلام مسنون و دعاے ترقی و درجات عالیات واضح رائے عزیز باد مرکبہ
(باب مجتہد) ہمراہ حافظ محمد امیر صاحب مع دو اشرفی کھان سکہ شاہ عالم مرسل میاں و مید الدین
صاحب و دس روپیہ مرسل آن عزیز رسید و از حال مندرجہ آگاہ بنخشید۔
عزیز من کسی نے تمہاری شکایت نہیں لکھی (..... تمہاری) طرح اوروں کو بھی
بعض عزیزوں نے لکھا ہے تمہاری خصوصیت نہیں۔ فقیر کو کسی کے لکھے پر خیال نہیں
خاطر جمع رکھو اپنے کام میں مشغول رہو اور ہدایت کرتے رہو۔ مسائل اختلافی میں تکرار
کرو نہ ٹہر کر و بلکہ اکثر فتوے ان دنوں میں خالی انسانیت سے نہیں حتی القدر اپنے آپ
کو (.....) ضرور ہے۔ فقط

ایک خط ڈاک میں آیا اس کے مضمون سے (.....) ہوا بموجب تحریر کے
تین تعویذ ایک عزیز جان وحید الدین کے نام کا اور دو تعویذ دو نافرند میاں محمد الدین
مرحوم کے واسطے لکھ کر مفودہ خط روانہ کیا جاتے ہیں۔ تینوں صاحبوں کے بازوؤں پر
باندھ دینا ان شاء اللہ تعالیٰ حفاظت الہی میں رہیں گے۔ اور سحر و افسوس سے محفوظ، خاطر
جمع رکھو، نظر بخدا رکھو اور میاں وحید الدین کو کبہ و کد دعاے حزب البحر کو یاد کر لیں صبح
شام ہر روز ایک ایک بار پڑھ لیا کریں اور مفودہ تین کو بھی تین تین بار ہر روز ورد رکھیں
فقیر بھی آپ کے واسطے دعا حفاظت کی کرتا ہے۔

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیز من مولوی عبد الباق صاحب زید محبتہ باللہ

بعد سلام منون و دعاے خیریت دارینی مشہود رائے عزیز باد، اللہ الحمد فقیر
بہر مال شکور و بحق آن عزیز دعاے خیری کند۔ دو خط شاپے در پے رسید سرور گردانید
یک خط و دہ روپیہ ہمراہ منشی مہربان علی خاں صاحب رسید و خط و گچز ہمراہی منشی وزیر
محمد خاں صاحب مرحوم مع دو اشرفی قیمتی للملک مرسلہ میاں وحید الدین صاحب بن حافظ
عبد الکریم صاحب رسید خاطر جمع دارند چنانچہ بموجب تحریر آن عزیز مبلغ سہ روپیہ
منجملہ مبلغ دہ روپیہ برائے سبیل زمزم بزمزمی دادہ شد۔ ان شاء اللہ تعالیٰ معہود سبیل
زمزم جاری خواہد ماند و ثواب آن بروج زو جہ مرحوم شما خواہد رسید خاطر جمع دارند
و ہفت روپیہ و دو اشرفی بصرف خود آورد۔ بدریافت انتقال زو جہ آن عزیز رنج
گمزدید اللہ تعالیٰ اور ابر بخشد و شمار اصبر و شکیبائی عطا فرماید، برائے مغفرت شان دعا
کردہ شد و می کنم او تعالیٰ قبول فرماید۔ آمین۔

بخدمت میاں حافظ عبد الکریم صاحب سلمہ و عزیز جان وحید الدین و فخر الدین و
معین الدین سلام و دعاے خیر گفتہ دہند۔ فقط

از فقر و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان
بعد از کشتن و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان

و در غمت بی در پی رسید سرور کو اندک میزد و ده روپیه بر داشت بر بانیان
و خط بیکر بوی شسته و در محفل غمت و اسفندی غمت و غمت و غمت و غمت
بی حالت عیدم و رسید خلاصه و دانه چانه بوی غم و غم و غم و غم

بخت و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان
بخت و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان

آوردیم بدین است اسفندی و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان
بخت و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان

بخت و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان
بخت و دزدی و غم بخت و کشتن عزیزان و کشتن عزیزان

